ہندوستان کا آئین: ایک سادہ اور مکمل رہنمائی

مصنف

سید ثناء اللہ کاظمی

حافظ، فاضل و مفتی از دیوبند

ایم.اے (اسلامیات) از جامعہ ہمدرد، دہلی

(سیدپورکلاں،ضلع مظفرنگر،اترپردیش)

قومی ترانہ

جن گن من ادھی نایک جے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب، سندھ، گجرات، مراٹھا
دروڑ، اُتکل، بنگ
وندھیا، ہماچل، یمنا، گنگا
اُچھل جل دھی ترنگ
تَو شبھ نامے جاگے
تَو شبھ آشیش مانگے
گاہے تَو جے گاتھا
جن گن منگل دایک جے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جے ہے! جے ہے! جے ہے!
جے جے جے جے ہے!

فہرستِ مضامین

باب دوم : آئین کے اہم حصے

2.1 پریامبل (تمہید)

2.2 بنیادی حقوق

2.3 ریاستی پالیسی کے ہدایت کار اصول

2.4 بنیادی فرائض

باب سوم: حکومت کا ڈھانچہ

3.1 مرکزی حکومت

3.2 ریاستی حکومت

3.3 عدلیہ

3.4 انتخابی نظام

باب چہارم: مقامی حکومت

4.1 تعارف

4.2 دیہی حکومت: پنچایتی راج

4.3 شہری حکومت: میونسپل گورننس

باب پنجم: آئین اور عام شہری

5.1 آئین اور شہریوں کے حقوق

9.2 دیہی اور شہری حکومتوں کا عملی اطلاق

اختتامیہ

ضمیمہ

عرضِ ناشر

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کتاب جون 2025ء میں مکمل ہوئی۔ ابتدا میں خواہش یہی تھی کہ اسے مطبوعہ صورت میں شائع کیا جائے تاکہ کم سے کم قیمت پر اہلِ علم، طلبہ اور عام قارئین تک پہنچ سکے، کیونکہ مطبوعہ کتاب کے ذریعے مطالعہ، غور و فکر اور استفادہ عموماً PDF کے مقابلے میں زیادہ بہتر اور مؤثر انداز میں حاصل ہوتا ہے۔

اسی مقصد کے پیشِ نظر مختلف احباب اور ناشرین سے رابطہ کیا گیا، لیکن موجودہ حالات، مطالعۂ کتب کے کم ہوتے رجحان، اور علمی و تحقیقی کتابوں سے عمومی بے رغبتی کے باعث اس نوعیت کے اصل اور تحقیقی کاموں کی اشاعت نہایت دشوار ہو چکی ہے۔ آج کل مارکیٹ میں زیادہ تر وہ کتابیں مقبول سمجھی جاتی ہیں جو درسی نوعیت کی ہوں یا مختلف کتابوں کی شروحات پر مشتمل ہوں، اس لیے ناشرین بھی عموماً انہی کتب کو ترجیح دیتے ہیں جن کی اشاعت اور فروخت کے امکانات زیادہ ہوں۔ نتیجتاً بہت سے مفید، اصل اور تحقیقی کام محض محدود مارکیٹ اور دیگر مجبوریوں کی وجہ سے اشاعت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

مالی وسائل کی عدم دستیابی بھی ایک اہم سبب رہی، جس کی وجہ سے اس کتاب کی طباعت ممکن نہ ہو سکی۔ چنانچہ اسے فی الحال PDF کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ یہ علم لوگوں تک پہنچ سکے اور عند اللہ یہ جواب دہی نہ ہو کہ دورِ حاضر کی ایک اہم ضرورت محض وسائل یا حالات کی بنا پر لوگوں تک نہ پہنچ سکی۔

راقم نہ تو اس موضوع کا کوئی بڑا محقق ہے اور نہ ہی کسی علمی کمال یا قانونی تخصص کا دعویٰ رکھتا ہے، بلکہ اس وقت قانون کی تعلیم (B.A,LL.B) حاصل کر رہا ہے۔ دورانِ تعلیم اور ذاتی مطالعے کے دوران جو کچھ پڑھنے، سمجھنے اور جمع کرنے کا موقع ملا، اسے حتی المقدور تحقیق، دیانت اور احتیاط کے ساتھ اس کتاب میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس مقصد کے لیے ہندی اور انگریزی کتب، سرکاری دستاویزات، عدالتی فیصلوں، تحقیقی مضامین، مختلف علمی مقالات اور انٹرنیٹ پر دستیاب مستند مواد سے استفادہ کیا گیا ہے۔

یہ کتاب اگرچہ مکمل تحقیق اور دستیاب وسائل کی روشنی میں مرتب کی گئی ہے، لیکن چونکہ قانون ایک زندہ اور متحرک نظام ہے، اس لیے آئین، قوانین، عدالتی تشریحات اور حکومتی پالیسیوں میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں، ترامیم اور نئے فیصلے سامنے آتے رہتے ہیں۔ اس لیے یہ عین ممکن ہے کہ کتاب کی اشاعت کے کچھ عرصے بعد بعض قانونی دفعات یا معلومات میں تبدیلی واقع ہو جائے۔ ایسی صورت میں قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ اسے قانون کے فطری ارتقاء اور تبدیلی کے تناظر میں سمجھیں۔

اسی طرح، چونکہ یہ ایک انسانی کوشش ہے، اس لیے اس میں سہوِ قلم، معلوماتی کمی و بیشی یا کسی علمی و قانونی غلطی کا امکان بھی باقی رہتا ہے۔ اگر کسی صاحبِ علم، وکیل، قانون دان، محقق یا قاری کو اس کتاب میں کوئی واضح غلطی نظر آئے تو ازراہِ کرم راقم سے رابطہ فرمائیں، تاکہ آئندہ ایڈیشن یا PDF کے نئے نسخے میں اس کی اصلاح کی جا سکے۔ علمی کام کی درستی اور تکمیل اجتماعی تعاون ہی سے ممکن ہوتی ہے، اور راقم ہر تعمیری تنقید اور اصلاحی مشورے کو اپنے لیے باعثِ سعادت سمجھے گا۔

چونکہ یہ کتاب خالصتاً فائدۂ عامہ کے لیے لکھی گئی ہے، اس لیے تمام اہلِ خیر، علمی اداروں اور ناشرین کو اجازت ہے کہ اگر وہ اس کتاب کو بغیر کسی حذف و اضافہ، ترمیم یا تحریف کے، کم سے کم قیمت پر یا بالکل مفت تقسیم کرنے کی غرض سے شائع کرنا چاہیں تو راقم سے پیشگی اجازت حاصل کر کے ایسا کر سکتے ہیں۔

مزید رابطے اور اجازت کے لیے راقم کا ای میل درج ذیل ہے:

Email: SAYYEDSANAULLAHKAZMI6692@GMAIL.COM

اللہ تعالیٰ اس حقیر کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اس میں موجود اغلاط سے درگزر فرمائے، اسے نفعِ عام کا ذریعہ بنائے اور اس کے ذریعے حق کی معرفت، قانونی شعور اور علمی بیداری کو فروغ عطا فرمائے۔ آمین۔

پیش لفظ

الحمد لله الذي أنزل الكتاب على عبده ليكون للعالمين نذيرًا، والصلاة والسلام على سيدنا محمد الذي بعثه الله هاديًا ومبشّرًا، وعلى آله وأصحابه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بے شمار حمد و ثنا کے بعد، میں یہ کتاب پیش کر رہا ہوں جو آئینِ ہند کی تفہیم اور اس کی اہمیت کو اردو میں سادہ اور عام فہم انداز میں بیان کرتی ہے۔ ہمارے ہاں اردو میں دینی اور علمی موضوعات پر بے شمار کتابیں موجود ہیں، لیکن آئین جیسے اہم اور پیچیدہ موضوع پر مواد کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ آئین ایک ایسی دستاویز ہے جو فنی اور اصطلاحی زبان میں لکھی گئی ہے، اور اس کی تفہیم ہر فرد کے لیے آسان نہیں ہوتی۔

اسی کمی کو پورا کرنے کے لیے میں نے اس کتاب کو لکھنے کا ارادہ کیا تاکہ مدارس کے طلبہ اور اردو زبان میں پڑھنے والے افراد کو آئین کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس کتاب میں آئین کے اہم حصوں کو سادہ اور آسان زبان میں بیان کیا گیا ہے تاکہ ہر شخص اسے پڑھ کر آئین کو بہتر طور پر سمجھ سکے۔ آئین کی پیچیدہ اصطلاحات کو عام فہم زبان میں پیش کیا گیا ہے تاکہ ہر فرد، خواہ وہ دینی مدرسے کا طالب علم ہو یا کوئی تعلیم یافتہ اردو داں شخص، اس اہم دستاویز کو بہتر انداز میں سمجھ سکے۔

آئین کا مقصد اور اہمیت

آئین کسی بھی ملک کا سب سے بنیادی قانون ہوتا ہے جو ریاست کے انتظامی، سیاسی اور قانونی نظام کا ڈھانچہ فراہم کرتا ہے۔ یہ نہ صرف حکومت کے اختیارات کا تعین کرتا ہے بلکہ عوام کے حقوق، آزادیوں اور تحفظات کی ضمانت بھی دیتا ہے۔ آئین ایک معاہدے کی مانند ہوتا ہے جس میں حکومت اور عوام کے درمیان حقوق اور فرائض کی وضاحت کی جاتی ہے۔ اس کے ذریعے حکومت کی طاقت کو محدود کیا جاتا ہے اور قانون کی نظر میں سب کو برابر رکھا جاتا ہے۔

آئین کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ ریاست کے تمام اداروں کو ایک متفقہ اصول اور ضابطے کے تحت چلنے کی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ حکومت کو اختیار دیتا ہے لیکن اس کے استعمال پر پابندیاں بھی عائد کرتا ہے تاکہ طاقت کا غلط استعمال نہ ہو۔ آئین کی مدد سے شہریوں کو یہ یقین دہانی ملتی ہے کہ ان کے حقوق محفوظ ہیں اور حکومت کسی بھی شہری کو اس کے حقوق سے محروم نہیں کر سکتی۔

آئین کی ضرورت

آئین کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ یہ ایک ایسا ضابطہ ہے جس کی بنیاد پر ریاست اپنی پالیسیوں، قوانین اور فیصلوں کو ترتیب دیتی ہے۔ یہ ریاست کے استحکام کا ضامن ہے اور شفاف حکومت کے قیام کے لیے ضروری کردار ادا کرتا ہے۔ آئین کی موجودگی ریاست میں قانون کی حکمرانی کو یقینی بناتی ہے، جس کے ذریعے عدالتیں اور دیگر ادارے انصاف فراہم کرتے ہیں اور عوام کے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں۔

آئین معاشرتی انصاف، مساوات، آزادی اور فرد کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک مضبوط اور غیر متنازعہ فریم ورک فراہم کرتا ہے۔ یہ بنیادی انسانی حقوق کو تسلیم کرتا ہے اور اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ کسی بھی شہری کو بلا جواز ظلم یا ناانصافی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ آئین کی یہی خصوصیات اسے اتنا اہم اور ضروری بناتی ہیں کہ ہر فرد کے لیے اس کا احترام کرنا اور اس پر عمل کرنا لازم ہوتا ہے۔

آئین اور اقلیتوں کے حقوق

آئین نہ صرف حکومت کی رہنمائی کرتا ہے بلکہ عوام کے لیے بھی یہ ایک ایسی دستاویز ہے جو انہیں اپنے حقوق اور آزادیوں کے بارے میں آگاہی فراہم کرتی ہے تاکہ وہ اپنے قانونی حقوق کے تحفظ کے لیے مؤثر کردار ادا کر سکیں۔ اس کی مدد سے کسی بھی ملک میں نہ صرف سیاسی استحکام پیدا ہوتا ہے بلکہ سماجی اور اقتصادی انصاف بھی فروغ پاتا ہے۔

آئین کا مقصد معاشرتی انصاف کی فراہمی بھی ہے۔ یہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ تمام افراد، چاہے وہ کسی بھی مذہب، نسل یا طبقے سے تعلق رکھتے ہوں، برابر کے حقوق حاصل کریں۔ آئین میں موجود بنیادی حقوق افراد کی آزادی اور تحفظ کو یقینی بناتے ہیں، جس سے ایک مضبوط اور مستحکم معاشرتی نظام قائم ہوتا ہے۔

آئین اور مسلمانوں کے حقوق

آئین کی مسلمانوں کے لیے اہمیت اس لیے بھی خاص ہے کہ وہ ہندوستان میں ایک اقلیتی گروہ ہیں جو اپنے مذہب، ثقافت اور روایات کے تحفظ کے لیے آئین سے رہنمائی اور تحفظ حاصل کرتے ہیں۔ ہندوستان میں مسلمان ایک بڑی اقلیتی برادری ہیں، اور آئین میں انہیں اپنے مذہبی حقوق کے تحفظ کی مکمل ضمانت دی گئی ہے۔ آئین نے اقلیتی گروہوں کے حقوق کا اس انداز میں تحفظ کیا ہے کہ وہ اپنے عقائد کے مطابق زندگی گزار سکیں اور ان کے ساتھ کسی قسم کا امتیاز نہ برتا جائے۔

آئین میں درج بنیادی حقوق کا ایک اہم پہلو اقلیتی گروہوں کو دی گئی خصوصی مراعات اور تحفظات ہیں۔ ان حقوق کے تحت اقلیتی گروہوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے، اپنی ثقافت کو محفوظ رکھنے اور اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے کا حق حاصل ہے۔ ہندوستان کے آئین کے مطابق ہر اقلیتی گروہ کو اپنے عقیدے اور مذہب کے مطابق زندگی گزارنے اور اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے کی آزادی حاصل ہے۔

آئین میں مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ

آئین کی دفعہ 25 تمام شہریوں کو اپنے مذہب پر آزادانہ طور پر عمل کرنے کی اجازت دیتی ہے، جبکہ دفعہ 29 اور 30 اقلیتی گروہوں کو اپنی ثقافت، زبان اور تعلیمی اداروں کے تحفظ کی ضمانت دیتی ہیں۔ ان دفعات کے ذریعے مسلمانوں کو اپنے مذہبی اور ثقافتی حقوق کے تحفظ کی یقین دہانی حاصل ہوتی ہے تاکہ وہ اپنے عقیدے کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ مسلمان، جو ہندوستان میں ایک اقلیتی گروہ ہیں، اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے آئین کی ان ضمانتوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

آئین میں مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ اس لیے بھی اہم ہے کہ انہیں اپنے مذہب اور عقیدے کی آزادی حاصل رہے تاکہ وہ اپنی مذہبی تعلیمات کو فروغ دے سکیں اور اپنے عقائد کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ آئین نے اقلیتی گروہوں کو مذہبی، ثقافتی اور تعلیمی آزادی دے کر انہیں ایک محفوظ ماحول اور ترقی کے مواقع فراہم کیے ہیں۔ اس کے ذریعے مسلمان اپنے تعلیمی ادارے قائم کر سکتے ہیں، اپنے مذہبی عقائد پر عمل کر سکتے ہیں اور اس بات کی ضمانت حاصل کرتے ہیں کہ ان کے حقوق کسی بھی طور پر متاثر نہیں ہوں گے۔

اس طرح مسلمانوں کے لیے آئین ایک حفاظتی حصار کی حیثیت رکھتا ہے جو انہیں نہ صرف اپنے مذہب اور ثقافت کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے بلکہ ایک بہتر اور انصاف پر مبنی معاشرتی نظام میں ان کے حقوق کی حفاظت بھی یقینی بناتا ہے۔ آئین کی مدد سے مسلمان اپنے حقوق محفوظ رکھتے ہوئے ایک ترقی پسند اور پُرامن معاشرہ قائم کر سکتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا بے حد شکر ہے جو ہمیں اپنی ہدایت کی روشنی عطا فرماتا ہے اور علم حاصل کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ اسی کی مہربانی سے میں اس کتاب کے ذریعے آئینِ ہند کی تفہیم کو سادہ اور عام فہم زبان میں پیش کرنے میں کامیاب ہوا ہوں۔ یہ کتاب صرف آئین کی تشریح تک محدود نہیں بلکہ اس کا مقصد معاشرتی انصاف، حقوق اور آزادیوں کی اہمیت کو اجاگر کرنا بھی ہے، تاکہ ہر فرد ان اصولوں سے آگاہ ہو اور انہیں اپنی زندگی میں نافذ کر سکے۔

اس کتاب کی تکمیل میں جن افراد کی محنت اور تعاون شامل ہیں، میں ان سب کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں۔ ان کی دعاؤں اور رہنمائی کے بغیر یہ کام ممکن نہ تھا۔ میں اپنے اساتذہ، محققین اور اہلِ علم کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس موضوع پر اپنے علم و تجربے سے میری رہنمائی کی۔

آئینِ ہند کی تفہیم کے اس سفر میں مجھے امید ہے کہ یہ کتاب ہر فرد کے لیے ایک مفید ذریعہ ثابت ہوگی اور آئین کے اصولوں کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد فراہم کرے گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اپنی ہدایت کی روشنی عطا فرمائے تاکہ ہم اس علم کو اپنی زندگی میں نافذ کرتے ہوئے ایک انصاف پسند، پُرامن اور ترقی پذیر معاشرہ قائم کر سکیں۔ **آمین**۔

سید ثناء اللہ کاظمی

ابتدائیہ

1. آئین کیا ہے اور یہ کیوں اہم ہے؟

2. ہندوستان کے آئین کی تاریخ اور پس منظر

3. یہ کتاب کیسے پڑھی جائے؟

ابتدائیہ

1. آئین کیا ہے اور یہ کیوں اہم ہے؟

آئین ایک تحریری دستاویز ہے جو کسی ملک کی حکومت کے بنیادی اصولوں، قوانین، اور پالیسیوں کو مرتب کرتی ہے۔ یہ دستاویز حکومت کے تمام اداروں کی حدود اور اختیارات کو واضح کرتی ہے، اور یہ طے کرتی ہے کہ ریاست اپنے شہریوں کے ساتھ کس طرح تعلق رکھے گی۔ آئین میں نہ صرف حکومت کے اختیارات کی وضاحت ہوتی ہے، بلکہ اس میں شہریوں کے حقوق اور فرائض کی تفصیل بھی شامل کی جاتی ہے، جنہیں حکومت کو تحفظ دینا ہوتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ملک میں حکومت اور شہریوں کے درمیان ایک متوازن، منظم، اور واضح تعلق قائم کیا جائے تاکہ ہر فرد کو اپنے حقوق کا پورا تحفظ مل سکے اور ریاست اپنے اختیارات کو حدود میں رکھ کر انصاف اور مساوات کی بنیاد پر فیصلہ کرے۔

آئین کی اہمیت اس میں پوشیدہ ہے کہ یہ کسی بھی ملک کی قانونی بنیاد کو قائم کرتا ہے۔ یہ کسی بھی ملک کے تمام حکومتی فیصلوں اور عملداری کی سمت کو متعین کرتا ہے۔ آئین کی موجودگی کے بغیر حکومت کے تمام اداروں کی کارکردگی بے ترتیب اور غیر منظم ہو سکتی ہے۔ آئین ہی وہ دستاویز ہے جو حکومت کی طاقت کو محدود کرتا ہے اور اسے قانون کے دائرے میں رکھتا ہے۔ اس کے ذریعے حکومت کی تمام پالیسیاں اور اقدامات قانون کے مطابق بنائے جاتے ہیں اور اس بات کا بھی دھیان رکھا جاتا ہے کہ کسی بھی ادارے یا فرد کو اختیارات کا غلط استعمال کرنے کا موقع نہ ملے۔ آئین تمام شہریوں کے حقوق اور آزادیوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے اور یہ بھی یقین دہانی کراتا ہے کہ کسی بھی فرد کے ساتھ انصاف اور مساوات کے اصولوں کے مطابق سلوک کیا جائے گا۔

آئین نہ صرف حکومتی ڈھانچے کی وضاحت کرتا ہے بلکہ اس کے ذریعے عوام کو بھی یہ سمجھنے کا موقع ملتا ہے کہ ان کے حقوق کیا ہیں اور ان کے لیے حکومتی ادارے کس طرح کام کرتے ہیں۔ آئین شہریوں کو اس بات کا شعور فراہم کرتا ہے کہ ان کے پاس کیا حقوق ہیں، اور حکومت ان کے حقوق کا کس طرح تحفظ کرے گی۔ جب لوگ اپنے آئینی حقوق سے آگاہ ہوتے ہیں، تو وہ اپنی زندگی کے مختلف فیصلے بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں اور اپنے معاشرتی، سیاسی، اور معاشی مسائل کو موثر طریقے سے حل کر سکتے ہیں۔ اس سے ملک میں ایک معاشرتی شعور پیدا ہوتا ہے اور عوام میں اپنے آئینی حقوق کے بارے میں آگاہی بڑھتی ہے۔

آئین کی اہمیت اس بات میں بھی ہے کہ یہ ملک کے اجتماعی اصولوں کی عکاسی کرتا ہے اور ان اقدار کو فروغ دیتا ہے جو قوم کو متحد اور مضبوط بناتی ہیں۔ آئین کے ذریعے حکومت اور عوام کے درمیان ایک مضبوط تعلق قائم ہوتا ہے، جو انصاف، مساوات، اور بھائی چارے کے

اصولوں پر مبنی ہوتا ہے۔ آئین میں یہ بھی درج ہے کہ مختلف طبقات کے حقوق کا تحفظ کس طرح کیا جائے گا اور کیسے ان کے درمیان برابری اور انصاف کا نظام قائم رکھا جائے گا۔ اس کے ذریعے ملک کے داخلی اور خارجی معاملات میں انصاف کا عمل جاری رہتا ہے، اور یہ آئین کی روح کے مطابق ہی ممکن ہوتا ہے۔

اس بات کو بھی سمجھنا ضروری ہے کہ آئین ایک قانونی اور اخلاقی معاہدہ ہے جو حکومت، شہریوں اور ریاست کے تمام اداروں کے درمیان تعلقات کو متعین کرتا ہے۔ اس معاہدے کے بغیر کسی بھی ملک کی قانونی اور سیاسی ساخت کو صحیح طریقے سے چلانا ممکن نہیں۔ آئین ایک بنیاد فراہم کرتا ہے جس پر ریاست کا انتظام چلتا ہے، اور اسی بنیاد پر حکومت اپنے شہریوں کی خدمت کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آئین نہ صرف قانون کا ضامن ہوتا ہے بلکہ اخلاقی اقدار کا بھی حامل ہوتا ہے، جو کسی بھی قوم کی کامیابی اور ترقی کے لیے ضروری ہیں۔

2. ہندوستان کے آئین کی تاریخ اور پس منظر

ہندوستان کا آئین دنیا کے طویل ترین تحریری آئینوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہ آئین ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد، جمہوری اقدار اور مختلف سیاسی و سماجی تجربات کا نتیجہ ہے۔ آئین نہ صرف ملک کے حکومتی ڈھانچے کی بنیاد فراہم کرتا ہے بلکہ عوام کے حقوق، فرائض اور ریاست کے اصولوں کا بھی تعین کرتا ہے۔

آئین سازی کا عمل 1946 میں برطانوی حکومت کے کابینہ مشن پلان (Cabinet Mission Plan) کے تحت قائم ہونے والی آئین ساز اسمبلی (Constituent Assembly) سے شروع ہوا۔ ابتدا میں اسمبلی کے 389 ارکان تھے، لیکن 1947 میں تقسیمِ ہند اور پاکستان کے قیام کے بعد ارکان کی تعداد کم ہو کر 299 رہ گئی۔

آزادی کے بعد آئین ساز اسمبلی ایک خودمختار ادارے کے طور پر کام کرنے لگی۔ اس میں مختلف مذاہب، زبانوں، طبقات اور علاقوں کے نمائندے شامل تھے، جو ہندوستان کے تنوع کی عکاسی کرتے تھے۔ اسمبلی نے ملک کے لیے ایک ایسا آئین تیار کرنے کی کوشش کی جو جمہوریت، مساوات، آزادی، انصاف اور بھائی چارے کے اصولوں پر مبنی ہو۔

آئین کی تیاری میں 2 سال، 11 ماہ اور 18 دن لگے۔ اس دوران مختلف کمیٹیوں نے بنیادی حقوق، وفاقی نظام، عدلیہ، قانون سازی اور سماجی انصاف جیسے اہم موضوعات پر تفصیلی غور و فکر کیا۔ آئین ساز اسمبلی کے صدر ڈاکٹر راجیندر پرساد تھے، جبکہ ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر ڈرافٹنگ کمیٹی کے چیئرمین تھے۔ آئین کی تشکیل میں ان کی غیر معمولی خدمات کے باعث انہیں ''ہندوستانی آئین کا معمار'' کہا جاتا ہے۔

آئین ساز اسمبلی نے 26 نومبر 1949 کو آئین کو منظور کیا، جبکہ یہ 26 جنوری 1950 کو نافذ ہوا۔ اسی دن ہندوستان ایک خودمختار جمہوریہ (Republic) بنا اور ہر سال 26 جنوری کو یومِ جمہوریہ (Republic Day) منایا جاتا ہے۔

ہندوستان کا آئین صرف ایک قانونی دستاویز نہیں بلکہ ایک سماجی اور سیاسی منشور بھی ہے۔ یہ تمام شہریوں کو مساوات، آزادی اور انصاف کی ضمانت دیتا ہے اور اقلیتوں، دلتوں، خواتین اور دیگر کمزور طبقات کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بناتا ہے۔

اس طرح ہندوستان کے آئین کا تاریخی پس منظر یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ صرف قوانین کا مجموعہ نہیں بلکہ قوم کی اجتماعی امنگوں، جمہوری اقدار اور قومی یکجہتی کا عکاس ہے، جو آج بھی ملک کے سیاسی، سماجی اور معاشی نظام کی بنیاد ہے۔

3. یہ کتاب کیسے پڑھی جائے؟

"ہندوستان کا آئین: ایک سادہ اور مکمل رہنمائی" ایک جامع اور تفصیلی کتاب ہے جو ہندوستان کے آئین کے مختلف پہلوؤں کو عام فہم انداز میں پیش کرتی ہے۔ اس کتاب کو مؤثر طریقے سے سمجھنے اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے درج ذیل نکات کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے:

1. **منطقی ترتیب کے ساتھ مطالعہ کریں :** کتاب کو ایک مرتب اور مرحلہ وار طریقے سے پڑھیں۔ اگر آپ آئین سے بالکل ناواقف ہیں تو سب سے پہلے "آئین کیا ہے اور یہ کیوں اہم ہے؟" اور "ہندوستان کے آئین کی تاریخ اور پس منظر" جیسے ابتدائی ابواب کو پڑھیں۔ یہ ابواب آپ کو آئین کے پس منظر اور اس کی بنیادوں سے آگاہ کریں گے۔ اس کے بعد "آئین کی بنیادی باتوں کا تعارف" اور "آئین کے اہم حصے" والے ابواب پڑھیں تاکہ آئین کے ڈھانچے کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔
2. **آئینی دفعات اور ان کے عملی پہلوؤں کو سمجھیں:** آئین کو صرف نظریاتی دستاویز کے طور پر نہ پڑھیں بلکہ اس کے عملی اطلاق پر بھی غور کریں۔ مثال کے طور پر، "بنیادی حقوق" اور "ریاستی پالیسی کے ہدایت کار اصول" والے ابواب میں بیان کردہ اصولوں کو حقیقی زندگی کے تناظر میں دیکھیں۔ جب "آئین اور عام شہری" کا باب پڑھیں تو غور کریں کہ بنیادی حقوق اور شہری فرائض آپ کی روزمرہ زندگی پر کیسے اثر انداز ہوتے ہیں۔
3. **سوالات اور خلاصے تیار کریں :** ہر باب کے بعد اہم نکات کو نوٹ کریں اور خود سے سوالات بنائیں۔ مثال کے طور پر، "جمہوریت کا تصور" یا "آئین کی بنیادی خصوصیات" کو پڑھنے کے بعد خود سے پوچھیں کہ "ہندوستانی جمہوریت دیگر جمہوری نظاموں سے کیسے مختلف ہے؟" یا "سیکولرازم کی کیا تشریح دی گئی ہے؟" اس طرح کا مطالعہ آئینی نکات کو یاد رکھنے میں مدد دے گا۔
4. **تنقیدی نقطہ نظر اپنائیں :** جب آپ "آئین کی ترامیم" یا "آئین کی لچک اور سختی" جیسے ابواب پڑھیں تو یہ بھی سوچیں کہ آئین میں ترامیم کیوں ضروری ہیں اور کس حد تک انہیں تبدیل کیا جا سکتا ہے؟ اسی طرح، "آئین کی حفاظت" کے باب میں عدلیہ اور شہریوں کے کردار پر غور کریں کہ کس طرح آئین کو مؤثر طور پر نافذ اور محفوظ رکھا جاتا ہے۔
5. **ہر باب کو اس کے موضوع کے مطابق گہرائی سے پڑھیں :** کتاب کے مختلف ابواب مختلف زاویوں سے آئین کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ مثلاً، اگر آپ "مرکزی حکومت" اور "ریاستی حکومت" کے ابواب کو پڑھ رہے ہیں، تو اس میں صدر، وزیر اعظم، گورنر اور وزیر اعلیٰ کے

اختیارات کا تقابلی مطالعہ کریں۔ اسی طرح، ''عدلیہ'' والے باب میں عدلیہ کی آزادی اور مختلف عدالتوں کے کردار کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

6. **آئین کے عملی اطلاق پر توجہ دیں:** آئین صرف ایک قانونی دستاویز نہیں بلکہ ایک زندہ حقیقت ہے۔ اس کا عملی اطلاق ''آئین اور اس کا عملی اطلاق'' اور ''مرکزی، ریاستی اور مقامی حکومتوں کا عملی اطلاق'' جیسے ابواب میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جب آپ یہ ابواب پڑھیں تو حقیقی زندگی میں آئینی دفعات کے اثرات پر بھی غور کریں، جیسے کہ کسی عدالتی فیصلے یا حکومتی پالیسی میں ان اصولوں کو کیسے لاگو کیا گیا۔

7. **اضافی مواد سے استفادہ کریں:** کتاب کے آخر میں ''ضمیمہ'' کے تحت آئین کے ابواب، دفعات، شیڈولز اور آئینی اصطلاحات کی لغت دی گئی ہے، جسے پڑھ کر آپ اپنی معلومات کو مزید بہتر بنا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ، ''مزید مطالعہ کے لیے کتابیں اور وسائل'' کا باب آپ کو آئین کے بارے میں مزید تحقیق کرنے میں مدد دے گا۔ مسلم پرسنل لا بورڈ اور وقف بورڈ جیسے مضامین کا اضافہ مسلم کمیونٹی کے لیے خصوصی طور پر کیا گیا ہے تاکہ انہیں آئین کے ذریعے حاصل شدہ حقوق کا عملی اطلاق دیکھنے کو ملے ۔

8. **گروپ ڈسکشن اور مباحثوں میں حصہ لیں :** اگر ممکن ہو تو کتاب کو ایک گروپ میں پڑھیں یا اس پر گفتگو کریں۔ ''آئین اور شہریوں کے حقوق''، ''آئین اور سماجی انصاف'' اور ''آئین اور ماحولیات'' جیسے ابواب پر مباحثے آئین کی گہری تفہیم میں مدد دے سکتے ہیں اور آپ کو مختلف نقطہ ہائے نظر سے روشناس کرا سکتے ہیں۔

یہ کتاب صرف ہندوستانی آئین کے اصولوں اور دفعات کو بیان نہیں کرتی بلکہ ان کے عملی اطلاق، سماجی اور سیاسی اثرات، اور شہریوں کی ذمہ داریوں پر بھی روشنی ڈالتی ہے۔ اگر آپ ان نکات کو مدنظر رکھ کر اس کتاب کا مطالعہ کریں تو نہ صرف آپ آئین کو بہتر طور پر سمجھ سکیں گے بلکہ اس کے عملی پہلوؤں کو بھی محسوس کر سکیں گے۔

باب اول : آئین کی بنیادی باتوں کا تعارف

1.1 آئین کا تعارف

- آئین کا مطلب اور مقصد
- ہندوستان کے آئین کی تشکیل کیسے ہوئی؟
- آئین سازاسمبلی کا کردار

1.2 آئین کی اہم خصوصیات

- دنیا کا سب سے بڑا تحریری آئین
- آئین کی بنیادی ساخت: ابواب ،دفعات، شیڈولز اور ترامیم
- آئین کی روح: جمہوریت، سیکولرازم اور سماجی انصاف

1.3 آئین کے بنیادی اصول

- جمہوریت کا تصور
- سیکولرازم کا مطلب
- سماجی، معاشی، اور سیاسی انصاف

باب اول :آئین کی بنیادی باتوں کا تعارف

1.1 آئین کا تعارف

▪ آئین کا مطلب اور مقصد

آئین ایک تحریری دستاویز ہے جو کسی ملک یا ریاست کے نظام کو منظم کرنے کے لیے بنیادی اصولوں اور ضوابط کا تعین کرتی ہے۔ یہ ایک قانونی ڈھانچہ فراہم کرتا ہے جو حکومتی اداروں کی ساخت، ان کے اختیارات اور ذمہ داریوں، شہریوں کے حقوق و فرائض، اور ریاست کے مختلف شعبوں کی کارکردگی کو واضح کرتا ہے۔ آئین کسی ملک کے سیاسی، قانونی اور سماجی نظام کا نچوڑ ہوتا ہے اور یہی وہ بنیاد ہے جس پر ریاست کی تمام سرگرمیاں اور حکومتی فیصلے استوار ہوتے ہیں۔

آئین کا سب سے اہم مقصد ریاستی نظام کو مستحکم کرنا اور مختلف اداروں کے درمیان توازن قائم رکھنا ہے۔ یہ حکومتی اختیارات کو حدود و قیود میں رکھتا ہے اور انہیں قانون اور انصاف کے مطابق استعمال کرنے کی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ آئین میں حکومت کے مختلف شعبوں، جیسے ایگزیکٹو (صدر، وزیراعظم اور کابینہ)، مقننہ (پارلیمنٹ) اور عدلیہ کے اختیارات اور ذمہ داریوں کو واضح کیا جاتا ہے تاکہ کوئی ادارہ اپنی حدود سے تجاوز نہ کرے اور ریاستی نظام متوازن انداز میں چلتا رہے۔

آئین حکومت کو عوامی مفاد میں کام کرنے کا اختیار فراہم کرتا ہے اور ساتھ ہی شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کو یقینی بناتا ہے۔ یہ واضح کرتا ہے کہ شہریوں کو کون سے حقوق حاصل ہیں، ان حقوق کا تحفظ کس طرح کیا جائے گا، اور اگر ان کی خلاف ورزی ہو تو انصاف کیسے فراہم کیا جائے گا۔ اسی وجہ سے آئین شہری آزادیوں اور انسانی وقار کی ضمانت سمجھا جاتا ہے۔

آئین کا مقصد صرف ریاست کی داخلی تنظیم اور کارکردگی کو بہتر بنانا نہیں بلکہ خارجی سطح پر بھی ریاست کو استحکام فراہم کرنا ہے۔ یہ عالمی سطح پر ملک کے مؤقف اور داخلی نظام کو مؤثر انداز میں پیش کرنے میں مدد دیتا ہے۔ آئین کے ذریعے خارجہ پالیسی، بین الاقوامی تعلقات اور عالمی معاملات میں ریاست کی شرکت کے اصول بھی متعین کیے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ آئین ریاست کی سماجی، معاشی اور ثقافتی ترقی کے لیے بھی اہم رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ حکومت کو عوامی فلاح و بہبود کے منصوبے نافذ کرنے اور معاشرتی انصاف کے اصولوں کو فروغ دینے کا راستہ دکھاتا ہے۔ آئین کے ذریعے شہریوں کے درمیان برابری، مساوات اور انصاف کو یقینی بنانے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ ایک متوازن اور ترقی یافتہ معاشرہ تشکیل پا سکے۔

آئین کی اہمیت اس بات میں بھی ہے کہ یہ ریاست کے استحکام اور تسلسل کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اگر آئین مضبوط اور مؤثر ہو تو حکومتیں بہتر انداز میں کام کرتی ہیں، عوامی خدمات میں بہتری آتی ہے اور فلاحی منصوبوں کی ترقی ممکن ہوتی ہے۔ آئین ایک ایسے نظام کی رہنمائی کرتا ہے جس میں عوامی مفادات اور قانون کی بالادستی کو اولین ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

آئین کی موجودگی اور اس پر مؤثر عملدرآمد ہی کسی بھی ملک کی ترقی اور خوشحالی کی بنیاد ہوتا ہے۔ یہ وہ بنیادی دستاویز ہے جس کے مطابق ریاست کے تمام ادارے اور شہری اپنے حقوق و فرائض کو سمجھتے اور ان پر عمل کرتے ہیں۔

▪ ہندوستان کے آئین کی تشکیل کیسے ہوئی؟

ہندوستان کے آئین کی تشکیل ایک طویل، پیچیدہ اور تاریخی عمل تھا، جس پر مختلف سماجی، سیاسی اور تاریخی عوامل نے گہرا اثر ڈالا۔ آزادی کے بعد ہندوستان کو ایک ایسے مضبوط، مستحکم اور جمہوری نظام کی ضرورت تھی جس کے تحت حکومت مؤثر انداز میں چلائی جا سکے اور شہریوں کے حقوق کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔ اسی مقصد کے تحت ایک جامع آئین کی تشکیل کا عمل شروع کیا گیا۔ یہ عمل 1946 میں آئین ساز اسمبلی کے قیام سے شروع ہوا اور تقریباً 2 سال، 11 ماہ اور 18 دن کی طویل مدت کے بعد 26 نومبر 1949 کو آئین منظور کر لیا گیا، جبکہ 26 جنوری 1950 کو اسے باقاعدہ طور پر نافذ کر دیا گیا۔

آئین ساز اسمبلی کا قیام 1946 میں عمل میں آیا۔ اس اسمبلی کا بنیادی مقصد ہندوستان کے لیے ایک مستقل آئین تیار کرنا تھا جو ملک کے سیاسی، سماجی اور اقتصادی نظام کو منظم کرے اور شہریوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ یقینی بنائے۔ اسمبلی کے ارکان کا انتخاب براہِ راست عوامی ووٹوں کے ذریعے نہیں بلکہ نمائندہ نظام کے تحت کیا گیا تھا۔ ان ارکان میں مختلف سیاسی جماعتوں، مذاہب، طبقات اور علاقوں کے نمائندے شامل تھے تاکہ آئین میں تمام گروہوں اور اقلیتوں کے مفادات کا مناسب خیال رکھا جا سکے۔

آئین ساز اسمبلی کا پہلا اجلاس 9 دسمبر 1946 کو نئی دہلی کے کانسٹیٹیوشن ہال میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی عارضی صدارت ڈاکٹر سچیدانند سنہا نے کی، جو اسمبلی کے معمر ترین رکن تھے۔ بعد ازاں 11 دسمبر 1946 کو ڈاکٹر راجندر پرساد کو آئین ساز اسمبلی کا مستقل صدر منتخب کیا گیا۔ ابتدا میں اسمبلی میں کل 389 ارکان شامل تھے، جن میں برطانوی ہندوستان کے صوبوں اور ریاستوں کے نمائندے شامل تھے۔ ان ارکان کا مقصد ایک ایسا آئین تشکیل دینا تھا جو جمہوری اصولوں پر مبنی ہو اور ملک کے تمام طبقات کے حقوق و مفادات کا تحفظ کر سکے۔

15 اگست 1947 کو ہندوستان کی آزادی کے بعد آئین ساز اسمبلی ایک خودمختار قانون ساز ادارہ بن گئی۔ تقسیمِ ہند اور پاکستان کے قیام کے بعد مسلم لیگ کے کئی ارکان پاکستان منتقل ہو گئے، جس کے نتیجے میں اسمبلی کے ارکان کی تعداد 389 سے کم ہو کر 299 رہ گئی۔

آئین کی تیاری کے لیے مختلف کمیٹیاں قائم کی گئیں جنھوں نے آئین کے مختلف پہلوؤں پر غور و خوض کیا۔ ان میں سب سے اہم "ڈرافٹنگ کمیٹی" تھی، جس کی سربراہی ڈاکٹر بی آر امبیڈکر نے کی۔ اس کمیٹی کا بنیادی کام آئین کا مسودہ تیار کرنا تھا۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے نہایت بصیرت اور قانونی مہارت کے ساتھ ایک ایسا مسودہ تیار کیا جس میں ہندوستان کے سماجی، ثقافتی اور جغرافیائی تنوع کو مدنظر رکھا گیا۔ اسی وجہ سے ڈاکٹر امبیڈکر کو ہندوستانی آئین کا معمار بھی کہا جاتا ہے۔

آئین ساز اسمبلی نے آئین کے مسودے پر تفصیلی بحث و مباحثہ کیا اور مختلف تجاویز و اصلاحات کے ذریعے اسے مزید جامع بنایا۔ آئین میں یہ طے کیا گیا کہ ہندوستان ایک وفاقی جمہوری نظام پر مبنی ملک ہوگا، جس میں مرکزی حکومت اور ریاستوں کے درمیان اختیارات کی تقسیم واضح ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ شہریوں کے بنیادی حقوق، آزادی، مساوات اور انصاف کو بھی آئین کا اہم حصہ بنایا گیا۔ مزید برآں، دلتوں، قبائلی طبقات اور دیگر پسماندہ گروہوں کے تحفظ اور ترقی کے لیے خصوصی دفعات شامل کی گئیں تاکہ سماجی انصاف کو فروغ دیا جا سکے۔

26 نومبر 1949 کو آئین ساز اسمبلی نے ہندوستان کے آئین کو باضابطہ طور پر منظور کر لیا، جبکہ 26 جنوری 1950 کو اسے نافذ کیا گیا۔ اسی دن کو ہر سال ''یومِ جمہوریہ'' کے طور پر منایا جاتا ہے۔ آئین کے نفاذ کے ساتھ ہی ہندوستان ایک خودمختار، جمہوری اور آئینی جمہوریہ بن گیا۔ اس آئین نے نہ صرف ملک کے داخلی نظام کو مستحکم کیا بلکہ جمہوریت، انسانی حقوق، مساوات اور انصاف کے اصولوں کے ساتھ ہندوستان کی وابستگی کو بھی دنیا کے سامنے واضح کیا۔

▪ آئین ساز اسمبلی کا کردار

آئین ساز اسمبلی نے ہندوستان کے آئین کی تشکیل میں نہایت اہم اور تاریخی کردار ادا کیا۔ اس اسمبلی نے نہ صرف آئین سازی کے عمل کا آغاز کیا بلکہ آئین کے مختلف حصوں پر تفصیلی بحث و مباحثہ کیا، اہم تجاویز پیش کیں اور ضروری ترامیم کے ذریعے اسے ایک جامع اور متوازن دستاویز کی شکل دی۔ اسمبلی کا بنیادی مقصد ایسا آئین تیار کرنا تھا جو ملک کے تمام شہریوں کے حقوق اور مفادات کی نمائندگی کرے اور ہندوستان کی مختلف سماجی، ثقافتی، مذہبی اور اقتصادی حقیقتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مضبوط قانونی و جمہوری نظام قائم کرے۔

آئین ساز اسمبلی کی سب سے اہم ذمہ داری آئین کے مسودے کی تیاری اور اس پر غور و خوض کرنا تھی۔ اسمبلی کے ارکان نے اپنے سیاسی، سماجی اور ثقافتی تجربات کی روشنی میں مختلف موضوعات پر تفصیلی بحث کی۔ ان مباحثوں کے نتیجے میں آئین کے مختلف اصول اور دفعات مرتب کیے گئے۔ اسمبلی نے اس بات کو یقینی بنایا کہ ہندوستان کا آئین جمہوریت، آزادی، مساوات اور انصاف جیسے بنیادی اصولوں پر قائم ہو تاکہ ہر شہری کے حقوق کا تحفظ ممکن بنایا جا سکے۔

آئین ساز اسمبلی کے تحت مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں جنھوں نے آئین کے الگ الگ شعبوں پر کام کیا۔ ان میں سب سے اہم "ڈرافٹنگ کمیٹی" تھی، جس کی سربراہی ڈاکٹر بی آر امبیڈکر نے کی۔ اس کمیٹی کا بنیادی کام آئین کا مسودہ تیار کرنا تھا۔ ڈاکٹر امبیڈکر اور ان کی کمیٹی نے بڑی دانشمندی اور قانونی مہارت کے ساتھ ایسا مسودہ تیار کیا جس میں ہندوستان کے مختلف مذاہب، قومیتوں، ثقافتوں اور طبقات کے مفادات کا خیال رکھا گیا۔ اس مسودے میں بنیادی حقوق، حکومتی ڈھانچہ، عدلیہ کی آزادی، وفاقی نظام اور دیگر اہم اصول شامل کیے گئے۔

آئین ساز اسمبلی نے ملک کے مختلف مذاہب، طبقات اور اقلیتوں کے حقوق کو مدنظر رکھتے ہوئے آئین میں ایسی دفعات شامل کیں جو سماجی انصاف اور مساوات کو فروغ دیتی ہیں۔ اسمبلی نے یہ بھی طے کیا کہ دلتوں، خواتین، قبائلی طبقات اور دیگر پسماندہ گروہوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے خصوصی اقدامات کیے جائیں۔ انھی فیصلوں کی بدولت ہندوستان کا آئین ایک جامع، متوازن اور فلاحی دستاویز بن سکا جو نہ صرف حکومتی نظام کو منظم کرتا ہے بلکہ شہریوں کے بنیادی حقوق کی ضمانت بھی فراہم کرتا ہے۔

طویل بحث و مباحثے اور غور و فکر کے بعد آئین ساز اسمبلی نے 26 نومبر 1949 کو ہندوستان کے آئین کو باضابطہ طور پر منظور کیا۔ یہ ہندوستان کی تاریخ کا ایک عظیم اور یادگار لمحہ تھا، کیونکہ اس کے ذریعے ملک کو ایک خودمختار، جمہوری اور آئینی ریاست کی بنیاد فراہم ہوئی۔ آئین کے نفاذ کے ساتھ ہندوستان نے جمہوریت، سیکولرازم، مساوات اور انسانی حقوق کے اصولوں سے اپنی وابستگی کا اعلان کیا۔

آئین ساز اسمبلی کا کردار صرف ایک آئینی دستاویز تیار کرنے تک محدود نہیں تھا بلکہ اس نے ہندوستان میں جمہوری اقدار، قانون کی بالادستی اور انسانی حقوق کے تحفظ کی مضبوط بنیاد قائم کی۔ یہی وجہ ہے کہ آئین ساز اسمبلی کو ہندوستان کی سیاسی و آئینی تاریخ میں ایک غیر معمولی مقام حاصل ہے۔

1.2 آئین کی اہم خصوصیات

- **دنیا کا سب سے بڑا تحریری آئین**

ہندوستان کا آئین دنیا کا سب سے بڑا تحریری آئین شمار کیا جاتا ہے، اور یہی خصوصیت اس کی جامعیت، تفصیل اور اہمیت کو نمایاں کرتی ہے۔ اس آئین میں 448 آرٹیکلز، 12 شیڈولز اور اب تک 106 ترامیم شامل ہیں، جو اس کی وسعت، پیچیدگی اور گہرائی کو ظاہر کرتی ہیں۔ دنیا کے دیگر آئینوں کے مقابلے میں ہندوستان کا آئین اپنی نوعیت کے اعتبار سے سب سے زیادہ تفصیلی اور جامع آئین ہے۔ اس کا وسیع حجم اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اسے نہایت غور و فکر کے ساتھ ترتیب دیا گیا ہے۔

ہندوستان کا آئین ملک کے جغرافیائی، ثقافتی، لسانی اور سماجی تنوع کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کیا گیا تاکہ ایک کثیرالثقافتی اور متنوع معاشرے کو مؤثر انداز میں منظم کیا جا سکے۔ آئین میں مختلف طبقات، مذاہب اور علاقوں کے حقوق اور مفادات کا خاص خیال رکھا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ نہ صرف ایک قانونی دستاویز بلکہ قومی اتحاد اور جمہوری اقدار کی علامت بھی سمجھا جاتا ہے۔

سب سے پہلے، یہ آئین مکمل طور پر تحریری ہے، جس کا مطلب ہے کہ تمام اصول، دفعات، حقوق، اور حکومت کے تمام طریقہ کار کو ایک دستاویز میں شامل کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس، کچھ دیگر ممالک میں غیر تحریری آئین ہوتے ہیں، جہاں روایات، عدالتی فیصلے، اور سیاسی معاہدے آئین کا حصہ ہوتے ہیں۔ ہندوستان کا آئین ایک مکمل تحریری دستاویز ہے جس میں ہر اہم سیاسی، سماجی، اور اقتصادی پہلو کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے، تاکہ کسی بھی مسئلے کی صورت میں تمام فریقین کے لیے ایک واضح اور متفقہ رہنمائی فراہم کی جا سکے۔

ہندوستان کے آئین کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ نہ صرف حکومتی ڈھانچے کو منظم کرتا ہے بلکہ یہ شہریوں کے حقوق، ریاستی ذمہ داریوں، اور عوامی پالیسیوں کے تمام پہلوؤں کو بھی شامل کرتا ہے۔ آئین کی شروعات اس کے پریامبل (تمہید) سے ہوتی ہے، جس میں اس کے بنیادی مقصد اور اقدار کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس میں ہندوستان کے جمہوری نظام کی بنیاد رکھی گئی ہے، جہاں عوام کی مرضی کو سب سے بڑی حیثیت حاصل ہے۔ اس میں آزادی، مساوات، بھائی چارہ اور انصاف کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

آئین میں 448 آرٹیکلز کی تعداد اس بات کا غماز ہے کہ اس میں تمام اہم پہلوؤں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ان آرٹیکلز میں ہر ریاست، حکومت، عدلیہ، اور انتظامیہ کے دائرہ کار کو متعین کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ، یہ آئین حکومت کے مختلف سطحوں کے مابین اختیارات کی تقسیم کو بھی واضح کرتا ہے، چاہے وہ مرکزی حکومت ہو یا ریاستی حکومت۔ اس میں مرکزی حکومت کی ساخت، وزارتوں کا کردار،

پارلیمنٹ کا طریقہ کار، اور عدلیہ کی آزادی جیسے موضوعات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ، آئین میں وہ تمام قوانین، اصول اور ضوابط درج ہیں جو ہر شہری کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔

آئین کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک لچکدار دستاویز ہے، جو وقت کے ساتھ بدلتے حالات کے مطابق ترامیم کی اجازت دیتا ہے۔ آئین میں ترامیم کا عمل اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ یہ ایک زندہ دستاویز رہے، جو بدلتے ہوئے سماجی، سیاسی، اور اقتصادی حالات کے مطابق خود کو ڈھال سکے۔ اس کے باوجود، آئین کی یہ لچک کسی بھی ریاست یا فرد کو یہ اجازت نہیں دیتی کہ وہ اس کے بنیادی اصولوں میں تبدیلی کرے، جیسے جمہوریت، سیکولرازم، اور مساوات۔

ہندوستان کے آئین کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ دنیا کے کسی بھی آئین کی نسبت سب سے زیادہ تفصیلی ہے، اور یہ ہندوستان کی منفرد جغرافیائی، ثقافتی، اور مذہبی تنوع کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ آئین میں اس بات کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں رہنے والے مختلف مذاہب، ثقافتوں اور زبانوں کے لوگوں کے حقوق کا تحفظ کیسے کیا جائے گا، تاکہ ان میں یکجہتی اور ہم آہنگی کی فضا قائم ہو سکے۔

مجموعی طور پر، ہندوستان کا آئین دنیا کا سب سے بڑا تحریری آئین اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ہندوستان نے اپنی پیچیدہ اور متنوع ریاستی ساخت کو بہت احتیاط سے دستاویزی شکل دی ہے۔ اس میں نہ صرف حکومتی ڈھانچے اور اختیارات کی تقسیم کی وضاحت کی گئی ہے، بلکہ شہریوں کے حقوق اور ریاستی ذمہ داریوں کا بھی پورا تحفظ کیا گیا ہے۔ آئین کی یہ خصوصیت اسے ایک منفرد اور مکمل دستاویز بناتی ہے، جو ہندوستان کی جمہوریت اور معاشرتی انصاف کی بنیاد ہے۔

▪ آئین کی بنیادی ساخت: ابواب، دفعات، شیڈولز اور ترامیم

ہندوستان کا آئین اپنی جامعیت، تفصیل اور وسعت کی بنا پر دنیا بھر میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ اس کی بنیادی ساخت میں چار اہم اجزاء شامل ہیں: ابواب (Parts)، دفعات (Articles)، شیڈولز (Schedules) اور ترامیم (Amendments)۔ یہ تمام اجزاء آئین کی تکمیل اور مؤثر عملداری میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور آئین کے مختلف حصوں کو ایک منظم اور مربوط شکل فراہم کرتے ہیں۔ آئین کی یہی جامع ساخت ہندوستان کے حکومتی نظام کو مضبوط بناتی ہے اور حکومت و عوام کے درمیان تعلقات کو واضح اور منظم رکھنے میں مدد دیتی ہے۔

ابواب (Parts): ہندوستانی آئین مختلف ابواب (Parts) میں تقسیم کیا گیا ہے تاکہ آئین کے موضوعات کو منظم انداز میں پیش کیا جا سکے۔ اصل آئین میں 22 ابواب شامل تھے، لیکن بعد میں آئینی ترامیم کے ذریعے ان میں اضافہ کیا گیا اور موجودہ وقت میں آئین 25 ابواب پر مشتمل ہے۔

ہر باب آئین کے کسی مخصوص موضوع سے متعلق ہے۔ مثال کے طور پر بعض ابواب میں شہریوں کے بنیادی حقوق، ریاست کے پالیسی ساز اصول، مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے اختیارات، عدلیہ، انتخابات اور ہنگامی حالات سے متعلق قوانین شامل ہیں۔ ابواب کی یہ تقسیم آئین کو سمجھنے اور اس کے مختلف موضوعات تک آسان رسائی فراہم کرنے میں مدد دیتی ہے۔

دفعات (Articles): ہندوستان کے اصل آئین میں 395 دفعات (Articles) شامل تھیں، لیکن وقت کے ساتھ مختلف آئینی ترامیم کے ذریعے ان میں اضافہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں دفعات کی تعداد بڑھ کر 448 ہو گئی۔ یہ دفعات آئین کا بنیادی حصہ ہیں اور انہی کے ذریعے ریاست کے اصول، قوانین اور حکومتی نظام کی وضاحت کی جاتی ہے۔

ان دفعات میں حکومت کی تشکیل، شہریوں کے بنیادی حقوق، عدلیہ کی آزادی، وفاقی نظام، انتخابات، ہنگامی حالات اور دیگر اہم قومی معاملات کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ہر دفعہ کسی مخصوص موضوع یا قانونی پہلو کی وضاحت کرتی ہے، جبکہ اس کے تحت موجود شقیں متعلقہ امور کی مزید

تفصیل فراہم کرتی ہیں۔ یہی دفعات ہندوستانی آئین کے بنیادی ڈھانچے کو تشکیل دیتی ہیں اور ملک کے سیاسی، قانونی اور انتظامی نظام کو منظم انداز میں چلانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

شیڈولز (Schedules): ہندوستان کے آئین میں موجودہ وقت میں 12 شیڈولز (Schedules) شامل ہیں۔ اصل آئین میں ان کی تعداد 8 تھی، لیکن بعد میں مختلف آئینی ترامیم کے ذریعے مزید شیڈولز شامل کیے گئے۔ شیڈولز کا مقصد آئین کی مختلف دفعات سے متعلق تفصیلات، فہرستوں اور انتظامی امور کو منظم انداز میں پیش کرنا ہے۔

ہر شیڈول کا ایک مخصوص مقصد ہوتا ہے اور وہ آئین کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کرتا ہے۔ یہ شیڈولز آئین کی دفعات کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں اور ان کی تشریح اور عملی اطلاق میں معاونت فراہم کرتے ہیں۔

شیڈولز کی اہمیت اس بات میں ہے کہ وہ آئین کے پیچیدہ امور کو منظم اور آسان انداز میں پیش کرتے ہیں تاکہ عوام اور حکومتی اداروں کے لیے انہیں سمجھنا اور ان پر عمل کرنا آسان ہو۔ ان شیڈولز میں ریاستوں اور مرکز کے زیرِ انتظام علاقوں کی فہرست، آئینی عہدوں کے اختیارات، انتخابات سے متعلق امور، زبانوں کی فہرست، اور مرکز و ریاستوں کے درمیان اختیارات کی تقسیم جیسے اہم موضوعات شامل ہیں۔

ترامیم (Amendments): ہندوستان کا آئین ایک لچکدار دستاویز ہے جو وقت کے ساتھ بدلتے ہوئے حالات کے مطابق ترامیم کی اجازت دیتا ہے۔ آئینی ترامیم کا عمل آئین کی ایک اہم خصوصیت ہے، جو اسے ایک زندہ اور متحرک دستاویز بناتا ہے۔ ترامیم کے ذریعے حکومت اور ریاستی اداروں کی ضروریات اور عوامی تقاضوں کے مطابق آئین میں تبدیلیاں کی جا سکتی ہیں۔

آئینی ترامیم کا عمل بنیادی طور پر پارلیمنٹ کے ذریعے انجام دیا جاتا ہے، جبکہ بعض اہم ترامیم کے لیے ریاستی اسمبلیوں کی منظوری بھی ضروری ہوتی ہے۔ یہ طریقۂ کار اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ آئین میں تبدیلی سوچ سمجھ کر اور وسیع مشاورت کے بعد کی جائے۔

ہندوستانی آئین کی پہلی ترمیم 1951 میں کی گئی تھی، اور اس کے بعد آئین میں 106 ترامیم کی جا چکی ہیں۔ ان ترامیم کے ذریعے انتخابات کے نظام، ریاستوں کے اختیارات، بنیادی حقوق اور دیگر اہم معاملات میں وقت کے تقاضوں کے مطابق تبدیلیاں کی گئی ہیں۔

مجموعی طور پر، ہندوستان کا آئین ابواب، دفعات، شیڈولز اور ترامیم کے ذریعے ایک جامع اور مؤثر نظام فراہم کرتا ہے، جس میں حکومت کے تمام اہم پہلوؤں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ابواب آئین کے مختلف موضوعات کو منظم انداز میں تقسیم کرتے ہیں، دفعات آئین کے بنیادی اصولوں کو واضح کرتی ہیں، شیڈولز ان اصولوں سے متعلق تفصیلات اور انتظامی وضاحت فراہم کرتے ہیں، جبکہ ترامیم آئین کو وقت کے مطابق مؤثر اور جدید بنانے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ ان تمام اجزاء کے ذریعے ہندوستان کا آئین نہ صرف ایک مضبوط اور مستحکم حکومتی ڈھانچہ قائم کرتا ہے بلکہ عوام کے بنیادی حقوق کے تحفظ، مساوات، انصاف اور جمہوری اقدار کے فروغ کو بھی یقینی بناتا ہے۔

▪ آئین کی روح: جمہوریت، سیکولرازم اور سماجی انصاف

ہندوستان کا آئین اپنی روح میں جمہوریت، سیکولرازم اور سماجی انصاف کو بنیادی اصول کے طور پر تسلیم کرتا ہے، جو نہ صرف اس کے عملی اطلاق کی رہنمائی کرتے ہیں بلکہ پورے ملک کی سیاست اور معاشرتی زندگی کی بنیاد بھی فراہم کرتے ہیں۔ یہ تین خصوصیات ہندوستان کے آئین کی روح کی تشکیل کرتی ہیں اور ان پر عمل درآمد کے ذریعے ہندوستان ایک متوازن، منصفانہ اور ترقی پذیر ریاست کے طور پر اپنی شناخت قائم کرتا ہے۔

جمہوریت: آئین کی روح میں جمہوریت کا مطلب یہ ہے کہ ملک کی حکمرانی عوام کی مرضی اور ان کے منتخب نمائندوں کے ذریعے ہو۔ یہ کسی بھی حکومتی نظام میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے کہ حکومت کی اصل طاقت عوام میں مضمر ہو اور حکومتی فیصلے عوام کی بھلائی کے لیے کیے جائیں۔ ہندوستان میں جمہوریت کی یہ روح آئین کی تمہید میں واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ ہندوستان ایک جمہوریہ ہے جہاں عوام اپنے نمائندوں کے ذریعے حکومت کرتے ہیں اور اس کے تحت حکومت کی ہر پالیسی عوامی مفاد کے مطابق ہوتی ہے۔

سیکولرازم: سیکولرازم کا مطلب یہ ہے کہ ریاست کسی بھی مذہب کی حمایت نہیں کرتی بلکہ تمام مذاہب کو یکساں عزت و احترام دیتی ہے اور تمام شہریوں کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے کا مکمل حق حاصل ہوتا ہے۔ آئین کی روح میں سیکولرازم کی اہمیت اس بات میں مضمر ہے کہ ہندوستان ایک متنوع مذہبی، ثقافتی اور نسلی معاشرہ ہے جہاں مختلف مذاہب کے لوگ ایک ساتھ رہتے ہیں۔ آئین کی سیکولر خصوصیت یہ یقین دہانی کراتی ہے کہ حکومت کسی ایک مذہب کو فوقیت نہیں دیتی اور ہر شہری کو اپنے عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کا پورا حق دیتی ہے۔

سماجی انصاف: سماجی انصاف ہندوستان کے آئین میں ایک اور اہم خصوصیت ہے، جس کا مقصد ملک کے تمام شہریوں کو برابر کے حقوق اور مواقع فراہم کرنا ہے۔ سماجی انصاف کی بنیاد پر آئین عوام کے ہر طبقے کو ان کے حقوق سے آگاہ کرتا ہے اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ معاشرے میں غربت، بیروزگاری، ذات پات کی تفریق، اور دیگر معاشی و سماجی مسائل کو کم کیا جائے۔ آئین میں سماجی انصاف کے تصور کو

عملی جامہ پہنانے کے لیے کئی بنیادی حقوق اور ریاستی پالیسی کے ہدایت اصول شامل کیے گئے ہیں، جن میں اقلیتوں، خواتین، دلتوں اور پسماندہ طبقات کے حقوق کی حفاظت شامل ہے۔ یہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ تمام شہریوں کو بلا امتیاز برابر کے حقوق اور تحفظ حاصل ہوں۔

مجموعی طور پر، آئین کی روح میں جمہوریت، سیکولرازم اور سماجی انصاف کی یہ تین خصوصیات ہندوستان کی سیاست اور معاشرتی زندگی میں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان خصوصیات کی بدولت ہندوستان ایک ایسا ملک بن گیا ہے جہاں ہر فرد کو آزادی، مساوات اور بھائی چارے کے اصولوں کے تحت زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے، اور اس کے تمام شہریوں کو ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرنے کی ذمہ داری بھی سونپی گئی ہے۔ ان اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ہندوستان اپنے آئین کے مطابق ایک پرامن، مستحکم اور ترقی پذیر ریاست بننے کی راہ پر گامزن ہے۔

1.3 آئین کے بنیادی اصول

- **جمہوریت کا تصور**

جمہوریت ایک ایسا حکومتی نظام ہے جس میں عوام کی خواہشات، مفادات اور حقوق کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اس نظام میں حکومت کا اقتدار عوام کی مرضی پر منحصر ہوتا ہے اور عوام اپنے منتخب نمائندوں کے ذریعے حکومتی معاملات میں حصہ لیتے ہیں۔ جمہوریت کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ حکومتی فیصلے عوام کے فائدے کے لیے کیے جائیں اور ہر شہری کو اپنی رائے کے اظہار کا مکمل حق حاصل ہو۔

جمہوریت کے ابتدائی تصورات قدیم یونان میں پروان چڑھے، جہاں "ڈیموکریسی" (Democracy) کی اصطلاح استعمال کی گئی، جس کا مطلب "عوام کی حکمرانی" ہے۔ قدیم یونان کے اس تصور کو جدید جمہوری نظاموں کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔ جمہوریت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ تمام افراد کو برابر کے حقوق حاصل ہوں، چاہے ان کا تعلق کسی بھی مذہب، ذات، نسل یا زبان سے ہو۔ اس نظام کے تحت شہریوں کو اپنے نمائندے منتخب کرنے، اپنی رائے دینے اور حکومتی فیصلوں میں حصہ لینے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

آج دنیا کے بیشتر ممالک میں جمہوری نظام رائج ہے، جہاں عوام کو اپنے حکومتی امور میں براہِ راست یا بالواسطہ حصہ لینے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ جمہوریت کا مطلب صرف عوام کے ذریعے حکومت کا انتخاب نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ حکومتی فیصلے شفاف ہوں، عوام کی آواز سنی جائے اور ان کے بنیادی حقوق کا مکمل تحفظ کیا جائے۔

ہندوستان میں جمہوریت کا نظام آئین کی بنیاد پر قائم ہے۔ 26 جنوری 1950 کو ہندوستان کا آئین نافذ ہوا، جس میں جمہوریت کے اصولوں کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ آئین کی تمہید میں ہندوستان کو ایک "جمہوریہ" قرار دیا گیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ ملک کی حکومت عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے چلائی جاتی ہے۔ اس نظام کے تحت عوام کو آزادانہ انتخابات میں حصہ لینے اور اپنی مرضی کے نمائندے منتخب کرنے کا حق حاصل ہے۔

ہندوستان میں جمہوری نظام کو مؤثر انداز میں چلانے کے لیے مختلف ادارے قائم کیے گئے ہیں، جن میں پارلیمنٹ، صدر، وزیرِ اعظم اور عدلیہ شامل ہیں۔ پارلیمنٹ کے ذریعے عوام کے منتخب نمائندے قانون سازی اور حکومتی فیصلوں میں حصہ لیتے ہیں۔ یہ نظام اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ حکومت کے فیصلے عوامی مفاد کے مطابق ہوں اور شہریوں کے حقوق کا احترام کیا جائے۔

جمہوریت میں شہری آزادیوں کا تحفظ بھی نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ ہر فرد کو اظہارِ رائے، مذہبی آزادی، سیاسی نظریات کے اظہار اور پرامن زندگی گزارنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جمہوریت تمام شہریوں کو مساوی حقوق فراہم کرتی ہے، جن میں خواتین، اقلیتوں اور پسماندہ طبقات کے حقوق بھی شامل ہیں۔

جمہوریت میں قانون کی بالادستی کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت کے تمام اقدامات آئین اور قانون کے مطابق ہونے چاہییں اور کسی بھی فرد یا ادارے کو اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ اسی اصول کے تحت حکومت عوام کے سامنے جواب دہ ہوتی ہے اور شہریوں کے حقوق کے تحفظ کی پابند سمجھی جاتی ہے۔

موجودہ دور میں جمہوریت کو کئی چیلنجز کا سامنا ہے، جن میں سیاسی و عوامی شعور کی کمی، بدعنوانی، سیاسی مفاد پرستی اور اداروں کی کمزوری شامل ہیں۔ ان مسائل کے حل کے لیے ضروری ہے کہ عوام میں اپنے حقوق اور فرائض کے بارے میں آگاہی پیدا کی جائے اور جمہوری اداروں کو مزید مضبوط بنایا جائے۔

آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جمہوریت ایک ایسا نظام ہے جس میں آزادی، مساوات، انصاف اور قانون کی بالادستی کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ یہ نظام نہ صرف حکومت کو عوام کے سامنے جواب دہ بناتا ہے بلکہ ہر شہری کے حقوق اور عزتِ نفس کے تحفظ کی ضمانت بھی فراہم کرتا ہے۔ جمہوریت کا اصل مقصد عوام کو بااختیار بنانا اور ایک پرامن، منصفانہ اور ترقی یافتہ معاشرہ قائم کرنا ہے۔

▪ سیکولرازم کا مطلب

سیکولرازم ایک ایسا نظریہ ہے جس کا مقصد مذہب اور ریاست کے درمیان تفریق قائم کرنا ہے تاکہ ریاستی معاملات میں کسی خاص مذہب کا اثر و رسوخ غالب نہ ہو۔ اس نظریے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ حکومت اپنے فیصلے عوامی فلاح، انصاف، مساوات اور قانون کی بنیاد پر کرے، نہ کہ کسی مخصوص مذہبی عقیدے یا نظریے کے مطابق۔ سیکولرازم اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ ہر فرد کو اپنے مذہب، عقیدے اور عبادات پر عمل کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہونی چاہیے، اور ریاست کو تمام مذاہب کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہیے۔

سیکولرازم کے ابتدائی تصورات یورپ میں مذہبی تنازعات اور خونریز جنگوں کے بعد سامنے آئے۔ مختلف مذاہب کے درمیان شدید اختلافات نے حکومتوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ مذہب اور سیاست کو الگ رکھا جائے تاکہ معاشرے میں امن، رواداری اور استحکام قائم کیا جا سکے۔ اسی پس منظر میں سیکولرازم ایک اہم سیاسی اور سماجی اصول کے طور پر ابھرا، جس کا مقصد تمام مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مساوات اور ہم آہنگی پیدا کرنا تھا۔

ہندوستان میں سیکولرازم کو آئینی اہمیت حاصل ہے۔ ہندوستان کا آئین ایک سیکولر ریاست کا تصور پیش کرتا ہے، جہاں تمام مذاہب کو یکساں عزت اور آزادی حاصل ہے۔ ہندوستانی ریاست کسی ایک مذہب کو سرکاری مذہب قرار نہیں دیتی بلکہ تمام مذاہب کے پیروکاروں کے حقوق کا یکساں احترام کرتی ہے۔

تاہم، یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ہندوستان کے آئین کی اصل تمہید میں "سیکولر" (Secular) لفظ شامل نہیں تھا۔ یہ لفظ بعد میں 1976 میں 42ویں آئینی ترمیم کے ذریعے تمہید میں شامل کیا گیا۔ اس ترمیم کے بعد ہندوستان کو باضابطہ طور پر ایک "سوشلسٹ، سیکولر، جمہوریہ" قرار دیا گیا۔ اس اقدام کا مقصد ملک کی مذہبی رواداری، مساوات اور تمام مذاہب کے احترام کے اصول کو مزید واضح کرنا تھا۔

سیکولرازم کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ریاست مذہب سے دشمنی رکھتی ہے یا مذہب کو نظرانداز کرتی ہے، بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ حکومت تمام مذاہب کے ساتھ غیر جانب دارانہ رویہ اختیار کرے اور کسی ایک مذہب کو دوسرے پر فوقیت نہ دے۔ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام شہریوں کے مذہبی حقوق کے ساتھ ساتھ ان کے بنیادی انسانی حقوق کا بھی تحفظ کرے۔

سیکولرازم ایک ایسی فضا پیدا کرتا ہے جہاں تمام شہری مذہبی تفریق کے بغیر اپنے حقوق سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اپنے عقائد پر آزادانہ عمل کر سکتے ہیں۔ یہ نظریہ نہ صرف مذہبی ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے بلکہ ایک پرامن، متوازن اور منصفانہ معاشرے کی بنیاد بھی فراہم کرتا ہے۔

سیکولرازم کی اہمیت اس بات میں مضمر ہے کہ یہ ریاستی اداروں اور حکومتی فیصلوں کو کسی مخصوص مذہبی عقیدے کے اثر سے آزاد رکھتا ہے، تاکہ حکومت تمام شہریوں کے حقوق، مفادات اور فلاح کو مساوی طور پر یقینی بنا سکے۔ یہی اصول ایک مضبوط، جمہوری اور متحد معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ سیکولرازم ہندوستانی جمہوریت کا ایک بنیادی ستون ہے۔ یہ نظریہ تمام شہریوں کو مذہبی آزادی، مساوات اور انصاف کی ضمانت دیتا ہے اور ایک ایسے معاشرے کے قیام میں مدد دیتا ہے جہاں مختلف مذاہب کے لوگ باہمی احترام، رواداری اور بھائی چارے کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔ یہی اصول ایک مضبوط، متحد اور جمہوری ہندوستان کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

▪ سماجی، معاشی اور سیاسی انصاف

سماجی، معاشی اور سیاسی انصاف ہندوستان کے آئین کے بنیادی اصولوں میں شامل ہیں۔ ان تینوں اقسام کے انصاف کا مقصد معاشرے میں مساوات، آزادی اور انسانی وقار کو فروغ دینا ہے تاکہ ہر شہری کو بغیر کسی امتیاز کے ترقی اور خوشحال زندگی گزارنے کے مساوی مواقع حاصل ہو سکیں۔ ہندوستان کے آئین کی تمہید میں بھی انصاف کی ان تینوں شکلوں کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے، تاکہ ملک میں ایک منصفانہ اور متوازن معاشرہ قائم کیا جا سکے۔

سماجی انصاف: سماجی انصاف کا مقصد ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا ہے جہاں تمام افراد کو مذہب، ذات، نسل، جنس، زبان یا معاشرتی حیثیت کی بنیاد پر کسی قسم کے امتیاز کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس اصول کے تحت ہر فرد کو مساوی حقوق اور عزت حاصل ہوتی ہے۔

سماجی انصاف اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اقلیتوں، دلتوں، خواتین، مزدوروں اور دیگر پسماندہ طبقات کے حقوق کا تحفظ کیا جائے اور ان کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی یا استحصال نہ ہو۔ ہندوستانی آئین میں سماجی انصاف کے فروغ کے لیے مختلف اقدامات کیے گئے ہیں، جیسے تعلیم میں ریزرویشن، مساوی مواقع، صحت کی سہولیات اور سماجی فلاحی پروگرام۔

حکومت کی جانب سے مختلف اسکیمیں اور منصوبے بھی نافذ کیے گئے ہیں تاکہ معاشرے کے کمزور طبقات کو ترقی کے مساوی مواقع فراہم کیے جا سکیں اور انہیں قومی ترقی میں شریک کیا جا سکے۔

معاشی انصاف: معاشی انصاف کا مقصد دولت اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانا ہے تاکہ ہر فرد کو اپنی محنت کے مطابق مناسب روزگار، اجرت اور بہتر معیارِ زندگی حاصل ہو سکے۔ اس اصول کے تحت حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ غربت، بے روزگاری اور معاشی عدم مساوات کو کم کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کرے۔

ہندوستانی آئین میں معاشی انصاف کے حصول کے لیے مختلف ریاستی پالیسیوں اور ترقیاتی منصوبوں کی رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ ان میں غریبوں کے لیے فلاحی اسکیمیں، مفت یا سستی تعلیم، صحت کی سہولیات، مزدوروں کے حقوق اور بنیادی ضروریات کی فراہمی شامل ہیں۔

معاشی انصاف کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ملک کے تمام شہریوں کو ترقی کے یکساں مواقع میسر ہوں اور دولت صرف چند افراد تک محدود نہ رہے بلکہ معاشرے کے تمام طبقات اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

سیاسی انصاف: سیاسی انصاف کا مطلب یہ ہے کہ ہر شہری کو سیاسی عمل میں حصہ لینے کے مساوی حقوق حاصل ہوں۔ اس میں ووٹ دینے، انتخابات میں حصہ لینے، سیاسی جماعت بنانے، اظہارِ رائے کرنے اور حکومت کے فیصلوں میں اپنی آواز شامل کرنے کا حق شامل ہے۔ ہندوستان کے آئین کے تحت تمام بالغ شہریوں کو بغیر کسی تفریق کے حقِ رائے دہی حاصل ہے۔ سیاسی انصاف اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ انتخابات آزاد، شفاف اور منصفانہ ہوں اور ہر فرد کو اپنے نمائندے منتخب کرنے کا مساوی حق حاصل ہو۔

سیاسی انصاف کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ حکومت عوام کے سامنے جواب دہ رہے اور شہریوں کو اپنے خیالات، اعتراضات اور مطالبات پیش کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہو۔

آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ سماجی، معاشی اور سیاسی انصاف ایک مضبوط اور منصفانہ جمہوری نظام کی بنیاد ہیں۔ ہندوستانی آئین ان تینوں اصولوں کے ذریعے ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کا تصور پیش کرتا ہے جہاں تمام شہریوں کو مساوی حقوق، آزادی اور ترقی کے مواقع حاصل ہوں۔ یہ اصول نہ صرف عوام کے بنیادی حقوق کے تحفظ کو یقینی بناتے ہیں بلکہ ملک میں اتحاد، استحکام اور سماجی ہم آہنگی کو بھی فروغ دیتے ہیں۔

باب دوم : آئین کے اہم حصے

2.1 پریامبل (تمہید)

- پریامبل کا مطلب اور اہمیت
- پریامبل میں بیان کردہ اقدار: انصاف ، آزادی، مساوات اور بھائی چارہ

2.2 بنیادی حقوق

- بنیادی حقوق کا تعارف
- اہم حقوق :

مساوات کا حق (آرٹیکل 14-18)

آزادی کا حق (آرٹیکل 19-22)

استحصال کے خلاف حق (آرٹیکل 23-24)

مذہبی آزادی کا حق (آرٹیکل 25-28)

ثقافتی اور تعلیمی حقوق (آرٹیکل 29-30)

آئینی علاج کا حق (آرٹیکل 32)

2.3 ریاستی پالیسی کے ہدایت کار اصول

- ہدایت کار اصول کا تعارف
- اہم ہدایات:

سماجی اور معاشی انصاف

عوامی فلاح و بہبود

ماحولیات کا تحفظ

بین الاقوامی امن

2.4 بنیادی فرائض

- شہریوں کے فرائض کا تعارف
- اہم فرائض:

آئین کی پیروی کرنا

قومی پرچم اور ترانہ کا احترام

ماحولیات کا تحفظ

باب دوم : آئین کے اہم حصے

2.1 پریامبل (تمہید)

▪ پریامبل کا مطلب اور اہمیت

پریامبل، ہندوستان کے آئین کی تمہید یا ابتدائی بیان ہے جس میں آئین کی بنیاد اور مقصد کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ آئین کے مقصد اور اصولوں کا مختصر اور جامع بیان پیش کرتا ہے۔ پریامبل میں ان اقدار کا ذکر کیا گیا ہے جو آئین کی روح ہیں اور جو ہندوستان کے عوام کے لیے اہمیت رکھتی ہیں۔

پریامبل میں ہندوستان کے عوام کا عزم اور ارادہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ اپنے آئین کو ایک خودمختار، سوشلسٹ، سیکولر، اور جمہوری ریاست کے طور پر تشکیل دیں گے جہاں تمام شہریوں کو آزادی، مساوات، اور بھائی چارہ ملے گا۔ یہ تمہید نہ صرف آئین کی بنیاد فراہم کرتی ہے بلکہ یہ آئین کی روح کو بھی بیان کرتی ہے، جو جمہوریت، حقوق، اور انصاف پر مرکوز ہے۔

آئین کے دوسرے حصوں کی تفصیلات میں جانے سے پہلے، پریامبل یہ بتاتا ہے کہ ہندوستان کا آئین عوام کی مرضی اور ان کے بنیادی حقوق کی حفاظت کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں ہندوستان کے عوام کی خواہشات اور ان کے انسانی حقوق کی حفاظت کرنے کے پختہ عہد کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

پریامبل کی اہمیت اس میں چھپی ہوئی ہے کہ یہ آئین کی تشریح میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ عدلیہ اور دیگر ادارے جب آئین کی تفصیل پر غور کرتے ہیں تو وہ اس تمہید کو سامنے رکھتے ہیں تاکہ آئین کے مقاصد کو سمجھا جا سکے۔ پریامبل نہ صرف ایک ابتدائی بیان ہے بلکہ ایک رہنما اصول بھی ہے جو آئین کی تفسیر اور عملداری میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس کے ذریعے آئین میں موجود مختلف دفعات کی حقیقت اور مقصد کو بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے، اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہندوستان کا آئین ایک زندہ دستاویز ہے جو عوام کے حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے لیے تشکیل دیا گیا ہے۔

مجموعی طور پر، پریامبل ہندوستان کے آئین کا نہ صرف تعارفی حصہ ہے، بلکہ یہ آئین کی اقدار، اصولوں اور مقاصد کی وضاحت کرتا ہے جو کہ پورے آئین کی بنیاد ہیں۔

▪ پریامبل میں بیان کردہ اقدار: انصاف، آزادی، مساوات اور بھائی چارہ

پریامبل میں ہندوستان کے آئین کی اہم اقدار کا ذکر کیا گیا ہے: انصاف، آزادی، مساوات، اور بھائی چارہ۔ یہ تمام اقدار آئین کے بنیادی اصولوں کی بنیاد ہیں اور ہندوستان کی جمہوریت، سیاست، اور معاشرتی زندگی کی سمت متعین کرتی ہیں۔ ان اقدار کا مقصد ہندوستان کے عوام کے حقوق کی حفاظت اور ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا ہے جہاں ہر فرد کو مساوی احترام اور مواقع حاصل ہوں۔

انصاف: انصاف کا مطلب یہ ہے کہ ہر شہری کو سماجی، معاشی، اور سیاسی انصاف فراہم کیا جائے۔ آئین اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کرتا ہے کہ معاشرے میں کسی فرد کے ساتھ ناانصافی نہ ہو اور تمام لوگوں کو ترقی کے یکساں مواقع حاصل ہوں۔ سماجی انصاف ذات پات اور دیگر امتیازات کے خاتمے پر زور دیتا ہے، معاشی انصاف وسائل کی منصفانہ تقسیم کی حمایت کرتا ہے، جبکہ سیاسی انصاف ہر شہری کو سیاسی عمل میں برابر کی شرکت کا حق دیتا ہے۔

آزادی: آزادی کی اہمیت ہندوستان کی جدوجہدِ آزادی میں نمایاں رہی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ پریامبل میں آزادی کو ایک بنیادی قدر کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ آزادی کا مطلب صرف حکومتی پابندیوں سے نجات نہیں بلکہ ہر فرد کو ذاتی آزادی، اظہارِ رائے کی آزادی، مذہب کی آزادی، اور زندگی کے مختلف پہلوؤں میں خود مختاری حاصل ہونا ہے۔ آئین کے تحت ہر فرد کو اپنے خیالات، عقائد، اور زندگی کے بارے میں آزادانہ فیصلے کرنے کا حق دیا گیا ہے، بشرطیکہ وہ دوسروں کے حقوق کی خلاف ورزی نہ کرے۔

مساوات: مساوات کا اصول ہندوستان کے آئین میں ایک اہم ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ تصور ایک ایسا معاشرہ قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے جہاں ہر فرد کو بغیر کسی تفریق کے برابر حقوق حاصل ہوں، چاہے وہ مذہبی، سماجی، معاشی، یا لسانی پس منظر سے تعلق رکھتا ہو۔ مساوات کا مقصد ہر شہری کو یکساں سلوک، مواقع، اور انصاف فراہم کرنا ہے۔ آئین کے آرٹیکلز 14 سے 18 تک اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ ریاست کسی بھی فرد یا گروہ کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کرے گی۔

بھائی چارہ: بھائی چارہ کا اصول ہندوستان کے آئین میں انسانیت کی اعلیٰ اقدار کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ تصور پورے ملک میں اتحاد، ہم آہنگی، اور باہمی احترام کو فروغ دیتا ہے۔ مختلف مذاہب، ثقافتوں، زبانوں، اور قومیتوں کے درمیان احترام اور تعاون کی فضا قائم کرنا اس اصول کا مقصد ہے۔ ہندوستان جیسے متنوع ملک میں بھائی چارہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ تمام شہری اپنے اختلافات کے باوجود امن و سکون کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

مجموعی طور پر، یہ تمام اقدار — انصاف، آزادی، مساوات، اور بھائی چارہ — ہندوستان کے آئین کی روح ہیں اور انہی کی بنیاد پر ملک کا آئینی نظام قائم ہے۔ ان اقدار کا مقصد ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا ہے جو سیاسی، سماجی، اور معاشی انصاف پر مبنی ہو۔ آئین سازوں نے ان اصولوں کو تمہید میں شامل کر کے یہ واضح پیغام دیا کہ ہندوستان کا آئین صرف ایک قانونی دستاویز نہیں بلکہ عوام کی فلاح و بہبود، حقوق، اور آزادیوں کے تحفظ کی بنیاد بھی ہے۔

2.2 بنیادی حقوق

▪ بنیادی حقوق کا تعارف

ہندوستان کے آئین میں بنیادی حقوق وہ حقوق ہیں جو ہر فرد کی آزادی، عزت، مساوات، اور انسانی وقار کے تحفظ کے لیے فراہم کیے گئے ہیں۔ یہ حقوق شہریوں اور افراد کو ریاستی استحصال، ناانصافی، اور غیر جمہوری اقدامات کے خلاف قانونی تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ ہندوستانی آئین کے حصہ سوم (Part III) میں آرٹیکل 12 سے 35 تک بنیادی حقوق سے متعلق دفعات بیان کی گئی ہیں، جن کا مقصد ایک ایسے جمہوری اور منصفانہ معاشرے کا قیام ہے جہاں ہر فرد کو آزادی اور مساوات کے ساتھ زندگی گزارنے کا حق حاصل ہو۔

بنیادی حقوق کی اہمیت اس بات میں ہے کہ یہ فرد اور ریاست کے درمیان ایک آئینی توازن قائم کرتے ہیں۔ آئین اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ حکومت یا کوئی ریاستی ادارہ شہریوں کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی نہ کرے۔ اگر کسی شخص کے بنیادی حقوق متاثر ہوں تو وہ عدالت سے رجوع کر سکتا ہے، اور عدالت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ ان حقوق کے تحفظ کے لیے مناسب احکامات جاری کرے۔

بنیادی حقوق میں مساوات کا حق، آزادی کا حق، استحصال کے خلاف حق، مذہبی آزادی کا حق، ثقافتی و تعلیمی حقوق، اور آئینی علاج کا حق شامل ہیں۔ یہ حقوق نہ صرف شہریوں کی بنیادی آزادیوں کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ انسانی وقار، سماجی انصاف، اور جمہوری اقدار کو بھی مضبوط بناتے ہیں۔

مجموعی طور پر، ہندوستان کے آئین میں شامل بنیادی حقوق ایک مضبوط قانونی اور آئینی فریم ورک کا حصہ ہیں۔ اگر ریاست یا کوئی ادارہ ان حقوق کی خلاف ورزی کرے تو اس کارروائی کو عدالت میں چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ عدالتیں آئین کی روشنی میں ان حقوق کی تشریح کرتی ہیں اور ان کے تحفظ کو یقینی بناتی ہیں، جس سے جمہوری نظام اور قانون کی بالادستی مستحکم ہوتی ہے۔

(نوٹ: اگرچہ بنیادی حقوق شہریوں اور افراد کو اہم آزادی اور تحفظ فراہم کرتے ہیں، لیکن یہ حقوق مکمل طور پر غیر محدود نہیں ہیں۔ ہندوستانی آئین ریاست کو بعض حالات میں عوامی مفاد، قومی سلامتی، عوامی نظم و نسق، اخلاقیات، اور ملکی سالمیت کے تحفظ کے لیے ان حقوق پر معقول پابندیاں عائد کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ تاہم ایسی پابندیوں کا عدالتی جائزہ لیا جا سکتا ہے تاکہ شہریوں کے حقوق کا ناجائز استحصال نہ ہو۔)

- **اہم حقوق :**

مساوات کا حق (آرٹیکل 14-18)

آرٹیکل 14 سے 18 تک ہندوستان کے آئین میں حقِ مساوات (Right to Equality) کی وضاحت کی گئی ہے، جن کا مقصد ہر شہری کے ساتھ مساوی سلوک کو یقینی بنانا اور کسی بھی قسم کے امتیازی سلوک کو روکنا ہے۔ یہ دفعات اس بات پر زور دیتی ہیں کہ تمام افراد قانون کی نظر میں برابر ہیں اور ریاست کسی بھی شخص کے ساتھ غیر منصفانہ امتیاز نہیں کرے گی۔ حقِ مساوات ہندوستانی جمہوریت کی ایک بنیادی خصوصیت ہے، جو سماجی انصاف اور انسانی وقار کے اصولوں کو مضبوط بناتا ہے۔

آرٹیکل 14 تمام افراد کو قانون کے سامنے مساوات (Equality before Law) اور قانون کے یکساں تحفظ (Equal Protection of Laws) کا حق فراہم کرتا ہے۔ اس کے مطابق ریاست کسی بھی شخص کے ساتھ بلا جواز امتیاز نہیں کرے گی، اور ہر فرد کو قانون کے تحت یکساں سلوک حاصل ہوگا۔

آرٹیکل 15 مذہب، ذات، نسل، جنس، یا جائے پیدائش کی بنیاد پر امتیاز کی ممانعت کرتا ہے۔ اس آرٹیکل کے تحت ریاست کسی شہری کے ساتھ ان بنیادوں پر امتیازی سلوک نہیں کر سکتی۔ تاہم آئین ریاست کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ خواتین، بچوں، دلتوں، قبائلی طبقات، اور سماجی و تعلیمی طور پر پسماندہ طبقات کے تحفظ اور ترقی کے لیے خصوصی اقدامات کر سکے۔

آرٹیکل 16 سرکاری ملازمتوں میں مساوی مواقع کی ضمانت دیتا ہے۔ اس کے مطابق ہر شہری کو ریاستی ملازمت حاصل کرنے کا برابر حق حاصل ہے، اور کسی فرد کو مذہب، ذات، جنس، نسل، جائے پیدائش، یا دیگر غیر منصفانہ بنیادوں پر ملازمت سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔

آرٹیکل 17 میں "اچھوت پن" یا "چھوا چھوت" (Untouchability) کے خاتمے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس آرٹیکل کے تحت اچھوت پن کی ہر شکل کو غیر قانونی قرار دیا گیا ہے اور اس پر عمل کرنا قابلِ سزا جرم ہے۔ اس کا مقصد دلتوں اور دیگر پسماندہ طبقات کو سماجی برابری فراہم کرنا اور ذات پات کی بنیاد پر ہونے والے امتیاز کا خاتمہ کرنا ہے۔

آرٹیکل 18 ریاست کی جانب سے القابات (Titles) دینے پر پابندی عائد کرتا ہے تاکہ معاشرے میں مساوات کے اصول کو برقرار رکھا جا سکے۔ اس کے تحت حکومت کسی شہری کو ایسا اعزازی لقب نہیں دے سکتی جو سماجی یا قانونی برتری ظاہر کرے۔ تاہم تعلیمی ڈگریاں اور فوجی اعزازات اس پابندی میں شامل نہیں ہیں۔ اس آرٹیکل کا مقصد معاشرتی مساوات کو فروغ دینا اور طبقاتی تفریق کو کم کرنا ہے۔

مجموعی طور پر، آرٹیکل 14 سے 18 تک کی دفعات ہندوستانی آئین میں حقِ مساوات کی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ یہ دفعات اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ ہر شہری کو قانون اور عدلیہ کے سامنے مساوی حیثیت حاصل ہو، اور ریاست کسی بھی فرد کے ساتھ امتیازی سلوک نہ کرے۔ یہ اصول ایک منصفانہ، جمہوری، اور مساوی معاشرے کے قیام میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

(نوٹ: حقِ مساوات کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر فرد کے ساتھ ہر حالت میں بالکل یکساں برتاؤ کیا جائے، بلکہ آئین عملی اور سماجی برابری کو بھی اہمیت دیتا ہے۔ اسی وجہ سے آئین ریاست کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ تاریخی طور پر محروم اور پسماندہ طبقات، جیسے دلتوں، قبائلی طبقات، اور دیگر سماجی و تعلیمی طور پر پسماندہ گروہوں کے لیے ریزرویشن اور خصوصی سہولتوں کا انتظام کر سکے، تاکہ انہیں ترقی اور نمائندگی کے مساوی مواقع حاصل ہو سکیں۔)

آزادی کا حق (آرٹیکل 19-22)

آرٹیکل 19 سے 22 تک ہندوستان کے آئین میں حقِ آزادی (Right to Freedom) کی وضاحت کی گئی ہے، جو شہریوں اور افراد کو مختلف بنیادی آزادیوں اور قانونی تحفظات کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ ان دفعات کا مقصد ہر فرد کی شخصی آزادی، انسانی وقار، اور قانونی تحفظ کو یقینی بنانا ہے تاکہ وہ ایک آزاد اور محفوظ ماحول میں زندگی گزار سکے۔ تاہم ان آزادیوں کے استعمال پر بعض معقول حدود بھی مقرر کی گئی ہیں تاکہ قومی سلامتی، عوامی نظم و نسق، اخلاقیات، اور عوامی مفاد کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔

آرٹیکل 19 ہندوستانی شہریوں کو چھ بنیادی آزادیوں کا حق فراہم کرتا ہے۔ ان میں آزادیٔ اظہارِ رائے، آزادیٔ اجتماع، آزادیٔ انجمن سازی، ملک کے کسی بھی حصے میں آزادانہ نقل و حرکت، رہائش و قیام، اور کسی بھی پیشہ، تجارت یا کاروبار اختیار کرنے کی آزادی شامل ہے۔ ان آزادیوں کا مقصد شہریوں کو سیاسی، سماجی، اور اقتصادی سرگرمیوں میں فعال طور پر حصہ لینے کا موقع فراہم کرنا ہے تاکہ وہ اپنے حقوق اور مفادات کا

دفاع کر سکیں۔ تاہم یہ آزادیاں مطلق نہیں ہیں، اور ریاست قومی سلامتی، عوامی نظم و نسق، اخلاقیات، یا ملکی سالمیت کے تحفظ کے لیے ان پر معقول پابندیاں عائد کر سکتی ہے۔

آرٹیکل 20 مجرمانہ مقدمات میں افراد کو اہم قانونی تحفظات فراہم کرتا ہے۔ اس کے تحت کسی شخص کو ایسے فعل پر سزا نہیں دی جا سکتی جو ارتکاب کے وقت قانون کے تحت جرم نہ ہو۔ اسی طرح کسی شخص کو ایک ہی جرم کے لیے دوبارہ سزا نہیں دی جا سکتی، اور کسی فرد کو اپنے خلاف گواہی دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اس آرٹیکل کا مقصد عدالتی انصاف، منصفانہ قانونی عمل، اور فرد کے بنیادی حقوق کا تحفظ یقینی بنانا ہے۔

آرٹیکل 21 ہر شخص کو زندگی اور ذاتی آزادی کا حق فراہم کرتا ہے۔ اس کے مطابق کسی بھی فرد کی زندگی یا آزادی کو قانون کے مقرر کردہ طریقۂ کار کے بغیر سلب نہیں کیا جا سکتا۔ ہندوستانی عدالتوں نے وقت کے ساتھ اس آرٹیکل کی تشریح کو وسیع کیا ہے، جس کے نتیجے میں باوقار زندگی، صحت، تعلیم، صاف ماحول، رہائش، اور انسانی وقار کے ساتھ زندگی گزارنے جیسے حقوق کو بھی اس میں شامل سمجھا جاتا ہے۔

آرٹیکل 22 افراد کو غیر قانونی گرفتاری اور حراست سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اس کے تحت گرفتار کیے گئے شخص کو گرفتاری کی وجوہات سے آگاہ کرنا، اسے وکیل سے مشورہ کرنے کا حق دینا، اور 24 گھنٹے کے اندر مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے۔ یہ آرٹیکل ریاستی طاقت کے ممکنہ غلط استعمال کے خلاف ایک اہم آئینی تحفظ فراہم کرتا ہے۔ تاہم بعض حالات میں احتیاطی حراست (Preventive Detention) کے تحت مخصوص قانونی طریقۂ کار کے مطابق کسی شخص کو محدود مدت کے لیے حراست میں رکھا جا سکتا ہے۔

مجموعی طور پر، آرٹیکل 19 سے 22 تک کی دفعات ہندوستانی آئین میں فرد کی آزادی، قانونی تحفظ، اور شخصی سلامتی کی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ ان کا مقصد یہ یقینی بنانا ہے کہ ہر شخص اپنی آزادیوں سے فائدہ اٹھا سکے، جبکہ معاشرے میں نظم و ضبط، انصاف، اور دوسروں کے حقوق کا احترام بھی برقرار رہے۔

استحصال کے خلاف حق (آرٹیکل 23-24)

آرٹیکل 23 اور 24 میں استحصال کے خلاف حق (Right against Exploitation) کی ضمانت دی گئی ہے، جو ہندوستانی آئین کے بنیادی حقوق کا ایک اہم حصہ ہے۔ ان دفعات کا مقصد افراد کو انسانی استحصال، جبری مشقت، اور بچوں سے خطرناک کام لینے جیسے غیر انسانی اعمال سے تحفظ فراہم کرنا ہے۔ یہ حقوق انسانی وقار، آزادی، اور سماجی انصاف کے اصولوں کو مضبوط بناتے ہیں، تاکہ ہر فرد کو محفوظ اور باعزت زندگی گزارنے کا حق حاصل ہو۔

آرٹیکل 23 انسانی تجارت (Human Trafficking)، جبری مشقت (Forced Labour)، اور بیگار (Begar) پر پابندی عائد کرتا ہے۔ اس کے تحت کسی بھی شخص کو زبردستی مزدوری کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، خواہ یہ جبر جسمانی طاقت، دھمکی، یا معاشی دباؤ کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو۔ یہ آرٹیکل تمام افراد پر لاگو ہوتا ہے، نہ کہ صرف شہریوں پر۔ آئین ریاست کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ ایسے استحصالی اعمال کے خلاف قانون سازی کرے اور ان کی روک تھام کے لیے مؤثر اقدامات اختیار کرے۔ تاہم عوامی خدمات کے لیے ریاست بعض صورتوں میں لازمی خدمات عائد کر سکتی ہے، بشرطیکہ اس میں مذہب، ذات، طبقے یا دیگر بنیادوں پر امتیاز نہ کیا جائے۔

آرٹیکل 24 بچوں کے استحصال کے خلاف تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اس کے مطابق 14 سال سے کم عمر کے کسی بچے کو فیکٹریوں، کانوں، یا دیگر خطرناک صنعتوں اور کاموں میں ملازمت نہیں دی جا سکتی۔ اس آرٹیکل کا مقصد بچوں کو جسمانی، ذہنی، اور جذباتی استحصال سے محفوظ رکھنا اور انہیں صحت مند ماحول، تعلیم، اور مناسب نشوونما کے مواقع فراہم کرنا ہے۔ یہ دفعہ بچوں کی فلاح و بہبود اور ان کے بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

مجموعی طور پر، آرٹیکل 23 اور 24 ہندوستانی آئین میں استحصال کے خلاف تحفظ کی بنیادی دفعات ہیں۔ یہ دفعات انسانی وقار، آزادی، اور سماجی انصاف کے اصولوں کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ کسی بھی فرد کو جبری مشقت، انسانی تجارت، یا غیر انسانی حالات کا شکار نہ بنایا جائے۔ اسی طرح یہ دفعات بچوں کو خطرناک اور استحصالی مشقت سے محفوظ رکھ کر ایک منصفانہ اور انسانی معاشرے کے قیام کو فروغ دیتی ہیں۔

مذہبی آزادی کا حق (آرٹیکل 25-28)

آرٹیکل 25 سے 28 تک ہندوستان کے آئین میں مذہبی آزادی کے حق (Right to Freedom of Religion) کی وضاحت کی گئی ہے۔ ان دفعات کا مقصد ہر فرد کو اپنے مذہب پر عمل کرنے، اس کی تبلیغ کرنے، اور مذہبی عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی فراہم کرنا ہے۔ ہندوستان ایک کثیر مذہبی ملک ہے، اس لیے آئین مذہبی تنوع، رواداری، اور مختلف عقائد کے احترام کو یقینی بناتا ہے۔ یہ دفعات اس بات کی ضمانت دیتی ہیں کہ ریاست کسی خاص مذہب کو ترجیح نہیں دے گی اور تمام مذاہب کے ساتھ مساوی سلوک کرے گی۔

آرٹیکل 25 ہر شخص کو ضمیر کی آزادی (Freedom of Conscience) اور اپنے مذہب کو ماننے، اس پر عمل کرنے، اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق فراہم کرتا ہے۔ اس کے تحت کوئی بھی فرد اپنے مذہبی عقائد کے مطابق عبادت اور مذہبی رسومات ادا کر سکتا ہے۔ تاہم یہ آزادی مکمل طور پر غیر محدود نہیں ہے، بلکہ عوامی نظم و نسق، صحت، اخلاقیات، اور دیگر بنیادی حقوق کے تحفظ کے تحت اس پر معقول پابندیاں عائد کی جا سکتی ہیں۔

آرٹیکل 26 ہر مذہبی فرقے یا مذہبی ادارے کو اپنے مذہبی امور کو خود منظم کرنے کا حق دیتا ہے۔ اس کے تحت مذہبی گروہ اپنی عبادت گاہیں قائم کر سکتے ہیں، مذہبی و فلاحی ادارے چلا سکتے ہیں، اور اپنے مذہبی معاملات کا انتظام اپنے اصولوں کے مطابق انجام دے سکتے ہیں، بشرطیکہ ان کی سرگرمیاں عوامی نظم و نسق، اخلاقیات، اور قانون کے خلاف نہ ہوں۔

آرٹیکل 27 اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ کسی بھی شخص کو ایسے ٹیکس ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا جن کا استعمال کسی خاص مذہب کی ترویج یا اس کی مذہبی سرگرمیوں کے لیے کیا جائے۔ اس دفعہ کا مقصد ریاست کو مذہبی معاملات میں غیر جانبدار رکھنا اور تمام مذاہب کے ساتھ مساوی سلوک کو یقینی بنانا ہے۔

آرٹیکل 28 تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیم سے متعلق وضاحت فراہم کرتا ہے۔ اس کے مطابق ایسے تعلیمی اداروں میں، جو مکمل طور پر سرکاری فنڈ سے چلتے ہوں، مذہبی تعلیم نہیں دی جا سکتی۔ تاہم ایسے ادارے جو کسی مذہبی ٹرسٹ یا وقف کے تحت قائم کیے گئے ہوں، وہاں مذہبی تعلیم دی جا سکتی ہے۔ اسی طرح کسی طالب علم کو اس کی مرضی یا سرپرست کی اجازت کے بغیر مذہبی تعلیم یا عبادت میں شرکت پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

مجموعی طور پر، آرٹیکل 25 سے 28 تک کی دفعات ہندوستان میں مذہبی آزادی، رواداری، اور سیکولر نظام کے اصولوں کو مضبوط بناتی ہیں۔ یہ دفعات ہر فرد کو اپنے مذہب پر عمل کرنے اور اپنے عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کا حق فراہم کرتی ہیں، جبکہ مختلف مذہبی گروہوں کے درمیان امن، احترام، اور ہم آہنگی کو برقرار رکھنے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

ثقافتی اور تعلیمی حقوق (آرٹیکل 29-30)

آرٹیکل 29 اور 30 ہندوستان کے آئین میں ثقافتی اور تعلیمی حقوق (Cultural and Educational Rights) کی ضمانت دیتے ہیں۔ ان دفعات کا مقصد ملک کی لسانی، ثقافتی، اور مذہبی تنوع کی حفاظت کرنا اور اقلیتی گروہوں کو اپنی شناخت برقرار رکھنے کا آئینی تحفظ فراہم کرنا ہے۔ یہ حقوق اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ مختلف زبانوں، ثقافتوں، اور مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد اپنی روایات اور تعلیمی اداروں کو محفوظ رکھتے ہوئے ترقی کر سکیں۔

آرٹیکل 29 ان شہریوں کے کسی بھی ایسے طبقے کو تحفظ فراہم کرتا ہے جس کی اپنی الگ زبان، رسم و رواج، یا ثقافت ہو۔ اس کے مطابق ایسے گروہوں کو اپنی زبان، ثقافت، اور تہذیبی شناخت کو محفوظ رکھنے اور فروغ دینے کا حق حاصل ہے۔ اس دفعہ کا مقصد ہندوستان کی ثقافتی اور لسانی گوناگونی کا تحفظ کرنا اور کسی بھی گروہ کی شناخت کو ختم ہونے سے بچانا ہے۔ آرٹیکل 29 یہ بھی یقینی بناتا ہے کہ ریاست کے زیرِ انتظام یا ریاستی امداد سے چلنے والے تعلیمی اداروں میں داخلے کے معاملے میں کسی بھی شہری کے ساتھ مذہب، نسل، ذات، زبان، یا ان میں سے کسی بنیاد پر امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ اس کا مقصد تعلیم کے میدان میں مساوات اور انصاف کو فروغ دینا ہے۔

آرٹیکل 30 مذہبی اور لسانی اقلیتوں کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ اپنی پسند کے تعلیمی ادارے قائم کریں اور ان کا انتظام خود چلائیں۔ اس دفعہ کا مقصد اقلیتی گروہوں کو اپنی زبان، ثقافت، اور تعلیمی اقدار کے تحفظ اور فروغ کے لیے خودمختاری فراہم کرنا ہے، تاکہ وہ اپنی شناخت کو برقرار رکھتے ہوئے تعلیمی ترقی حاصل کر سکیں۔ آرٹیکل 30 یہ بھی وضاحت کرتا ہے کہ ریاست اقلیتی تعلیمی اداروں کے ساتھ مالی امداد یا دیگر سہولیات کی فراہمی میں امتیازی سلوک نہیں کرے گی۔ اگر حکومت دیگر تعلیمی اداروں کو امداد فراہم کرتی ہے تو اقلیتی اداروں کو بھی مساوی بنیادوں پر امداد حاصل کرنے کا حق ہوگا۔ تاہم ریاست کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ معیارِ تعلیم، انتظامی نظم، اور عوامی مفاد کے لیے مناسب قواعد و ضوابط نافذ کرے۔

مجموعی طور پر، آرٹیکل 29 اور 30 ہندوستان کے آئین میں ثقافتی، لسانی، اور تعلیمی حقوق کے تحفظ کی اہم دفعات ہیں۔ یہ حقوق اقلیتی گروہوں کو اپنی شناخت، زبان، اور ثقافت کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ تعلیمی ترقی کے مساوی مواقع فراہم کرتے ہیں، اور ہندوستان کے کثیر الثقافتی اور جمہوری نظام کو مضبوط بناتے ۔

آئینی علاج کا حق (آرٹیکل 32)

آرٹیکل 32 ہندوستان کے آئین میں ایک نہایت اہم بنیادی حق کی وضاحت کرتا ہے، جسے "آئینی علاج کا حق" (Right to Constitutional Remedies) کہا جاتا ہے۔ یہ حق شہریوں کو اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ اگر ان کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہو تو وہ براہِ راست سپریم کورٹ سے رجوع کر سکتے ہیں۔ اس آرٹیکل کا بنیادی مقصد بنیادی حقوق کے تحفظ کو مؤثر بنانا اور شہریوں کو عدالتی تحفظ فراہم کرنا ہے۔ آرٹیکل 32 کے تحت سپریم کورٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کی صورت میں مناسب احکامات، ہدایات، یا رِٹس (Writs) جاری کرے تاکہ متاثرہ فرد کے حقوق کا تحفظ کیا جا سکے۔ یہ رِٹس شہریوں کو غیر قانونی اقدامات، ریاستی زیادتی، اور اختیارات کے غلط استعمال سے بچانے کے لیے ایک مؤثر آئینی ذریعہ سمجھی جاتی ہیں۔

ہندوستانی آئین کے تحت پانچ اہم رِٹس درج ذیل ہیں:

1. ہیبیئس کارپس (Habeas Corpus): اس رِٹ کا مطلب ہے "جسم کو عدالت کے سامنے پیش کرو"۔ یہ اس وقت جاری کی جاتی ہے جب کسی شخص کو غیر قانونی طور پر گرفتار یا حراست میں رکھا گیا ہو۔ عدالت متعلقہ حکام کو حکم دیتی ہے کہ گرفتار شخص کو عدالت کے سامنے پیش کیا جائے اور حراست کی قانونی حیثیت واضح کی جائے۔ اگر گرفتاری غیر قانونی ثابت ہو تو عدالت اس شخص کی رہائی کا حکم دے سکتی ہے۔

2. مینڈیمس (Mandamus): اس رِٹ کے ذریعے عدالت کسی سرکاری افسر، ادارے، یا عوامی اتھارٹی کو اپنے قانونی فرائض انجام دینے کا حکم دیتی ہے۔ اگر کوئی ادارہ اپنی آئینی یا قانونی ذمہ داری پوری نہ کرے تو عدالت مینڈیمس جاری کر سکتی ہے۔

3. پروہیبیشن (Prohibition): یہ رِٹ اعلیٰ عدالت کی جانب سے کسی نچلی عدالت یا ٹریبونل کو اس وقت جاری کی جاتی ہے جب وہ اپنے اختیارات سے تجاوز کر رہا ہو یا ایسے معاملے کی سماعت کر رہا ہو جو اس کے دائرۂ اختیار میں نہ ہو۔ اس کا مقصد غیر قانونی عدالتی کارروائی کو روکنا ہے۔

4. سرشیوریری (Certiorari): اس رِٹ کے ذریعے اعلیٰ عدالت کسی نچلی عدالت یا ٹریبونل کے فیصلے یا کارروائی کو منسوخ کر سکتی ہے اگر وہ غیر قانونی، اختیارات سے تجاوز پر مبنی، یا انصاف کے اصولوں کے خلاف ہو۔ یہ رِٹ غلط عدالتی فیصلوں کی اصلاح کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔

5. کووارنٹو (Quo Warranto): اس رِٹ کا مطلب ہے "کس اختیار سے؟"۔ اس کے ذریعے عدالت کسی شخص سے پوچھ سکتی ہے کہ وہ کس قانونی اختیار کے تحت کسی سرکاری عہدے پر فائز ہے۔ اگر وہ شخص اس عہدے کے لیے قانونی طور پر اہل نہ ہو تو عدالت اسے عہدے سے ہٹانے کا حکم دے سکتی ہے۔

آرٹیکل 32 اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اگر حکومت، کوئی سرکاری ادارہ، یا کوئی اختیار رکھنے والا ادارہ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کرے تو شہری فوری طور پر عدلیہ سے انصاف حاصل کر سکیں۔ یہ حق بنیادی حقوق کے عملی نفاذ کی بنیاد سمجھا جاتا ہے، کیونکہ صرف حقوق کا ذکر کافی نہیں ہوتا بلکہ ان کے تحفظ کے لیے مؤثر قانونی ذرائع بھی ضروری ہوتے ہیں۔ اگرچہ بنیادی طور پر آرٹیکل 32 کے تحت سپریم کورٹ سے رجوع کیا جاتا ہے، تاہم ہائی کورٹس کو بھی آرٹیکل 226 کے تحت اسی نوعیت کے وسیع اختیارات حاصل ہیں، جن کے ذریعے وہ بنیادی حقوق سمیت دیگر قانونی حقوق کے تحفظ کے لیے بھی رِٹس جاری کر سکتی ہیں۔

آرٹیکل 32 کی اہمیت کے پیشِ نظر ڈاکٹر بی آر امبیڈکر نے اسے ہندوستانی آئین کا "دل اور روح" قرار دیا تھا، کیونکہ یہ شہریوں کو اپنے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے براہِ راست عدالتی مدد حاصل کرنے کا مؤثر ذریعہ فراہم کرتا ہے۔

مجموعی طور پر، آرٹیکل 32 ہندوستانی جمہوریت اور قانون کی بالادستی کی ایک بنیادی ضمانت ہے۔ یہ نہ صرف شہریوں کو اپنے بنیادی حقوق کے تحفظ کا قانونی راستہ فراہم کرتا ہے بلکہ ریاستی اختیارات کو آئینی حدود کے اندر رکھنے میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔

2.3 ریاستی پالیسی کے ہدایت کار اصول

▪ ہدایت کار اصول کا تعارف

ہندوستان کے آئین میں ریاستی پالیسی کے ہدایت کار اصول (Directive Principles of State Policy) ایک نہایت اہم آئینی حصہ ہیں، جو حکومت کو عوامی فلاح، سماجی انصاف، اور معاشی مساوات کے حصول کے لیے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ یہ اصول آئین کے باب چہارم (Part IV) میں آرٹیکل 36 سے 51 تک شامل ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد ایک ایسی فلاحی ریاست (Welfare State) کے قیام کی رہنمائی کرنا ہے جہاں تمام شہریوں کو باعزت زندگی، مساوی مواقع، اور سماجی و اقتصادی انصاف حاصل ہو۔

ریاستی پالیسی کے ہدایت کار اصول حکومت کی اجتماعی ذمہ داریوں کو واضح کرتے ہیں اور اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ریاست اپنی پالیسیوں اور قوانین کو عوام کی فلاح و بہبود کے مطابق تشکیل دے۔ ان اصولوں کے تحت حکومت سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ غربت، بے روزگاری، سماجی ناانصافی، اور معاشی عدم مساوات کو کم کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کرے، تاکہ ایک منصفانہ اور متوازن معاشرہ قائم کیا جا سکے۔

اگرچہ یہ اصول عدالتوں کے ذریعے براہِ راست نافذ نہیں کروائے جا سکتے، یعنی یہ قانونی طور پر قابلِ نفاذ (Non-Justiciable) نہیں ہیں، لیکن اس کے باوجود یہ حکومت کے لیے بنیادی رہنما اصول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قانون سازی، حکومتی پالیسیاں، اور ریاستی منصوبہ بندی عموماً انہی اصولوں کی روشنی میں کی جاتی ہے۔

ریاستی پالیسی کے ہدایت کار اصول بنیادی حقوق کے ساتھ مل کر ہندوستانی آئین کے سماجی فلسفے کو مکمل کرتے ہیں۔ بنیادی حقوق جہاں فرد کی آزادی اور قانونی تحفظ کو یقینی بناتے ہیں، وہیں ہدایت کار اصول سماجی اور اقتصادی انصاف کے قیام پر زور دیتے ہیں۔ اس طرح یہ دونوں مل کر ایک ایسے جمہوری اور فلاحی نظام کی بنیاد فراہم کرتے ہیں جس کا مقصد عوام کی مجموعی ترقی اور بہبود ہے۔

مجموعی طور پر، ریاستی پالیسی کے ہدایت کار اصول ہندوستانی آئین میں ایک منصفانہ، مساوی، اور فلاحی معاشرے کے قیام کی سمت متعین کرتے ہیں۔ یہ اصول حکومت کو اس بات کی رہنمائی فراہم کرتے ہیں کہ وہ اپنی پالیسیوں اور اقدامات کے ذریعے عوامی مفاد، سماجی انصاف، اور قومی ترقی کو فروغ دے۔

- **اہم ہدایات :**

سماجی اور معاشی انصاف

ہندوستان کے آئین میں سماجی اور معاشی انصاف (Social and Economic Justice) کو ریاستی پالیسی کے ہدایت کار اصولوں (Directive Principles of State Policy) کا ایک بنیادی مقصد قرار دیا گیا ہے۔ ان اصولوں کا مقصد حکومت کو اس بات کی رہنمائی فراہم کرنا ہے کہ وہ اپنی پالیسیوں اور اقدامات کے ذریعے ایک ایسا معاشرہ قائم کرے جہاں تمام شہریوں کو مساوی مواقع، بنیادی سہولتیں، اور باعزت زندگی گزارنے کے امکانات حاصل ہوں۔

سماجی اور معاشی انصاف سے متعلق یہ اصول اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ریاست عوام کی فلاح و بہبود کو اپنی پالیسیوں کا مرکز بنائے اور معاشرے میں موجود معاشی اور سماجی ناہمواریوں کو کم کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کرے۔ ان کا مقصد ایک ایسے فلاحی نظام کا قیام ہے جہاں دولت اور وسائل کی منصفانہ تقسیم ہو، ہر فرد کو مناسب ذریعۂ معاش میسر آئے، اور کسی بھی طبقے کے ساتھ ناانصافی یا استحصال نہ ہو۔

سماجی انصاف کے تحت خواتین، دلتوں، قبائلی طبقات، اقلیتوں، اور دیگر سماجی و معاشی طور پر پسماندہ گروہوں کے حقوق اور مفادات کے تحفظ پر زور دیا گیا ہے، تاکہ انہیں تعلیم، صحت، روزگار، اور دیگر بنیادی سہولتوں تک مساوی رسائی حاصل ہو سکے۔ اسی طرح معاشی انصاف کا مقصد غربت، بے روزگاری، اور معاشی استحصال کو کم کرنا اور مزدوروں کے لیے مناسب اجرت، بہتر معیارِ زندگی، اور انسانی حالاتِ کار کو یقینی بنانا ہے۔

یہ اصول حکومت کو اس بات کی بھی رہنمائی فراہم کرتے ہیں کہ وہ عوامی امداد، تعلیم، صحت، اور سماجی تحفظ سے متعلق اقدامات کرے، تاکہ معاشرے کے کمزور اور محروم طبقات کو باعزت زندگی گزارنے کے مواقع حاصل ہو سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مردوں اور عورتوں کے لیے مساوی مواقع اور مساوی اجرت کے اصول کو بھی اہمیت دی گئی ہے۔

سماجی اور معاشی انصاف سے متعلق یہ ہدایات اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ ہندوستانی آئین صرف سیاسی جمہوریت تک محدود نہیں بلکہ سماجی اور معاشی جمہوریت کے قیام کا بھی خواہاں ہے۔ اسی لیے آئین ایک ایسے فلاحی معاشرے کی حمایت کرتا ہے جہاں عوام کی بہبود، سماجی مساوات، اور معاشی انصاف کو بنیادی اہمیت حاصل ہو۔

مجموعی طور پر، سماجی اور معاشی انصاف سے متعلق ہدایت کار اصول ہندوستانی آئین کے فلاحی اور جمہوری کردار کو مضبوط بناتے ہیں اور حکومت کو ایک منصفانہ، مساوی، اور عوام دوست معاشرہ قائم کرنے کی سمت میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

عوامی فلاح و بہبود

ہندوستان کے آئین میں عوامی فلاح و بہبود (Public Welfare) کو ریاستی پالیسی کے ہدایت کار اصولوں (Directive Principles of State Policy) کا ایک بنیادی مقصد قرار دیا گیا ہے۔ ان اصولوں کا مقصد حکومت کو اس بات کی رہنمائی فراہم کرنا ہے کہ وہ اپنی پالیسیوں اور اقدامات کو عوام کی فلاح، سماجی انصاف، اور بہتر معیارِ زندگی کے قیام کے لیے مرکوز رکھے۔ آئین ایک ایسی فلاحی ریاست (Welfare State) کے قیام پر زور دیتا ہے جہاں ہر شہری کو باعزت زندگی گزارنے کے لیے ضروری سہولتیں اور مواقع حاصل ہوں۔

ریاستی پالیسی کے ہدایت کار اصولوں میں آرٹیکل 38 خاص طور پر ریاست کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ عوامی فلاح کو فروغ دے اور ایک ایسا سماجی نظام قائم کرے جس میں سماجی، معاشی اور سیاسی انصاف قومی زندگی کے تمام اداروں میں نمایاں ہو۔ اسی طرح آرٹیکل 39 ریاست کو اس بات کی رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ ملک کے وسائل اور دولت کی تقسیم اس انداز میں ہو کہ عوامی مفاد کا تحفظ ہو اور معاشی طاقت چند افراد کے ہاتھوں میں مرتکز نہ ہونے پائے۔

عوامی فلاح و بہبود سے متعلق یہ اصول حکومت کو اس بات کی ہدایت دیتے ہیں کہ وہ ایک ایسا سماجی اور معاشی نظام قائم کرے جس میں عوام کی ضروریات، فلاح، اور ترقی کو ترجیح حاصل ہو۔ ان اصولوں کا مقصد معاشرتی عدم مساوات کو کم کرنا، وسائل کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانا، اور تمام شہریوں کو بہتر زندگی گزارنے کے مساوی مواقع فراہم کرنا ہے۔

عوامی فلاح و بہبود کے تحت ریاست پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ عوام کو صحت، تعلیم، رہائش، روزگار، اور دیگر بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کرے۔ آرٹیکل 41 ریاست کو کام، تعلیم، اور بعض حالات میں عوامی امداد کی فراہمی کے لیے کوشش کرنے کی ہدایت دیتا ہے، جبکہ آرٹیکل 45 بچوں کی ابتدائی نگہداشت اور تعلیم کے فروغ پر زور دیتا ہے۔

اسی طرح مزدوروں کے حقوق کے تحفظ، مناسب اجرت، انسانی حالاتِ کار، اور کمزور طبقات کی مدد کو بھی اہمیت دی گئی ہے تاکہ معاشرے کے ہر فرد کو باعزت زندگی گزارنے کا موقع حاصل ہو سکے۔ آرٹیکل 43 مزدوروں کے لیے مناسب اجرت اور بہتر معیارِ زندگی کی حمایت کرتا ہے۔

یہ اصول حکومت کو اس بات کی بھی رہنمائی فراہم کرتے ہیں کہ وہ غربت، بے روزگاری، بیماری، اور سماجی ناانصافی کے خاتمے کے لیے فلاحی منصوبے اور عوامی امدادی پروگرام نافذ کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ آرٹیکل 47 عوام کی غذائیت، معیارِ زندگی، اور صحتِ عامہ کو بہتر بنانے پر زور دیتا ہے تاکہ ایک صحت مند اور خوشحال معاشرہ قائم کیا جا سکے۔

عوامی فلاح و بہبود سے متعلق یہ اصول اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ ہندوستانی آئین صرف سیاسی جمہوریت تک محدود نہیں بلکہ ایک ایسی فلاحی ریاست کے قیام کا خواہاں ہے جہاں عوام کی بہبود، سماجی انصاف، اور انسانی وقار کو بنیادی اہمیت حاصل ہو۔

مجموعی طور پر، عوامی فلاح و بہبود سے متعلق ہدایت کار اصول ہندوستانی آئین کے فلاحی اور جمہوری کردار کو مضبوط بناتے ہیں اور حکومت کو اس بات کی رہنمائی فراہم کرتے ہیں کہ وہ عوام کی بہتری، سماجی انصاف، اور قومی ترقی کو اپنی پالیسیوں کا بنیادی مقصد بنائے۔ ان اصولوں کا حتمی مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جہاں ہر شہری کو ترقی، تحفظ، اور باعزت زندگی کے مساوی مواقع حاصل ہوں۔

ماحولیات کا تحفظ

ہندوستان کے آئین میں ماحولیات کے تحفظ (Protection of Environment) کو ایک اہم آئینی اصول کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد حکومت کو اس بات کی رہنمائی فراہم کرنا ہے کہ وہ قدرتی وسائل، جنگلات، جنگلی حیات، ہوا، پانی، اور ماحول کو آلودگی اور تباہی سے محفوظ رکھنے کے لیے مؤثر اقدامات کرے۔ آئین اس بات پر زور دیتا ہے کہ ترقی اور ماحولیات کے تحفظ کے درمیان توازن برقرار رکھا جائے تاکہ موجودہ اور آنے والی نسلوں کو ایک صحت مند اور محفوظ ماحول میسر آ سکے۔

ماحولیات کے تحفظ سے متعلق اہم ہدایت آرٹیکل A48 میں دی گئی ہے، جو 42ویں آئینی ترمیم (1976) کے ذریعے آئین میں شامل کیا گیا تھا۔ اس آرٹیکل کے مطابق ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ماحولیات کے تحفظ اور بہتری کے لیے اقدامات کرے اور ملک کے جنگلات اور جنگلی حیات کی حفاظت کو یقینی بنائے۔

ماحولیات کے تحفظ سے متعلق یہ اصول حکومت کو اس بات کی ترغیب دیتے ہیں کہ وہ پائیدار (Sustainable) اور ماحول دوست پالیسیاں اپنائے، قدرتی وسائل کے غیر ضروری اور بے جا استعمال کو روکے، اور ماحولیاتی توازن کو برقرار رکھنے کے لیے مناسب قوانین اور اقدامات نافذ کرے۔ ان اصولوں کا مقصد زمین، ہوا، پانی، جنگلات، اور دیگر قدرتی وسائل کو محفوظ رکھنا ہے تاکہ ان کا استعمال مستقبل میں بھی ممکن رہے۔

اس سلسلے میں حکومت کی ذمہ داریوں میں آلودگی پر قابو پانا، جنگلات اور جنگلی حیات کا تحفظ، درختوں کی بے جا کٹائی کی روک تھام، اور قدرتی وسائل کے مناسب استعمال کو یقینی بنانا شامل ہے۔ اسی طرح عوام میں ماحولیات کے تحفظ سے متعلق شعور بیدار کرنا اور شہریوں کو ماحول دوست طرز عمل اپنانے کی ترغیب دینا بھی اہم سمجھا جاتا ہے۔

ہندوستانی آئین ماحولیات کے تحفظ کو صرف حکومت کی ذمہ داری نہیں بلکہ شہریوں کا بنیادی فرض بھی قرار دیتا ہے۔ آرٹیکل 51A(g) کے تحت ہر شہری کا یہ بنیادی فرض ہے کہ وہ قدرتی ماحول، بشمول جنگلات، جھیلوں، دریاؤں، جنگلی حیات اور دیگر قدرتی وسائل کی حفاظت کرے اور تمام جانداروں کے ساتھ ہمدردی اور رحم دلی کا برتاؤ کرے۔

مزید برآں، ہندوستانی عدالتوں، خصوصاً سپریم کورٹ، نے آرٹیکل 21 (حقِ زندگی) کی تشریح کرتے ہوئے یہ قرار دیا ہے کہ صاف اور صحت مند ماحول میں زندگی گزارنا بھی حقِ زندگی کا ایک لازمی حصہ ہے۔ اسی وجہ سے ماحولیات کے تحفظ کو بنیادی انسانی حقوق سے بھی جوڑا جاتا ہے۔

مجموعی طور پر، ماحولیات کے تحفظ سے متعلق آئینی اصول ہندوستانی آئین کے ترقی پسند اور فلاحی کردار کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ اصول حکومت اور شہریوں دونوں کو اس بات کی یاد دہانی کراتے ہیں کہ قدرتی وسائل کا تحفظ، ماحولیاتی توازن کی بقا، اور ایک صاف و محفوظ ماحول کی فراہمی قومی ذمہ داری ہے۔ ماحولیات کے تحفظ کے ذریعے نہ صرف موجودہ نسل کی فلاح ممکن ہے بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی ایک محفوظ اور پائیدار مستقبل یقینی بنایا جا سکتا ہے۔

بین الاقوامی امن

ہندوستان کے آئین میں بین الاقوامی امن اور سلامتی (International Peace and Security) کے فروغ کو ایک اہم آئینی اصول کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ یہ اصول ریاستی پالیسی کے ہدایت کار اصولوں (Directive Principles of State Policy) کا حصہ ہے اور آرٹیکل 51 میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد حکومت کو اس بات کی رہنمائی فراہم کرنا ہے کہ وہ عالمی سطح پر امن، ہم آہنگی، انصاف، اور دوستانہ تعلقات کے قیام میں فعال کردار ادا کرے۔ آئین اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہندوستان عالمی برادری کے ساتھ تعاون، احترام، اور انصاف پر مبنی تعلقات قائم رکھے اور بین الاقوامی تنازعات کے حل کے لیے پرامن ذرائع اختیار کرے۔

بین الاقوامی امن کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک کے درمیان جنگ، کشیدگی، اور تصادم کے بجائے مذاکرات، باہمی تعاون، اور سفارتی تعلقات کے ذریعے مسائل کو حل کیا جائے۔ اسی لیے ہندوستانی آئین عالمی سطح پر امن، دوستی، اور باہمی احترام کے اصولوں کو فروغ دینے کی حمایت کرتا ہے تاکہ دنیا میں استحکام اور ہم آہنگی برقرار رکھی جا سکے۔

آرٹیکل 51 کے مطابق ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ:

- بین الاقوامی امن اور سلامتی کو فروغ دے؛
- اقوام کے درمیان منصفانہ اور باعزت تعلقات قائم کرے؛
- بین الاقوامی قانون اور معاہدوں کے احترام کو فروغ دے؛ اور
- بین الاقوامی تنازعات کے حل کے لیے ثالثی (Arbitration) اور دیگر پرامن ذرائع کی حوصلہ افزائی کرے۔

یہ آئینی ہدایت حکومت کو اس بات کی ترغیب دیتی ہے کہ وہ عالمی اداروں، خصوصاً اقوامِ متحدہ (United Nations)، کے ساتھ تعاون کرے اور عالمی امن، انسانی حقوق، آزادی، اور انصاف کے اصولوں کی حمایت کرے۔ اسی طرح بین الاقوامی تنازعات کے حل کے لیے پرامن مذاکرات، ثالثی، اور سفارتی ذرائع کو ترجیح دینے پر بھی زور دیا گیا ہے۔

بین الاقوامی امن اور سلامتی سے متعلق یہ اصول ہندوستان کی خارجہ پالیسی میں بھی نمایاں نظر آتے ہیں، جہاں ہمسایہ ممالک اور دیگر عالمی طاقتوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات، پرامن بقائے باہمی، سفارتی تعاون، اور عالمی شراکت داری کو اہمیت دی جاتی ہے۔

اگرچہ یہ اصول عدالتوں کے ذریعے براہِ راست نافذ نہیں کروائے جا سکتے، لیکن یہ حکومت کی خارجہ پالیسی اور قانون سازی کے لیے اہم رہنما اصول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے ذریعے آئین ایک ایسے عالمی نظام کی حمایت کرتا ہے جو امن، انصاف، اور بین الاقوامی تعاون پر مبنی ہو۔

مجموعی طور پر، بین الاقوامی امن اور سلامتی سے متعلق آئینی ہدایات ہندوستانی آئین کے امن پسند اور ترقی پسند وژن کی عکاسی کرتی ہیں۔ یہ اصول حکومت کو اس بات کی رہنمائی فراہم کرتے ہیں کہ وہ نہ صرف داخلی سطح پر انصاف، استحکام، اور ترقی کو فروغ دے بلکہ عالمی سطح پر بھی امن، دوستی، اور بین الاقوامی تعاون کے قیام میں مثبت کردار ادا کرے۔ اس طرح آرٹیکل 51 ہندوستان کے اس عزم کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ عالمی امن اور بین الاقوامی ہم آہنگی کے فروغ میں فعال کردار ادا کرے گا۔

2.4 بنیادی فرائض

- **بنیادی فرائض کا تعارف**

ہندوستان کے آئین میں بنیادی فرائض (Fundamental Duties) کا مقصد شہریوں کو ان کی آئینی، اخلاقی، اور قومی ذمہ داریوں کا شعور دلانا ہے تاکہ وہ اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ ملک اور معاشرے کے تئیں اپنے فرائض کو بھی سمجھیں اور ادا کریں۔ بنیادی فرائض آئین کے حصہ چہارم-الف (Part IV-A) میں شامل ہیں اور ان کا ذکر آرٹیکل A51 میں کیا گیا ہے۔ یہ فرائض 1976 میں 42ویں آئینی ترمیم کے ذریعے آئین میں شامل کیے گئے تھے، جبکہ بعد میں 2002 کی 86ویں آئینی ترمیم کے ذریعے ایک اضافی فرض بھی شامل کیا گیا۔ بنیادی فرائض شہریوں کو اس بات کی یاد دہانی کراتے ہیں کہ حقوق کے ساتھ ذمہ داریاں بھی وابستہ ہوتی ہیں۔ ان کا مقصد قومی یکجہتی، حب الوطنی، سماجی ہم آہنگی، آئینی اقدار کے احترام، اور ایک منظم و فلاحی معاشرے کے قیام کو فروغ دینا ہے۔ یہ فرائض آئین کے دیباچے (Preamble) میں درج اقدار، جیسے آزادی، مساوات، بھائی چارہ، اور انصاف سے ہم آہنگ ہیں، اور شہریوں کو آئینی اصولوں کے مطابق ذمہ دارانہ زندگی گزارنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

آرٹیکل A51 کے تحت شہریوں کے بنیادی فرائض درج ذیل ہیں:

ہر بھارتی شہری کا فرض ہے کہ وہ :

1. آئین کی پابندی کرے اور اس کے نظریات، اداروں، قومی پرچم (National Flag) اور قومی ترانے (National Anthem) کا احترام کرے۔
2. آزادی کی قومی جدوجہد سے وابستہ عظیم نظریات کی قدر کرے اور ان پر عمل پیرا ہو۔
3. ہندوستان کی خودمختاری، اتحاد، اور سالمیت کا تحفظ کرے اور انہیں برقرار رکھے۔
4. ملک کا دفاع کرے اور ضرورت پڑنے پر قومی خدمات انجام دے۔

5. مذہب، زبان، علاقہ، یا ذات پات کی تفریق سے بالاتر ہو کر ہندوستان کے تمام لوگوں میں ہم آہنگی، بھائی چارے، اور مشترکہ اخوت کے جذبے کو فروغ دے، اور خواتین کی عزت کے خلاف رائج طریقوں کا خاتمہ کرے۔

6. ہندوستان کے مشترکہ ثقافتی ورثے کی قدر کرے اور اس کے تحفظ میں اپنا کردار ادا کرے۔

7. قدرتی ماحول، جس میں جنگلات، جھیلیں، ندیاں، اور جنگلی حیات شامل ہیں، کا تحفظ اور بہتری کرے، اور تمام جانداروں کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کرے۔

8. سائنسی مزاج، انسانیت پسندی، اور تحقیق و اصلاح کی روح کو فروغ دے۔

9. عوامی املاک کی حفاظت کرے اور تشدد سے دور رہے۔

10. انفرادی اور اجتماعی سرگرمیوں کے تمام شعبوں میں اعلیٰ کارکردگی حاصل کرنے کی کوشش کرے تاکہ قوم مسلسل ترقی اور کامیابی کی طرف گامزن رہے۔

11. والدین یا سرپرست کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے 6 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کو تعلیم کے مواقع فراہم کرے۔(86ویں آئینی ترمیم، 2002 کے ذریعے شامل کیا گیا)

اگرچہ بنیادی فرائض براہِ راست عدالت کے ذریعے نافذ نہیں کروائے جا سکتے، لیکن یہ حکومت، عدلیہ، اور شہریوں کے لیے اہم رہنما اصول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ فرائض اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ ایک مضبوط، منظم، اور فلاحی ریاست کے قیام کے لیے صرف حقوق کافی نہیں بلکہ شہریوں کا ذمہ دار، بااخلاق، اور آئین کا پابند ہونا بھی ضروری ہے۔

مجموعی طور پر، بنیادی فرائض ہندوستانی آئین میں شہری ذمہ داریوں کا اہم اظہار ہیں۔ یہ نہ صرف قومی اتحاد، سماجی ہم آہنگی اور حب الوطنی کو فروغ دیتے ہیں بلکہ ایک ذمہ دار، باشعور اور فعال شہری معاشرے کے قیام میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

- **اہم فرائض:**

آئین کی پیروی کرنا

آئین کی پیروی کرنا ہر شہری کا ایک اہم بنیادی فریضہ ہے، جس کی اہمیت ہندوستانی آئین میں واضح طور پر بیان کی گئی ہے۔ آئین کی پیروی کا مطلب صرف آئین کی دفعات اور قوانین کا احترام کرنا نہیں، بلکہ ان اصولوں، اقدار اور جمہوری نظریات کو اپنی عملی زندگی میں اپنانا بھی ہے جو آئین کی بنیاد ہیں۔ ہندوستان کا آئین دنیا کا سب سے بڑا تحریری قومی آئین شمار کیا جاتا ہے، جو نہ صرف ریاستی نظام اور حکومتی ڈھانچے کی وضاحت کرتا ہے بلکہ شہریوں کے بنیادی حقوق، فرائض اور ریاست کی ذمہ داریوں کو بھی متعین کرتا ہے۔

آئین کی پیروی کا تقاضا یہ ہے کہ شہری ریاستی اداروں، عدلیہ، قانون اور آئینی اصولوں کا احترام کریں اور اپنے حقوق و فرائض کے بارے میں شعور رکھیں۔ جب شہری آئین کے مطابق زندگی گزارتے ہیں تو وہ نہ صرف اپنی ذاتی زندگی میں انصاف، مساوات اور نظم و ضبط کو فروغ دیتے ہیں بلکہ ملک کے استحکام، اتحاد اور جمہوری نظام کی مضبوطی میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ آئین کی پیروی کا یہ مطلب بھی ہے کہ شہری آئینی اور قانونی ذرائع کے ذریعے کسی بھی غیر آئینی، غیر قانونی یا ناانصافی پر مبنی اقدام کے خلاف آواز بلند کریں تاکہ آئین کی بالادستی برقرار رہے۔

ہندوستانی آئین میں اس ذمہ داری کو بنیادی فرائض کے طور پر آرٹیکل 51A(a) میں شامل کیا گیا ہے، جس کے مطابق ہر شہری کا یہ فرض ہے کہ وہ آئین کی پابندی کرے اور اس کے نظریات، اداروں، قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام کرے۔ اس کا مقصد شہریوں میں آئینی شعور، قومی ذمہ داری اور حب الوطنی کے جذبے کو فروغ دینا ہے۔

آئین کی پیروی ایک مضبوط جمہوری اور فلاحی ریاست کی بنیاد ہے۔ اگر شہری آئینی اصولوں کا احترام کریں اور اپنے فرائض ذمہ داری کے ساتھ ادا کریں تو معاشرے میں امن، انصاف، مساوات اور قومی یکجہتی کو فروغ ملتا ہے۔ اس طرح آئین کی پابندی نہ صرف ایک آئینی اور اخلاقی ذمہ داری ہے بلکہ ایک ذمہ دار شہری ہونے کا تقاضا بھی ہے، جو ملک کی ترقی اور استحکام کے لیے نہایت ضروری ہے۔

مجموعی طور پر، آئین کی پیروی ایک مہذب، منظم اور جمہوری معاشرے کے قیام کی بنیاد ہے۔ یہ شہریوں کو ان کے حقوق اور فرائض سے آگاہ کرتی ہے اور ملک میں قانون کی بالادستی، قومی اتحاد اور جمہوری اقدار کے فروغ کو یقینی بناتی ہے۔

قومی پرچم اور ترانے کا احترام

ہندوستان کے آئین میں شہریوں پر یہ بنیادی ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام کریں۔ یہ فریضہ آئین کے آرٹیکل 51 A(a) کے تحت بنیادی فرائض میں شامل ہے، جس کے مطابق ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ آئین، اس کے نظریات، اداروں، قومی پرچم (National Flag) اور قومی ترانے (National Anthem) کا احترام کرے۔ یہ احترام صرف ایک رسمی یا علامتی عمل نہیں بلکہ ملک کی خودمختاری، اتحاد، جمہوری اقدار اور قومی وقار سے وابستگی کا اظہار بھی ہے۔

قومی پرچم، جسے "ترنگا" کہا جاتا ہے، ہندوستان کی قومی شناخت، آزادی اور اتحاد کی علامت ہے۔ اس کے تین رنگ — زعفرانی، سفید اور سبز — مختلف قومی اقدار کی نمائندگی کرتے ہیں، جبکہ درمیان میں موجود اشوک چکر (Ashoka Chakra) قانون کی حکمرانی، انصاف، دھرم اور مسلسل پیش رفت و حرکت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ قومی پرچم کا احترام ہر شہری کا آئینی اور اخلاقی فریضہ ہے، اور اس کی بے حرمتی یا غلط استعمال قانوناً ممنوع ہے۔

اسی طرح ہندوستان کا قومی ترانہ "جن گن من" ملک کی قومی یکجہتی، ثقافتی تنوع اور آزادی کی روح کی عکاسی کرتا ہے۔ قومی ترانے کا احترام کرنا، اس کے دوران باوقار انداز میں کھڑا ہونا، اور اسے عزت و وقار کے ساتھ پیش کرنا ہر شہری کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے۔ یہ نہ صرف آئینی شعور کا اظہار ہے بلکہ قومی اتحاد اور حب الوطنی کے جذبے کو بھی مضبوط بناتا ہے۔

قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام دراصل ہندوستان کی جمہوری اقدار، قومی یکجہتی اور آئینی اصولوں کے احترام کی علامت ہے۔ جب شہری ان قومی علامتوں کی عزت کرتے ہیں تو وہ اپنے ملک کی آزادی، قربانیوں اور مشترکہ قومی تشخص کے ساتھ اپنی وابستگی کا اظہار کرتے ہیں۔

مجموعی طور پر، قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام ہر ہندوستانی شہری کا ایک اہم آئینی، اخلاقی اور قومی فریضہ ہے۔ یہ قومی اتحاد، حب الوطنی، نظم و ضبط اور آئینی شعور کو فروغ دیتا ہے اور ملک کی خودمختاری، وقار اور جمہوری اقدار کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

ماحولیات کا تحفظ

ہندوستان کے آئین میں ماحولیات کے تحفظ کو ایک اہم بنیادی فریضہ قرار دیا گیا ہے، تاکہ شہریوں میں قدرتی وسائل اور ماحول کے تئیں ذمہ داری اور شعور پیدا ہو۔ ماحولیات کا تحفظ نہ صرف موجودہ نسل کے لیے ضروری ہے بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی ایک صاف، محفوظ اور صحت مند ماحول کو یقینی بنانے کے لیے ناگزیر ہے۔ اسی لیے آئین شہریوں کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ ماحول کے تحفظ میں بھی فعال کردار ادا کریں۔

آئین کے آرٹیکل 51A(g) کے تحت ہر شہری کا یہ بنیادی فرض ہے کہ وہ قدرتی ماحول، جس میں جنگلات، جھیلیں، ندیاں، جنگلی حیات اور دیگر قدرتی وسائل شامل ہیں، کا تحفظ کرے اور ان کی بہتری کے لیے کوشش کرے، نیز تمام جانداروں کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کرے۔ اس آئینی ہدایت کا مقصد ماحولیاتی توازن کو برقرار رکھنا اور قدرتی وسائل کے ذمہ دارانہ استعمال کو فروغ دینا ہے۔

ماحولیات کے تحفظ کا مطلب صرف قدرتی وسائل کو محفوظ رکھنا نہیں بلکہ ان کے استعمال میں توازن قائم کرنا بھی ہے تاکہ زمین پر زندگی کی تمام اقسام کے لیے موزوں ماحول برقرار رہے۔ اسی مقصد کے تحت حکومت نے مختلف قوانین اور پالیسیوں کو نافذ کیا ہے، جیسے فضائی آلودگی، آبی آلودگی، جنگلات کی کٹائی اور ماحولیاتی نقصان کو روکنے کے اقدامات۔ یہ قوانین اور حکومتی اقدامات ملک کے ماحولیاتی نظام اور قدرتی وسائل کی حفاظت کے لیے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ہندوستانی آئین میں ماحولیات کے تحفظ کو صرف بنیادی فرائض تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ ریاستی پالیسی کے ہدایت کار اصولوں میں بھی اس پر زور دیا گیا ہے۔ آرٹیکل 48A ریاست کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ ماحولیات، جنگلات اور جنگلی حیات کے تحفظ اور بہتری کے لیے اقدامات کرے۔ اس طرح آئین حکومت اور شہری دونوں کو ماحول کے تحفظ کی مشترکہ ذمہ داری سونپتا ہے۔

شہریوں کو ماحولیات کے بارے میں شعور دینے اور ان کے کردار کو مضبوط بنانے کے لیے مختلف تعلیمی، سماجی اور حکومتی ادارے بھی کام کرتے ہیں۔ ہر شہری کو چاہیے کہ وہ اپنی روزمرہ زندگی میں ایسے اقدامات اختیار کرے جو ماحول کے تحفظ میں مددگار ہوں، جیسے درخت لگانا، پانی اور توانائی کا محتاط استعمال، صفائی کا خیال رکھنا اور آلودگی کو کم کرنے کی کوشش کرنا۔

مجموعی طور پر، ماحولیات کا تحفظ ہر شہری کا ایک اہم آئینی، اخلاقی اور سماجی فریضہ ہے۔ قدرتی وسائل کی حفاظت اور ماحول کو آلودگی سے پاک رکھ کر ہم نہ صرف اپنی موجودہ زندگی کو بہتر بنا سکتے ہیں بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی ایک محفوظ، صحت مند اور پائیدار ماحول فراہم کر سکتے ہیں۔ اسی لیے ماحولیات کا تحفظ ایک ذمہ دار شہری اور ترقی یافتہ معاشرے کی اہم پہچان ہے۔

باب سوم : حکومت کا ڈھانچہ

3.1 مرکزی حکومت

- صدر کا کردار
- وزیر اعظم اور کابینہ
- پارلیمنٹ: لوک سبھا اور راجیہ سبھا

3.2 ریاستی حکومت

- گورنر کا کردار
- وزیر اعلیٰ اور کابینہ
- ریاستی اسمبلی

3.3 عدلیہ

- سپریم کورٹ کا کردار
- ہائی کورٹس کا کردار

- ماتحت عدالتوں کا کردار
- عدلیہ کی آزادی

3.4 انتخابی نظام

- ووٹ کا حق
- انتخابی عمل
- الیکشن کمیشن کا کردار

باب سوم: حکومت کا ڈھانچہ

3.1 مرکزی حکومت

- **صدر کا کردار**

ہندوستان میں صدر مملکت آئین کے تحت ریاست کا رسمی سربراہ ہوتا ہے، جو بنیادی طور پر ایک آئینی عہدہ ہے۔ آئینِ ہند کے مطابق، صدر کو ملک کے سب سے اعلیٰ منصب پر فائز کیا جاتا ہے، لیکن اس کا کردار زیادہ تر رسمی ہوتا ہے کیونکہ اصل انتظامی اختیارات وزیر اعظم اور کابینہ کے پاس ہوتے ہیں۔

ہندوستان کے صدر کا انتخاب آرٹیکل 54 اور 55 کے تحت ہوتا ہے۔ صدر کو ایک انتخابی کالج منتخب کرتا ہے، جس میں لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے منتخب ارکان، تمام ریاستی اسمبلیوں کے منتخب ارکان، اور دہلی و پڈوچیری کی قانون ساز اسمبلیوں کے منتخب ارکان شامل ہوتے ہیں۔ صدر کی مدتِ کار پانچ سال ہوتی ہے، لیکن وہ دوبارہ منتخب ہو سکتا ہے۔ صدر کو عہدے سے ہٹانے کا عمل آرٹیکل 61 میں دیا گیا ہے، جسے "مواخذہ" (Impeachment) کہا جاتا ہے۔ یہ صرف آئین کی خلاف ورزی کی صورت میں ممکن ہے۔

صدر کا بنیادی فریضہ آئین کے تحت حکومت کو چلانے کے لیے رسمی اختیارات کا استعمال کرنا ہے۔ آئینی طور پر، صدر پارلیمنٹ کے ایک حصے کے طور پر کام کرتا ہے اور آرٹیکل 79 کے تحت لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے ساتھ مل کر پارلیمنٹ کی تشکیل کرتا ہے۔ صدر کے اختیارات میں کئی اہم ذمہ داریاں شامل ہیں، جن میں قانون سازی، انتظامی، عدالتی اور سفارتی امور شامل ہیں۔

صدر کے پاس آرٹیکل 53 کے تحت تمام انتظامی (Executive) اختیارات ہوتے ہیں، لیکن وہ ان اختیارات کو براہِ راست استعمال نہیں کرتا، بلکہ وزیر اعظم اور کابینہ کے مشورے پر عمل کرتا ہے، جو آرٹیکل 74 کے تحت لازمی ہے۔ وزیر اعظم اور کابینہ کے مشورے کے بغیر صدر عام طور پر کوئی انتظامی فیصلہ نہیں لے سکتا۔

صدر کے قانون سازی سے متعلق اختیارات میں سب سے اہم اختیار پارلیمنٹ کے اجلاس بلانے اور لوک سبھا کو تحلیل کرنے کا ہے، جو آرٹیکل 85 کے تحت آتا ہے۔ صدر کے پاس یہ اختیار بھی ہوتا ہے کہ وہ لوک سبھا کے انتخابات کے بعد سب سے بڑی جماعت یا اکثریت ثابت کرنے کی صلاحیت رکھنے والے اتحاد کے قائد کو حکومت بنانے کے لیے مدعو کرے۔ اس کے علاوہ، آرٹیکل 111 کے تحت صدر کسی بھی بل

کو اپنی منظوری دے کر قانون بنا سکتا ہے یا اسے دوبارہ غور کے لیے بھیج سکتا ہے، لیکن اگر پارلیمنٹ دوبارہ وہی بل منظور کر کے بھیج دے تو صدر کو اس پر منظوری دینی پڑتی ہے۔

صدر کے پاس خصوصی اختیارات بھی ہوتے ہیں، جیسے کہ آرٹیکل 123 کے تحت آرڈیننس جاری کرنا۔ اگر پارلیمنٹ کا اجلاس نہ ہو اور کسی فوری قانون کی ضرورت ہو، تو صدر آرڈیننس جاری کر سکتا ہے، جو پارلیمنٹ کے دوبارہ اجلاس شروع ہونے کے بعد چھ ہفتوں تک مؤثر رہتا ہے، اس کے بعد اسے پارلیمنٹ سے منظور کرانا ضروری ہوتا ہے۔

صدر کے پاس عدالتی اختیارات بھی ہیں، جن میں سب سے اہم معافی، سزا میں تخفیف، سزا کی معطلی یا تبدیلی کا اختیار ہے، جو آرٹیکل 72 کے تحت حاصل ہے۔ یہ اختیار خاص طور پر سزائے موت کے مقدمات میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

فوجی امور میں، صدر ہندوستانی افواج کا سپریم کمانڈر ہوتا ہے، لیکن عملی طور پر تمام دفاعی معاملات وزیر اعظم اور وزارتِ دفاع کی نگرانی میں طے کیے جاتے ہیں۔ سفارتی سطح پر بھی صدر کا کردار رسمی ہوتا ہے، کیونکہ تمام بین الاقوامی معاہدے اور مذاکرات حکومت کی طرف سے کیے جاتے ہیں، البتہ صدر ریاست کی جانب سے ان کی رسمی توثیق کرتا ہے۔

صدر کا ایک اور اہم اختیار ہنگامی حالات کا نفاذ ہے، جو آئین کے آرٹیکل 352، 356، اور 360 کے تحت آتا ہے۔ قومی ہنگامی حالت، صدر راج، اور مالیاتی ہنگامی حالت کے نفاذ کا اختیار صدر کے پاس ہوتا ہے، لیکن اس کا استعمال وزراء کونسل کی سفارش پر ہی کیا جاتا ہے۔

مجموعی طور پر، ہندوستان میں صدر کا عہدہ ایک آئینی سربراہ کا ہے، جس کا بنیادی کام آئینی عملداری کو یقینی بنانا اور حکومت کے فیصلوں کو رسمی منظوری دینا ہے۔ اصل اختیارات وزیر اعظم اور کابینہ کے پاس ہوتے ہیں، جبکہ صدر آئین کے مطابق ریاست کے سربراہ کے طور پر اپنے فرائض انجام دیتا ہے۔

▪ وزیر اعظم اور کابینہ

وزیر اعظم

ہندوستان میں وزیر اعظم حکومت کا حقیقی سربراہ ہوتا ہے اور تمام انتظامی اختیارات اسی کے پاس ہوتے ہیں۔ آئینِ ہند کے مطابق، صدر رسمی سربراہ ہوتا ہے، لیکن اصل اختیارات وزیر اعظم اور اس کی کابینہ کے پاس ہوتے ہیں۔ آرٹیکل 75 کے تحت صدر وزیر اعظم کو مقرر کرتا ہے، اور وزیر اعظم کی سفارش پر دیگر وزراء کی تقرری کی جاتی ہے۔ عام طور پر، وزیر اعظم وہی شخص بنتا ہے جو لوک سبھا میں اکثریتی جماعت یا اتحاد کا رہنما ہو۔

وزیر اعظم کی ذمہ داریاں اور اختیارات وسیع ہوتے ہیں، جو حکومت کی پالیسیوں اور فیصلوں میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ وہ کابینہ کا سربراہ ہونے کے ناطے تمام وزارتوں کی کارکردگی کا جائزہ لیتا ہے اور پارلیمنٹ میں حکومت کی نمائندگی کرتا ہے۔ وزیر اعظم آرٹیکل 78 کے تحت صدر کو حکومت کے معاملات سے آگاہ رکھنے اور ضروری معلومات فراہم کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ آرٹیکل 74 کے مطابق صدر عموماً وزیر اعظم اور وزراء کونسل کے مشورے پر عمل کرتا ہے، البتہ صدر کسی مشورے کو ایک مرتبہ نظرِ ثانی کے لیے واپس بھیج سکتا ہے۔ اگر وزراء کونسل دوبارہ وہی مشورہ دے تو صدر اس پر عمل کرنے کا پابند ہوتا ہے۔

وزیر اعظم پارلیمنٹ میں حکومت کا قائدِ ایوان بھی ہوتا ہے، اور وہ پارلیمنٹ میں حکومت کی پالیسیوں کا دفاع کرتا ہے۔ اگر وزیر اعظم کے خلاف لوک سبھا میں عدم اعتماد کی تحریک کامیاب ہو جائے تو پوری کابینہ مستعفی ہو جاتی ہے، کیونکہ وزیر اعظم کی برطرفی پوری کابینہ کی برطرفی کے مترادف ہے۔

کابینہ

ہندوستان میں کابینہ حکومت کا سب سے اہم جز ہے، جو وزیر اعظم کی قیادت میں کام کرتی ہے۔ کابینہ کو آرٹیکل 75 کے تحت صدر کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے، لیکن تمام وزراء وزیر اعظم کے مشورے سے منتخب کیے جاتے ہیں۔

کابینہ تین درجوں پر مشتمل ہوتی ہے:

1. **کابینہ کے وزراء (Cabinet Ministers)**: یہ حکومت کے سب سے اہم وزراء ہوتے ہیں جو بڑے اور کلیدی محکمے سنبھالتے ہیں، جیسے وزارتِ داخلہ، وزارتِ خارجہ، وزارتِ خزانہ اور وزارتِ دفاع۔

2. **وزراء مملکت (Ministers of State)**: یہ وہ وزراء ہوتے ہیں جو عام طور پر کسی کابینہ وزیر کے ماتحت کام کرتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں۔ بعض صورتوں میں انہیں مخصوص شعبے کی ذمہ داری دی جا سکتی ہے، لیکن وہ عموماً سینئر وزیر کی نگرانی میں ہوتے ہیں۔

3. **وزراء مملکت – آزادانہ چارج (Ministers of State – Independent Charge)**: یہ وہ وزراء ہوتے ہیں جن کے پاس کسی وزارت کی مکمل ذمہ داری ہوتی ہے اور وہ کسی کابینہ وزیر کے ماتحت نہیں ہوتے، لیکن درجہ میں کابینہ وزراء سے نیچے ہوتے ہیں۔

کابینہ پالیسی سازی، قانون سازی، اور حکومتی فیصلے لینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تمام بڑے فیصلے کابینہ کی منظوری کے بعد لیے جاتے ہیں، اور وزیر اعظم اس کا سربراہ ہوتا ہے۔ کابینہ کا اجلاس عام طور پر وزیر اعظم کی سربراہی میں ہوتا ہے، جہاں اہم قومی اور بین الاقوامی امور پر فیصلے کیے جاتے ہیں۔

وزیر اعظم اور کابینہ کے اختیارات

1. **انتظامی اختیارات**: وزیر اعظم اور کابینہ ملک کی اندرونی اور بیرونی پالیسیوں کا تعین کرتے ہیں، تمام وزارتوں کی نگرانی کرتے ہیں، اور روزمرہ کے حکومتی امور چلاتے ہیں۔

2. **قانون سازی کے اختیارات**: کابینہ پارلیمنٹ میں قوانین تجویز کرتی ہے، بجٹ پیش کرتی ہے، اور مختلف پالیسیوں پر بحث اور رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

3. **مالیاتی اختیارات**: کابینہ مالیاتی پالیسیوں کا تعین کرتی ہے، سالانہ بجٹ تیار کرتی ہے، اور اقتصادی منصوبہ بندی کی نگرانی کرتی ہے۔

4. **سفارتی اختیارات**: وزیر اعظم بین الاقوامی سطح پر ملک کی نمائندگی کرتا ہے، معاہدوں اور مذاکرات میں اہم کردار ادا کرتا ہے، اور خارجہ پالیسی کی نگرانی کرتا ہے۔

5. ہنگامی اختیارات: وزیر اعظم اور کابینہ ہنگامی حالات میں قومی سلامتی، جنگ، قدرتی آفات یا معاشی بحران سے متعلق اہم فیصلے کرتے ہیں اور صدر کو مناسب سفارشات پیش کرتے ہیں۔

وزیر اعظم اور کابینہ کی ذمہ داری

آئینی طور پر، وزیر اعظم اور کابینہ پارلیمنٹ، خاص طور پر لوک سبھا کے سامنے اجتماعی طور پر جوابدہ ہوتے ہیں۔ اگر لوک سبھا میں عدم اعتماد کی تحریک منظور ہو جائے تو وزیر اعظم اور پوری کابینہ کو مستعفی ہونا پڑتا ہے۔

مجموعی طور پر، ہندوستان میں حکومت کا حقیقی اختیار وزیر اعظم اور اس کی کابینہ کے پاس ہوتا ہے، جو ملک کے انتظامی، قانون سازی، مالیاتی، اور سفارتی امور کو چلاتے ہیں۔ یہ نظام پارلیمانی جمہوریت کے اصولوں پر مبنی ہے، جہاں وزیر اعظم کو لوک سبھا میں اکثریت کی حمایت حاصل ہونا ضروری ہے تاکہ وہ مؤثر انداز میں حکومت چلا سکے۔

▪ پارلیمنٹ (لوک سبھا اور راجیہ سبھا)

ہندوستان میں پارلیمانی نظامِ حکومت قائم ہے، جہاں پارلیمنٹ مقننہ (Legislature) کا سب سے اعلیٰ ادارہ ہے۔ آئین کے آرٹیکل 79 کے تحت پارلیمنٹ تین حصوں پر مشتمل ہوتی ہے: صدر، لوک سبھا، اور راجیہ سبھا۔ صدر رسمی طور پر پارلیمنٹ کا حصہ ہوتا ہے، لیکن اصل قانون سازی کا اختیار دو ایوانوں (لوک سبھا اور راجیہ سبھا) میں ہوتا ہے۔ پارلیمنٹ ملک کے تمام اہم قوانین بناتی ہے، حکومت کے اقدامات کی نگرانی کرتی ہے، اور مالیاتی امور کی منظوری دیتی ہے۔

لوک سبھا

لوک سبھا کو ایوانِ زیریں (Lower House) یا عوامی ایوان کہا جاتا ہے، کیونکہ اس کے ارکان براہِ راست عوام کے ووٹوں سے منتخب ہوتے ہیں۔ آئین کے آرٹیکل 81 کے مطابق، لوک سبھا کی زیادہ سے زیادہ تعداد 550 ارکان (پہلے یہ تعداد 552 تھی لیکن اینگلو انڈین کمیونٹی کے لیے مخصوص کی جانے والی دو نشستیں ہٹا دی گئیں) پر مشتمل ہو سکتی ہے، جن میں:

530 نشستیں ریاستوں سے منتخب ہونے والے نمائندوں کے لیے مخصوص ہیں۔ 20 نشستیں مرکز کے زیر انتظام علاقوں (Union Territories) کے لیے مخصوص ہیں۔ 2 نشستیں صدر کے ذریعہ اینگلو انڈین کمیونٹی کے لیے مخصوص کی جا سکتی تھیں، لیکن 104ویں آئینی ترمیم (2020) کے ذریعے یہ شق ختم کر دی گئی۔ لوک سبھا کے انتخابات ہر پانچ سال بعد ہوتے ہیں، لیکن اگر حکومت اعتماد کھو دے یا صدر لوک سبھا کو تحلیل کر دے تو قبل از وقت انتخابات بھی ممکن ہیں۔

اختیارات اور ذمہ داریاں

1. **قانون سازی کا اختیار:** لوک سبھا نئے قوانین تجویز کر سکتی ہے، ان پر بحث کر سکتی ہے، اور انہیں منظور کر سکتی ہے۔
2. **مالیاتی اختیارات:** آرٹیکل 110 کے تحت مالیاتی بل صرف لوک سبھا میں پیش کیے جا سکتے ہیں۔ راجیہ سبھا مالیاتی بل میں ترمیم نہیں کر سکتی، بلکہ صرف سفارشات دے سکتی ہے۔

3. **حکومت پر کنٹرول:** وزیر اعظم اور کابینہ لوک سبھا کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔ اگر لوک سبھا میں عدم اعتماد کی تحریک کامیاب ہو جائے تو حکومت مستعفی ہو جاتی ہے۔
4. **آئینی عہدیداروں کی برطرفی کے عمل میں کردار:** لوک سبھا صدر کے مواخذے، نائب صدر کو عہدے سے ہٹانے کے عمل کی منظوری، اور سپریم کورٹ و ہائی کورٹ کے ججوں کی برطرفی کے عمل میں راجیہ سبھا کے ساتھ شریک ہوتی ہے۔
5. **ہنگامی اختیارات:** اگر ملک میں قومی ایمرجنسی (آرٹیکل 352) نافذ ہو تو اس کی توثیق پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے ضروری ہوتی ہے۔

راجیہ سبھا

راجیہ سبھا کو ایوانِ بالا (Upper House) کہا جاتا ہے۔ یہ ایک مستقل ایوان ہے، جسے تحلیل نہیں کیا جا سکتا، لیکن اس کے ایک تہائی ارکان ہر دو سال بعد ریٹائر ہوتے ہیں اور نئی نشستوں پر انتخابات ہوتے ہیں۔

آرٹیکل 80 کے تحت راجیہ سبھا کی زیادہ سے زیادہ تعداد 250 ارکان پر مشتمل ہو سکتی ہے، جن میں:

238 ارکان ریاستوں اور ان مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی نمائندگی کرتے ہیں جنہیں پارلیمانی نمائندگی حاصل ہے۔ 12 ارکان کو صدر نامزد کرتا ہے، جو ادب، سائنس، فن اور سماجی خدمات میں نمایاں مقام رکھتے ہوں۔راجیہ سبھا کے ارکان کا انتخاب براہِ راست عوام نہیں کرتے، بلکہ ریاستی اسمبلیوں کے منتخب ارکان (MLAs) انہیں منتخب کرتے ہیں۔ راجیہ سبھا کے ارکان کی مدت چھ سال ہوتی ہے، لیکن ہر دو سال بعد ایوان کا ایک تہائی حصہ تبدیل ہو جاتا ہے۔

اختیارات اور ذمہ داریاں

1. **قانون سازی کا اختیار:** راجیہ سبھا عام قوانین میں ترامیم تجویز کر سکتی ہے اور انہیں منظور کر سکتی ہے۔
2. **مالیاتی بلوں پر محدود اختیار:** راجیہ سبھا مالیاتی بل میں ترمیم نہیں کر سکتی، لیکن اس پر سفارشات پیش کر سکتی ہے۔

3. **حکومت پر نگرانی اور مباحثہ:** اگرچہ راجیہ سبھا حکومت کو براہِ راست برطرف نہیں کر سکتی، لیکن مباحثوں، سوالات اور کمیٹیوں کے ذریعے حکومتی پالیسیوں پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔
4. **آئینی عہدیداروں کی برطرفی کے عمل میں کردار:** راجیہ سبھا صدر کے مواخذے، نائب صدر کو عہدے سے ہٹانے، اور اعلیٰ عدلیہ کے ججوں کی برطرفی کے عمل میں حصہ لیتی ہے۔
5. **قومی مفادا میں خصوصی اختیارات:** آرٹیکل 249 کے تحت اگر راجیہ سبھا حاضر و ووٹ دینے والے ارکان کی دو تہائی اکثریت سے یہ قرارداد منظور کرے کہ قومی مفاد میں ریاستی فہرست کے کسی موضوع پر قانون سازی ضروری ہے، تو پارلیمنٹ کو اس موضوع پر قانون بنانے کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ اختیار ایک سال کے لیے مؤثر رہتا ہے اور اسے دوبارہ بڑھایا جا سکتا ہے۔

لوک سبھا اور راجیہ سبھا میں فرق

1. نوعیت

لوک سبھا: عوامی ایوان (Lower House)

راجیہ سبھا: ایوانِ بالا (Upper House)

2. ارکان کی تعداد

لوک سبھا: زیادہ سے زیادہ 550 ارکان

راجیہ سبھا: زیادہ سے زیادہ 250 ارکان

3. انتخاب کا طریقہ

لوک سبھا: براہِ راست عوامی ووٹ سے منتخب

راجیہ سبھا: ریاستی اسمبلیوں کے منتخب ارکان کے ذریعے بالواسطہ انتخاب

4. مدت

لوک سبھا: 5 سال (قبل از وقت تحلیل ہو سکتی ہے)

راجیہ سبھا: مستقل ایوان، ہر رکن کی مدت 6 سال

5. مالیاتی بل پر اختیار

لوک سبھا: مکمل اختیار، مالیاتی بل صرف یہیں پیش ہوتا ہے

راجیہ سبھا: صرف سفارشات دے سکتی ہے

6. حکومت کی جوابدہی

لوک سبھا: وزیر اعظم اور کابینہ اس کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں

راجیہ سبھا: حکومت کو براہِ راست برطرف نہیں کر سکتی

7. خصوصی حیثیت

لوک سبھا: حکومت کا وجود اس کے اعتماد پر قائم ہوتا ہے

راجیہ سبھا: مستقل ایوان ہے اور آرٹیکل 249 کے تحت خصوصی اختیارات رکھتی ہے

پارلیمنٹ کی اہمیت

ہندوستانی جمہوریت میں پارلیمنٹ کو انتہائی اہم مقام حاصل ہے، کیونکہ یہ قانون سازی کرتی ہے، بجٹ منظور کرتی ہے، حکومت کی کارکردگی پر نظر رکھتی ہے، اور قومی پالیسیوں کی سمت متعین کرتی ہے۔ پارلیمانی نظامِ حکومت میں لوک سبھا کا کردار نسبتاً زیادہ طاقتور سمجھا جاتا ہے، کیونکہ اس میں براہِ راست عوامی نمائندے شامل ہوتے ہیں اور حکومت اسی کے اعتماد پر قائم رہتی ہے۔ دوسری جانب راجیہ سبھا ریاستوں کی نمائندگی کرتی ہے اور قانون سازی کے عمل میں توازن اور تسلسل فراہم کرتی ہے۔ دونوں ایوان مل کر ہندوستان کے جمہوری نظام کو مضبوط اور مؤثر بناتے

3.2 ریاستی حکومت

▪ گورنر کا کردار

ہندوستان میں گورنر کسی ریاست کا آئینی سربراہ ہوتا ہے۔ آئینِ ہند کے مطابق گورنر ریاست میں صدرِ جمہوریہ کا نمائندہ ہوتا ہے اور ریاستی انتظامیہ آئینی طور پر اس کے نام سے چلائی جاتی ہے۔ اگرچہ گورنر ریاست کا رسمی سربراہ ہوتا ہے، لیکن ریاستی حکومت کے حقیقی انتظامی اختیارات وزیر اعلیٰ اور وزراء کی کونسل کے پاس ہوتے ہیں۔ گورنر کے عہدے اور اختیارات کا ذکر بنیادی طور پر آئین کے آرٹیکل 153 سے 162 اور دیگر متعلقہ دفعات میں کیا گیا ہے۔

گورنر کی تقرری صدرِ جمہوریہ کرتا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 156 کے مطابق گورنر کی معمول کی مدتِ کار پانچ سال ہوتی ہے، تاہم وہ صدر کی خوشنودی تک اپنے عہدے پر برقرار رہتا ہے اور صدر کسی بھی وقت اسے عہدے سے ہٹا سکتا ہے۔ گورنر بننے کے لیے ضروری ہے کہ وہ بھارت کا شہری ہو اور اس کی عمر کم از کم 35 سال ہو۔

گورنر ریاستی انتظامیہ کا آئینی سربراہ ہوتا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 154 کے تحت ریاست کے تمام انتظامی اختیارات گورنر میں مضمر ہوتے ہیں، لیکن وہ ان اختیارات کو وزیر اعلیٰ اور وزراء کی کونسل کے مشورے پر استعمال کرتا ہے۔ گورنر وزیر اعلیٰ کا تقرر کرتا ہے اور وزیر اعلیٰ کی سفارش پر دیگر وزراء کو مقرر کرتا ہے۔ ریاستی حکومت کے تمام انتظامی اقدامات آئینی طور پر گورنر کے نام سے جاری کیے جاتے ہیں۔

قانون سازی کے شعبے میں بھی گورنر کو اہم اختیارات حاصل ہیں۔ گورنر ریاستی مقننہ کا حصہ ہوتا ہے اور ریاستی اسمبلی کا اجلاس طلب (Summon)، ملتوی (Prorogue) اور بعض حالات میں تحلیل (Dissolve) کر سکتا ہے۔ گورنر اسمبلی سے منظور شدہ بلوں کو منظوری دے سکتا ہے، انہیں دوبارہ غور کے لیے واپس بھیج سکتا ہے، یا بعض مخصوص صورتوں میں صدرِ جمہوریہ کی منظوری کے لیے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ جب ریاستی مقننہ کا اجلاس نہ ہو اور فوری قانون سازی کی ضرورت پیش آئے تو آرٹیکل 213 کے تحت گورنر آرڈیننس بھی جاری کر سکتا ہے۔

مالیاتی معاملات میں بھی گورنر کا کردار اہم ہوتا ہے۔ ریاست کا سالانہ بجٹ اور مالیاتی بل گورنر کی سفارش پر ہی اسمبلی میں پیش کیے جا سکتے ہیں۔ کسی بھی منی بل (Money Bill) کو گورنر کی پیشگی سفارش کے بغیر اسمبلی میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح گورنر ریاستی مالیاتی نظام میں ایک آئینی کردار ادا کرتا ہے۔

گورنر کے پاس بعض عدالتی اختیارات بھی ہوتے ہیں۔ آرٹیکل 161 کے تحت گورنر ریاستی قوانین کے تحت دی گئی سزاؤں میں معافی، تخفیف، مہلت یا تبدیلی کر سکتا ہے۔ وہ بعض معاملات میں سزائے موت کی سزا کو معطل، کم یا تبدیل بھی کر سکتا ہے، تاہم مکمل معافی (Pardon) دینے کا اختیار صرف صدرِ جمہوریہ کو حاصل ہے۔

ہنگامی حالات میں گورنر کا کردار خصوصی اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔ اگر گورنر کی رائے میں ریاست میں آئینی نظام ناکام ہو جائے تو وہ آرٹیکل 356 کے تحت صدرِ جمہوریہ کو رپورٹ بھیج سکتا ہے اور صدر راج کے نفاذ کی سفارش کر سکتا ہے۔ صدر راج نافذ ہونے کی صورت میں ریاستی انتظامیہ صدر کے اختیار میں آ جاتی ہے اور گورنر صدر کے نمائندے کے طور پر ریاستی امور انجام دیتا ہے۔

بعض ریاستوں میں گورنر کو خصوصی آئینی ذمہ داریاں بھی سونپی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر ناگالینڈ، میزورم، آسام اور بعض قبائلی علاقوں سے متعلق مخصوص معاملات میں گورنر کو خصوصی اختیارات حاصل ہوتے ہیں، جن کا مقصد مقامی مفادات اور آئینی انتظامات کا تحفظ کرنا ہوتا ہے۔

مجموعی طور پر گورنر ریاست کا آئینی اور رسمی سربراہ ہوتا ہے، جس کا بنیادی کام آئینی عملداری کو یقینی بنانا اور ریاستی حکومت کے فیصلوں کو آئینی شکل دینا ہے۔ حقیقی انتظامی اختیارات وزیرِ اعلیٰ اور وزراء کی کونسل کے پاس ہوتے ہیں، جبکہ گورنر عموماً ان کے مشورے پر عمل کرتا ہے، سوائے ان چند معاملات کے جہاں آئین اسے صوابدیدی اختیارات استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

▪ وزیر اعلیٰ اور کابینہ

وزیر اعلیٰ

ہندوستان میں وزیر اعلیٰ ریاستی حکومت کا حقیقی سربراہ ہوتا ہے اور ریاست کے تمام انتظامی اختیارات عملاً اسی اور اس کی وزراء کی کونسل کے ذریعے استعمال کیے جاتے ہیں۔ آئینِ ہند کے مطابق، گورنر ریاست کا آئینی سربراہ ہوتا ہے، لیکن ریاستی انتظامیہ کی اصل ذمہ داری وزیر اعلیٰ اور اس کی کابینہ پر عائد ہوتی ہے۔ وزیر اعلیٰ کے عہدے، تقرری اور اختیارات سے متعلق دفعات بنیادی طور پر آئین کے آرٹیکل 163 تا 167 میں بیان کی گئی ہیں۔

وزیر اعلیٰ کو گورنر مقرر کرتا ہے۔ عام طور پر ریاستی اسمبلی میں اکثریت رکھنے والی جماعت یا اتحاد کا رہنما وزیر اعلیٰ مقرر کیا جاتا ہے۔ اگر کسی جماعت کو واضح اکثریت حاصل نہ ہو تو گورنر اس شخص کو حکومت بنانے کی دعوت دیتا ہے جو اسمبلی کا اعتماد حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ وزیر اعلیٰ کی کوئی مقررہ آئینی مدت نہیں ہوتی، بلکہ وہ اس وقت تک اپنے عہدے پر برقرار رہتا ہے جب تک اسے ریاستی اسمبلی کی اکثریت کی حمایت حاصل رہے۔ اگر وہ اکثریت کھو دے تو اسے استعفیٰ دینا پڑتا ہے۔

وزیر اعلیٰ ریاستی حکومت کا حقیقی انتظامی سربراہ ہوتا ہے۔ تمام اہم حکومتی پالیسیاں، انتظامی فیصلے اور ریاستی امور اس کی قیادت میں انجام پاتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ مختلف وزارتوں کے کاموں میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے، ریاستی انتظامیہ کی نگرانی کرتا ہے اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ حکومت کی پالیسیاں مؤثر طریقے سے نافذ ہوں۔ ریاستی بیوروکریسی کے اعلیٰ حکام کی تقرری اور تبادلوں سے متعلق فیصلوں میں بھی وزیر اعلیٰ کا اہم کردار ہوتا ہے۔

ریاستی مقننہ میں وزیر اعلیٰ حکومت کا قائد ہوتا ہے۔ وہ اسمبلی میں حکومت کی نمائندگی کرتا ہے، سرکاری پالیسیوں اور قانون سازی کے پروگراموں کی وضاحت کرتا ہے اور اہم بلوں کی منظوری کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ وزیر اعلیٰ اور اس کی وزراء کی کونسل اجتماعی طور پر ریاستی اسمبلی کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔ اگر اسمبلی میں عدم اعتماد کی تحریک منظور ہو جائے تو وزیر اعلیٰ اور پوری کابینہ کو مستعفی ہونا پڑتا ہے۔

مالیاتی امور میں بھی وزیر اعلیٰ کا کردار مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ ریاستی بجٹ کی تیاری، مالیاتی ترجیحات کے تعین اور ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی میں وزیر اعلیٰ اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگرچہ بجٹ رسمی طور پر وزیر خزانہ پیش کرتا ہے، لیکن مجموعی مالیاتی پالیسی اور ترجیحات کا تعین وزیر اعلیٰ اور کابینہ کی سطح پر کیا جاتا ہے۔ تمام اہم مالیاتی بل اور منصوبے کابینہ کی منظوری کے بعد اسمبلی میں پیش کیے جاتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ ریاستی حکومت اور گورنر کے درمیان رابطے کا بھی اہم ذریعہ ہوتا ہے۔ آرٹیکل 167 کے تحت وزیر اعلیٰ کی ذمہ داری ہے کہ وہ گورنر کو ریاستی حکومت کے تمام اہم معاملات سے آگاہ رکھے اور جب گورنر معلومات طلب کرے تو اسے فراہم کرے۔ اسی طرح کابینہ کے فیصلوں اور ریاستی انتظامیہ کے اہم امور کی اطلاع دینا بھی وزیر اعلیٰ کی آئینی ذمہ داری ہے۔

قانون و نظم اور عدالتی انتظام سے متعلق معاملات میں بھی وزیر اعلیٰ کا اہم کردار ہوتا ہے۔ اگرچہ عدلیہ آزاد ادارہ ہے، تاہم ریاست میں قانون و نظم برقرار رکھنے، عدالتی فیصلوں پر عمل درآمد اور قانونی نظام کی مؤثر کارکردگی کو یقینی بنانے میں ریاستی حکومت کی ذمہ داریاں وزیر اعلیٰ کی قیادت میں انجام پاتی ہیں۔ ریاست کے ایڈووکیٹ جنرل کی تقرری بھی گورنر وزیر اعلیٰ اور حکومت کے مشورے سے کرتا ہے۔

ہنگامی یا غیر معمولی حالات میں وزیر اعلیٰ ریاستی حکومت کی قیادت کرتا ہے اور قدرتی آفات، امن و امان کے مسائل یا دیگر بحرانوں سے نمٹنے کے لیے ضروری اقدامات کی نگرانی کرتا ہے۔ ایسی صورتحال میں وہ ریاستی انتظامیہ، پولیس اور دیگر اداروں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرتا ہے تاکہ عوام کے جان و مال کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔

مجموعی طور پر، وزیر اعلیٰ ریاستی حکومت کا سب سے اہم اور بااختیار عہدہ ہوتا ہے۔ وہ ریاستی انتظامیہ، قانون سازی، مالیاتی منصوبہ بندی اور حکومتی پالیسیوں کی تشکیل و نفاذ میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ اگرچہ گورنر ریاست کا آئینی سربراہ ہوتا ہے، لیکن ریاستی حکومت کے حقیقی اختیارات وزیر اعلیٰ اور اس کی وزراء کی کونسل کے پاس ہوتے ہیں۔

کابینہ

ہندوستان کی ریاستی حکومت میں کابینہ (Council of Ministers) وزیر اعلیٰ کی قیادت میں کام کرتی ہے اور ریاستی انتظامیہ کا اصل فیصلہ ساز ادارہ سمجھی جاتی ہے۔ آئینِ ہند کے آرٹیکل 163 اور 164 کے تحت گورنر کو ایک وزراء کی کونسل معاونت اور مشورہ فراہم کرتی ہے، جس کا سربراہ وزیر اعلیٰ ہوتا ہے۔ ریاستی حکومت کی پالیسیاں، انتظامی فیصلے اور قانون سازی کے بیشتر امور کابینہ کے ذریعے انجام پاتے ہیں۔

کابینہ کی تشکیل وزیر اعلیٰ کی سفارش پر ہوتی ہے۔ گورنر وزیر اعلیٰ کے مشورے سے مختلف وزراء کو مقرر کرتا ہے اور انہیں مختلف محکموں کی ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں، جیسے داخلہ، خزانہ، تعلیم، صحت، زراعت اور دیگر شعبے۔ ہر وزیر اپنے محکمے کا انتظام سنبھالتا ہے، لیکن اہم فیصلے اجتماعی طور پر کابینہ کی سطح پر کیے جاتے ہیں۔

آئینی طور پر کابینہ اجتماعی ذمہ داری (Collective Responsibility) کے اصول پر کام کرتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام وزراء ریاستی اسمبلی کے سامنے اجتماعی طور پر جوابدہ ہوتے ہیں۔ اگر اسمبلی میں عدم اعتماد کی تحریک منظور ہو جائے تو وزیر اعلیٰ سمیت پوری کابینہ کو استعفیٰ دینا پڑتا ہے۔

قانون سازی کے میدان میں کابینہ کا کردار نہایت اہم ہوتا ہے۔ ریاستی حکومت کی جانب سے پیش کیے جانے والے بیشتر بل، پالیسیاں اور اصلاحات پہلے کابینہ میں زیرِ غور آتے ہیں۔ کابینہ کی منظوری کے بعد ہی اہم بل اور تجاویز ریاستی اسمبلی میں پیش کی جاتی ہیں۔ اس طرح ریاست کی قانون سازی میں کابینہ بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

انتظامی امور میں کابینہ ریاستی حکومت کے مختلف محکموں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرتی ہے اور عوامی فلاح و بہبود کے منصوبوں، ترقیاتی پروگراموں اور حکومتی پالیسیوں پر عمل درآمد کو یقینی بناتی ہے۔ ریاستی نظم و نسق، ترقیاتی منصوبہ بندی اور عوامی خدمات کی فراہمی میں کابینہ مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔

مالیاتی معاملات میں بھی کابینہ اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ریاستی بجٹ، مالیاتی منصوبوں اور ترقیاتی اخراجات سے متعلق اہم فیصلے کابینہ کی منظوری سے کیے جاتے ہیں۔ ریاست کی معاشی پالیسیوں اور ترقیاتی ترجیحات کے تعین میں بھی کابینہ کی اہم ذمہ داری ہوتی ہے۔

مجموعی طور پر وزیر اعلیٰ اور اس کی کابینہ ریاستی حکومت کا حقیقی انتظامی ڈھانچہ تشکیل دیتے ہیں۔ ریاست کے انتظامی، قانون سازی اور مالیاتی امور کی نگرانی اور پالیسی سازی بنیادی طور پر کابینہ ہی کے ذریعے انجام پاتی ہے، جبکہ گورنر آئینی سربراہ کے طور پر ان فیصلوں کو رسمی اور آئینی شکل دیتا ہے۔

▪ ریاستی اسمبلی

بھارت میں ریاستی اسمبلی (State Legislature) ریاست میں قانون سازی کرنے والا ادارہ ہے۔ آئینِ ہند کے آرٹیکل 168 سے 212 تک ریاستی مقننہ کی تشکیل، اختیارات اور طریقۂ کار بیان کیے گئے ہیں۔ بعض ریاستوں میں ایک ایوانی (Unicameral) جبکہ بعض ریاستوں میں دو ایوانی (Bicameral) مقننہ کا نظام موجود ہے۔ ریاستی اسمبلی ریاست کے لیے قوانین بناتی ہے، حکومت کی کارکردگی کی نگرانی کرتی ہے اور عوامی مسائل کے حل کے لیے قانون سازی کا عمل انجام دیتی ہے۔

ریاستی اسمبلی کی ساخت

زیادہ تر ریاستوں میں صرف ایک ایوان ہوتا ہے جسے ریاستی اسمبلی (ودھان سبھا) کہا جاتا ہے۔ تاہم بعض ریاستوں میں دو ایوان ہوتے ہیں:

ریاستی اسمبلی (ودھان سبھا/ Legislative Assembly) — نچلا ایوان

ریاستی قانون ساز کونسل (ودھان پریشد/ Legislative Council) — بالائی ایوان

ریاستی اسمبلی (ودھان سبھا)

ریاستی اسمبلی ریاست کا بنیادی قانون ساز ادارہ ہے۔ اس کے اراکین براہِ راست عوام کے ووٹوں سے منتخب ہوتے ہیں۔ آئین کے آرٹیکل 170 کے مطابق ریاستی اسمبلی کے اراکین کی تعداد ریاست کی آبادی کے مطابق مقرر کی جاتی ہے اور یہ عموماً 60 سے 500 کے درمیان ہوتی ہے۔

ریاستی اسمبلی کی مدتِ کار پانچ سال ہوتی ہے، تاہم بعض غیر معمولی حالات میں اسے قبل از وقت تحلیل کیا جا سکتا ہے۔ ریاستی حکومت کا قیام ریاستی اسمبلی میں اکثریت کی بنیاد پر ہوتا ہے اور وزیر اعلیٰ اور کابینہ اسی ایوان کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں۔

ریاستی قانون ساز کونسل (ودھان پریشد)

ریاستی قانون ساز کونسل صرف چند ریاستوں میں موجود ہے، جیسے اتر پردیش، بہار، مہاراشٹر، کرناٹک، آندھرا پردیش اور تلنگانہ۔ یہ ایک مستقل ایوان ہوتا ہے جسے تحلیل نہیں کیا جا سکتا، البتہ اس کے ایک تہائی ارکان ہر دو سال بعد ریٹائر ہو جاتے ہیں اور ان کی جگہ نئے ارکان آتے ہیں۔اس کے ارکان کا انتخاب بالواسطہ طریقے سے ہوتا ہے جس میں کچھ ارکان کو ریاستی اسمبلی کے ارکان (MLAs)، بلدیاتی ادارے، گریجویٹس اور اساتذہ منتخب کرتے ہیں، جبکہ باقی ارکان کو گورنر نامزد کرتا ہے۔ ریاستی قانون ساز کونسل بنیادی طور پر ایک مشاورتی ادارہ ہے اور اس کے اختیارات ریاستی اسمبلی کے مقابلے میں محدود ہوتے ہیں۔

اختیارات اور ذمہ داریاں

1. **قانون سازی:** ریاستی اسمبلی ریاستی فہرست (State List) کے موضوعات پر قوانین بناتی ہے، جن میں پولیس، صحت، زراعت، زمین، مقامی حکومت اور عوامی نظم و نسق جیسے شعبے شامل ہیں۔
2. **مالیاتی اختیارات:** ریاست کا سالانہ بجٹ اور مالیاتی بل ریاستی اسمبلی میں پیش کیے جاتے ہیں۔ مالیاتی معاملات میں ریاستی اسمبلی کو فیصلہ کن اختیار حاصل ہوتا ہے، جبکہ ریاستی قانون ساز کونسل صرف مشورے دے سکتی ہے۔
3. **حکومت کی نگرانی:** وزیر اعلیٰ اور کابینہ ریاستی اسمبلی کے سامنے اجتماعی طور پر جواب دہ ہوتے ہیں۔ اسمبلی حکومت سے سوالات کر سکتی ہے، اس کی پالیسیوں پر بحث کر سکتی ہے اور عدم اعتماد کی تحریک بھی پیش کر سکتی ہے۔
4. **دیگر اختیارات:** بعض آئینی ترامیم کے لیے ریاستی اسمبلیوں کی منظوری ضروری ہوتی ہے۔ ریاستی اسمبلی عوامی مفاد کے مختلف معاملات پر بحث کرتی ہے اور حکومت کو سفارشات پیش کر سکتی ہے۔
5. **اسمبلی کی تحلیل:** اگر حکومت اپنی اکثریت کھو دے یا ریاست میں آئینی بحران پیدا ہو جائے تو ریاستی اسمبلی تحلیل کی جا سکتی ہے۔ صدر راج (President's Rule) نافذ ہونے کی صورت میں بھی اسمبلی معطل یا تحلیل ہو سکتی ہے۔

ریاستی اسمبلی کی اہمیت

ریاستی اسمبلی ریاستی جمہوریت کا بنیادی ستون ہے۔ یہ ریاست کے لیے قوانین بناتی ہے، حکومت کو جواب دہ بناتی ہے، مالیاتی امور کی نگرانی کرتی ہے اور عوامی فلاح و بہبود کے لیے پالیسی سازی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ریاستی اسمبلی عوام اور حکومت کے درمیان ایک اہم رابطہ ہے اور ریاستی سطح پر جمہوری نظام کو مضبوط بنانے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

3.3 عدلیہ

▪ سپریم کورٹ کا کردار

بھارت میں سپریم کورٹ ملک کی سب سے اعلیٰ عدالت اور عدالتی نظام کا سربراہ ادارہ ہے۔ آئینِ ہند کے آرٹیکل 124 سے 147 تک سپریم کورٹ کے قیام، ساخت، اختیارات اور فرائض کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ سپریم کورٹ نہ صرف ملک کی آخری اپیلی عدالت ہے بلکہ آئین کی محافظ، بنیادی حقوق کی نگہبان، اور آئینی تشریح کا اعلیٰ ترین ادارہ بھی ہے۔

سپریم کورٹ نئی دہلی میں واقع ہے۔ اس میں ایک چیف جسٹس آف انڈیا اور دیگر ججز شامل ہوتے ہیں۔ ججز کی تعداد پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قوانین کے ذریعے مقرر کی جاتی ہے۔ سپریم کورٹ کے ججز کا تقرر صدرِ جمہوریہ کرتا ہے اور وہ 65 سال کی عمر تک اپنے عہدے پر فائز رہتے ہیں۔ ججز کو عہدے سے ہٹانے کا طریقۂ کار آئین میں مقرر ہے اور صرف پارلیمنٹ کے ذریعے مواخذے (Impeachment) کی صورت میں ہی انہیں ہٹایا جا سکتا ہے۔

سپریم کورٹ کے اختیارات مختلف اقسام پر مشتمل ہیں۔ سب سے پہلے اسے اصل اختیارِ سماعت (Original Jurisdiction) حاصل ہے۔ آرٹیکل 131 کے تحت مرکز اور ریاستوں کے درمیان یا مختلف ریاستوں کے درمیان بعض تنازعات میں مقدمہ براہِ راست سپریم کورٹ میں دائر کیا جا سکتا ہے۔

سپریم کورٹ کو اپیلی اختیار (Appellate Jurisdiction) بھی حاصل ہے۔ ہائی کورٹس کے فیصلوں کے خلاف دیوانی، فوجداری اور آئینی معاملات میں اپیل سپریم کورٹ میں کی جا سکتی ہے۔ اس طرح سپریم کورٹ ملک کی آخری اپیلی عدالت کی حیثیت رکھتی ہے۔

سپریم کورٹ کے پاس مشاورتی اختیار (Advisory Jurisdiction) بھی موجود ہے۔ آرٹیکل 143 کے تحت صدرِ جمہوریہ کسی اہم آئینی یا قانونی سوال پر سپریم کورٹ سے مشورہ طلب کر سکتا ہے۔ عدالت اپنی رائے صدر کو پیش کرتی ہے، تاہم اس رائے پر عمل کرنا لازمی نہیں ہوتا۔

سپریم کورٹ بنیادی حقوق کی محافظ بھی ہے۔ آرٹیکل 32 کے تحت اگر کسی شہری کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہو تو وہ براہِ راست سپریم کورٹ سے رجوع کر سکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے سپریم کورٹ مختلف اقسام کی رِٹیں (Writs) جاری کر سکتی ہے، جن میں ہیبیس کارپس

(Habeas Corpus)، مینڈیمس (Mandamus)، پروہیبیشن (Prohibition)، سرٹیوری (Certiorari) اور کو وارنٹو (Quo Warranto) شامل ہیں۔

سپریم کورٹ کو عدالتی نظرثانی (Judicial Review) کا اختیار بھی حاصل ہے۔ اس اختیار کے تحت وہ پارلیمنٹ، ریاستی مقننہ یا حکومت کے ایسے قوانین اور اقدامات کا جائزہ لے سکتی ہے جو آئین سے متصادم ہوں۔ اگر کوئی قانون یا حکومتی اقدام آئین کے خلاف پایا جائے تو سپریم کورٹ اسے کالعدم قرار دے سکتی ہے۔ یہی اختیار آئین کی بالادستی کو یقینی بناتا ہے۔

سپریم کورٹ کو بعض خصوصی اختیارات بھی حاصل ہیں۔ عدالت عوامی اہمیت کے معاملات میں از خود نوٹس (Suo Motu Cognizance) لے سکتی ہے اور عوامی مفاد سے متعلق مقدمات (Public Interest Litigations) کی سماعت کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ آئینی نوعیت کے اہم تنازعات اور قومی اہمیت کے مقدمات بھی سپریم کورٹ کے سامنے پیش کیے جا سکتے ہیں۔

سپریم کورٹ کے فیصلے پورے ملک میں حتمی اور لازمی حیثیت رکھتے ہیں۔ آرٹیکل 141 کے تحت سپریم کورٹ کے فیصلے تمام ماتحت عدالتوں کے لیے نظیر (Precedent) کا درجہ رکھتے ہیں اور ان کی پابندی کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگرچہ سپریم کورٹ اپنے فیصلوں پر نظرِ ثانی (Review) کر سکتی ہے، لیکن اس کے فیصلوں کے خلاف کسی اعلیٰ عدالتی فورم میں اپیل نہیں کی جا سکتی۔

چیف جسٹس آف انڈیا سپریم کورٹ کا سربراہ ہوتا ہے اور عدالتی نظام میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ وہ عدالت کی انتظامی اور عدالتی سرگرمیوں کی نگرانی کرتا ہے، مختلف بینچز تشکیل دیتا ہے اور اہم آئینی مقدمات کو مناسب بینچوں کے سپرد کرتا ہے۔ چیف جسٹس ججز کی تقرری کے کالجیم نظام میں بھی کلیدی کردار ادا کرتا ہے، جس کے ذریعے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کے ججز کے تقرر اور تبادلوں کی سفارشات کی جاتی ہیں۔

مجموعی طور پر سپریم کورٹ بھارت کے عدالتی نظام کا سب سے اہم ادارہ ہے، جو آئین کی تشریح، بنیادی حقوق کے تحفظ، قوانین کی آئینی جانچ اور انصاف کی فراہمی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ یہ ادارہ آئین کی بالادستی اور قانون کی حکمرانی کو برقرار رکھنے کا ضامن سمجھا جاتا ہے۔

▪ ہائی کورٹس کا کردار

بھارت میں ہائی کورٹ کسی ریاست یا بعض صورتوں میں ایک سے زائد ریاستوں اور مرکز کے زیرِ انتظام علاقوں کے لیے سب سے اعلیٰ عدالتی ادارہ ہوتی ہے۔ آئینِ ہند کے آرٹیکل 214 سے 231 تک ہائی کورٹس کے قیام، ساخت، اختیارات اور فرائض کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ہائی کورٹ ریاستی عدالتی نظام کی سربراہ عدالت ہے اور اپنے دائرۂ اختیار میں انصاف کی فراہمی، آئین کی تشریح اور شہریوں کے حقوق کے تحفظ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

ہر ہائی کورٹ میں ایک چیف جسٹس اور دیگر ججز شامل ہوتے ہیں۔ ہائی کورٹ کے ججز کا تقرر صدرِ جمہوریہ کرتا ہے۔ اس سلسلے میں چیف جسٹس آف انڈیا، متعلقہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اور متعلقہ ریاست کے گورنر سے مشاورت کی جاتی ہے۔ ہائی کورٹ کے ججز 62 سال کی عمر تک اپنے عہدے پر فائز رہ سکتے ہیں۔

ہائی کورٹ کو مختلف اقسام کے عدالتی اختیارات حاصل ہیں۔ ان میں سب سے اہم اصل اختیارِ سماعت (Original Jurisdiction) ہے۔ بعض معاملات میں مقدمہ براہِ راست ہائی کورٹ میں دائر کیا جا سکتا ہے، خصوصاً جب بنیادی حقوق کی خلاف ورزی یا اہم آئینی اور قانونی سوالات زیرِ بحث ہوں۔ بعض ہائی کورٹس کو مخصوص دیوانی اور تجارتی معاملات میں بھی اصل اختیارِ سماعت حاصل ہوتا ہے۔

ہائی کورٹ کو اپیلی اختیار (Appellate Jurisdiction) بھی حاصل ہے۔ ضلع اور سیشن عدالتوں سمیت دیگر ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اپیلیں ہائی کورٹ میں دائر کی جا سکتی ہیں۔ دیوانی، فوجداری اور بعض آئینی معاملات میں ہائی کورٹ اپیلوں کی سماعت کرتی ہے اور ضرورت پڑنے پر ماتحت عدالتوں کے فیصلوں میں ترمیم یا انہیں کالعدم قرار دے سکتی ہے۔

ہائی کورٹ کو نگرانی کا اختیار (Supervisory Jurisdiction) بھی حاصل ہے۔ آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت ہائی کورٹ اپنے دائرۂ اختیار میں آنے والی تمام ماتحت عدالتوں اور ٹربیونلز کی نگرانی کرتی ہے۔ اگر کوئی ماتحت عدالت اپنے قانونی اختیارات سے تجاوز کرے یا قانون کے برخلاف فیصلہ دے تو ہائی کورٹ اس معاملے میں مداخلت کر سکتی ہے۔

ہائی کورٹ بنیادی حقوق کے تحفظ میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ آرٹیکل 226 کے تحت ہائی کورٹ کو رِٹ (Writ) جاری کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ یہ اختیار سپریم کورٹ کے مقابلے میں زیادہ وسیع سمجھا جاتا ہے، کیونکہ ہائی کورٹ نہ صرف بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے

بلکہ دیگر قانونی حقوق کے نفاذ کے لیے بھی رِٹ جاری کر سکتی ہے۔ اس کے تحت ہیبیس کارپس (Habeas Corpus)، ینڈیمس (Mandamus)، پروہیبیشن (Prohibition)، سرٹیوری (Certiorari) اور کو وارنٹو (Quo Warranto) جیسی رِٹیں جاری کی جا سکتی ہیں۔

ہائی کورٹ کو عدالتی نظرثانی (Judicial Review) کا اختیار بھی حاصل ہے۔ اس اختیار کے تحت وہ ریاستی حکومت کے قوانین، احکامات اور انتظامی اقدامات کا جائزہ لے سکتی ہے۔ اگر کوئی قانون یا حکومتی اقدام آئین کے خلاف پایا جائے تو ہائی کورٹ اسے کالعدم قرار دے سکتی ہے۔ یہ اختیار آئین کی بالادستی اور قانون کی حکمرانی کو یقینی بناتا ہے۔

ہائی کورٹ ریاست کی ماتحت عدلیہ کی انتظامی نگرانی بھی کرتی ہے۔ آئین کے آرٹیکل 235 کے تحت ضلع اور ماتحت عدالتوں کے ججز کی تعیناتی، ترقی، تبادلے اور نظم و ضبط سے متعلق امور میں ہائی کورٹ کو اہم اختیارات حاصل ہیں۔ اس طرح ہائی کورٹ ریاستی عدالتی نظام کی مؤثر کارکردگی کو یقینی بناتی ہے۔

چیف جسٹس ہائی کورٹ کا سربراہ ہوتا ہے اور عدالت کی انتظامی و عدالتی سرگرمیوں کی نگرانی کرتا ہے۔ وہ مختلف بینچز تشکیل دیتا ہے اور اہم آئینی یا قانونی معاملات کو مناسب بینچوں کے سپرد کرتا ہے۔ دیگر ججز مقدمات کی سماعت کرتے ہیں اور قانون و آئین کے مطابق فیصلے صادر کرتے ہیں۔

ہائی کورٹ کو بعض خصوصی اختیارات بھی حاصل ہیں۔ وہ عوامی مفاد کے مقدمات (Public Interest Litigations) کی سماعت کر سکتی ہے اور بعض معاملات میں از خود نوٹس (Suo Motu Cognizance) بھی لے سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ہائی کورٹ اپنے دائرۂ اختیار میں موجود ٹربیونلز اور دیگر عدالتی اداروں کے فیصلوں کا جائزہ لینے کا اختیار بھی رکھتی ہے۔

مجموعی طور پر ہائی کورٹ ریاستی عدالتی نظام کا سب سے اہم ادارہ ہے، جو آئین کی بالادستی، قانون کی حکمرانی، بنیادی حقوق کے تحفظ اور انصاف کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے۔ یہ سپریم کورٹ اور ماتحت عدالتوں کے درمیان ایک اہم آئینی اور عدالتی کڑی کی حیثیت رکھتی ہے۔

▪ ماتحت عدالتوں کا کردار

بھارت کے عدالتی نظام کو تین سطحوں میں تقسیم کیا گیا ہے: سپریم کورٹ، ہائی کورٹس، اور ماتحت عدالتیں۔ ماتحت عدالتیں عدلیہ کا بنیادی ڈھانچہ ہیں، جہاں عام شہری سب سے پہلے انصاف کے حصول کے لیے رجوع کرتے ہیں۔ آئینِ ہند کے آرٹیکلز 233 تا 237 ماتحت عدلیہ سے متعلق ہیں۔ یہ عدالتیں ریاستی سطح پر کام کرتی ہیں اور زیادہ تر دیوانی اور فوجداری مقدمات کی ابتدائی سماعت کرتی ہیں۔

ماتحت عدالتوں کی تشکیل

ہر ریاست میں ماتحت عدلیہ ہائی کورٹ کے زیرِ نگرانی کام کرتی ہے۔ اس نظام میں ضلع و سیشن عدالتیں، سول عدالتیں، جوڈیشل مجسٹریٹس اور دیگر عدالتی ادارے شامل ہوتے ہیں۔ ضلع ججوں کی تقرری گورنر، متعلقہ ہائی کورٹ سے مشاورت کے بعد کرتا ہے، جبکہ دیگر عدالتی افسران کی تقرری ریاستی عدالتی خدمات کے قواعد کے مطابق کی جاتی ہے۔ ماتحت عدلیہ کے ججز کے تبادلے، ترقی اور انتظامی امور پر ہائی کورٹ کی نگرانی ہوتی ہے۔ عدالتی آزادی کے اصول کے تحت ججز اپنے فرائض غیر جانبداری اور آزادی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔

اختیارات اور دائرۂ کار

ماتحت عدالتیں انصاف کی پہلی سطح ہیں اور ان کے اختیارات درج ذیل ہیں:

1. اصلی اختیارِ سماعت (Original Jurisdiction): ماتحت عدالتیں وہ مقدمات سنتی ہیں جو پہلی مرتبہ ان کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، خواہ وہ دیوانی نوعیت کے ہوں یا فوجداری۔ عوام کے روزمرہ قانونی تنازعات کا بیشتر حصہ انہی عدالتوں میں زیرِ سماعت آتا ہے۔

2. اپیلی اختیار (Appellate Jurisdiction): بعض ماتحت عدالتوں کو نچلی عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اپیلیں سننے کا اختیار بھی حاصل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ضلع عدالتیں بعض سول اور فوجداری مقدمات میں اپیلی عدالت کے طور پر کام کرتی ہیں۔

3. عدالتی نگرانی کے تحت کام کرنا: ماتحت عدالتیں ہائی کورٹ کی نگرانی میں کام کرتی ہیں۔ اگر کوئی عدالت اپنے قانونی اختیارات سے تجاوز کرے یا قانون کے خلاف فیصلہ دے تو ہائی کورٹ اس کے فیصلے کا جائزہ لے سکتی ہے۔

بنیادی حقوق کے تحفظ میں کردار

اگرچہ رٹ جاری کرنے کا اختیار ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے پاس ہے، تاہم ماتحت عدالتیں بھی بنیادی حقوق کے عملی تحفظ میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ عدالتیں شہریوں کو فوری قانونی چارہ جوئی کا موقع فراہم کرتی ہیں اور قوانین کے مطابق انصاف مہیا کرتی ہیں۔

عدالتی نظرثانی اور آئینی حدود

ماتحت عدالتیں مقدمات کی سماعت کے دوران قوانین کا اطلاق کرتی ہیں، لیکن کسی قانون کو غیر آئینی قرار دینے کا حتمی اختیار ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے پاس ہوتا ہے۔ اس لیے آئینی معاملات میں ماتحت عدالتوں کے فیصلے اعلیٰ عدالتوں کے جائزے کے تابع ہوتے ہیں۔

انصاف کی فراہمی میں کردار

ماتحت عدالتیں عوام کو مقامی سطح پر انصاف فراہم کرتی ہیں اور عدالتی نظام کی بنیاد سمجھی جاتی ہیں۔ یہ عدالتیں دیوانی، فوجداری، خاندانی، جائیداد، صارفین کے حقوق اور دیگر قانونی تنازعات کی سماعت کرتی ہیں۔ چونکہ عوام کا براہِ راست رابطہ زیادہ تر انہی عدالتوں سے ہوتا ہے، اس لیے انصاف کی مؤثر فراہمی میں ان کا کردار انتہائی اہم ہے۔

ضلع و سیشن جج اور دیگر ججز کا کردار

ضلع و سیشن جج ضلع کی عدلیہ کا سربراہ ہوتا ہے اور عدالتی انتظام و انصرام کی نگرانی کرتا ہے۔ دیگر ججز اپنے اپنے دائرۂ اختیار میں مقدمات کی سماعت کرتے ہیں اور آئین و قانون کے مطابق فیصلے صادر کرتے ہیں۔ تمام ججز عدالتی غیر جانبداری اور قانون کی بالادستی کے اصولوں کے پابند ہوتے ہیں۔

ماتحت عدالتوں کی اقسام

1. ضلع و سیشن عدالت (District & Sessions Court): ضلع و سیشن عدالت ہر ضلع میں ماتحت عدلیہ کی سب سے اعلیٰ عدالت ہوتی ہے۔ دیوانی معاملات میں اس کا سربراہ ضلع جج (District Judge) جبکہ فوجداری معاملات میں سیشن جج (Sessions Judge) کہلاتا ہے۔

اختیارات:

دیوانی مقدمات جیسے جائیداد، معاہدات اور مالی تنازعات کی سماعت۔

سنگین فوجداری مقدمات جیسے قتل، ڈکیتی اور عصمت دری کے مقدمات کی سماعت۔

سیشن جج سزائے موت سنا سکتا ہے، تاہم اس کی توثیق متعلقہ ہائی کورٹ سے ضروری ہوتی ہے۔

2. ایڈیشنل سیشن عدالت (Additional Sessions Court): بعض اضلاع میں مقدمات کی کثرت کے باعث ایڈیشنل سیشن ججز تعینات کیے جاتے ہیں، جو ضلع و سیشن جج کی معاونت کرتے ہیں۔

اختیارات:

سنگین فوجداری مقدمات کی سماعت۔

قانون کے مطابق سیشن جج کے بیشتر اختیارات استعمال کر سکتے ہیں۔

سزائے موت کی صورت میں ہائی کورٹ کی توثیق ضروری ہوتی ہے۔

3. چیف جوڈیشل مجسٹریٹ عدالت (Chief Judicial Magistrate Court – CJM): ہر ضلع میں چیف جوڈیشل مجسٹریٹ ماتحت فوجداری مجسٹریٹس کی نگرانی کرتا ہے۔

اختیارات:

فوجداری مقدمات کی سماعت اور ضابطۂ فوجداری کے مطابق سزا سنانا۔

ضمانت، پولیس تحقیقات اور ابتدائی عدالتی کارروائیوں کی نگرانی۔

مناسب حالات میں ایف آئی آر کے اندراج یا تفتیش کے احکامات جاری کرنا۔

4. جوڈیشل مجسٹریٹ فرسٹ کلاس (Judicial Magistrate First Class – JMFC): یہ مجسٹریٹس ضلع کے مختلف علاقوں میں فوجداری مقدمات کی سماعت کرتے ہیں۔

اختیارات:

نسبتاً کم سنگین جرائم کے مقدمات کی سماعت۔

چوری، دھوکہ دہی، جھگڑوں اور دیگر عام فوجداری مقدمات کا فیصلہ۔

قانون کے مطابق مقررہ حد تک سزا یا جرمانہ عائد کرنا۔

5. جوڈیشل مجسٹریٹ سیکنڈ کلاس (Judicial Magistrate Second Class): یہ عدالتیں معمولی نوعیت کے فوجداری مقدمات کی سماعت کرتی ہیں۔

اختیارات:

ٹریفک خلاف ورزیوں، معمولی جھگڑوں اور عوامی نظم و ضبط سے متعلق مقدمات کا فیصلہ۔

قانون کے مطابق محدود سزا یا جرمانہ عائد کرنا۔

6. سول جج (جونیئر ڈویژن) کی عدالتیں: یہ عدالتیں نسبتاً کم مالیت کے دیوانی مقدمات کی سماعت کرتی ہیں۔

اختیارات:

کرایہ داری، قرض اور چھوٹے جائیدادی تنازعات کی سماعت۔

ریاستی قوانین کے مطابق مقررہ مالی حد تک مقدمات سننا۔

7. سول جج (سینئر ڈویژن) کی عدالتیں: یہ عدالتیں زیادہ مالیت اور پیچیدہ دیوانی مقدمات کی سماعت کرتی ہیں۔

اختیارات:

زمین و جائیداد کے بڑے تنازعات۔

تجارتی اور معاہداتی مقدمات۔

ان کے فیصلوں کے خلاف اپیل ضلع جج یا متعلقہ اپیلی عدالت میں کی جا سکتی ہے۔

8. خصوصی عدالتیں (Special Courts): خصوصی قوانین کے تحت قائم کی جانے والی عدالتیں مخصوص نوعیت کے مقدمات کی سماعت کرتی ہیں۔

اہم مثالیں:

فاسٹ ٹریک کورٹس (Fast Track Courts): مقدمات کے فوری تصفیے کے لیے۔

انسدادِ بدعنوانی عدالتیں (Anti-Corruption Courts): بدعنوانی کے مقدمات کے لیے۔

این ڈی پی ایس عدالتیں (NDPS Courts): منشیات سے متعلق جرائم کے لیے۔

پوکسو عدالتیں (POCSO Courts): بچوں کے جنسی استحصال کے مقدمات کے لیے۔

9. تجارتی اور خصوصی ٹریبیونلز: بعض خصوصی تنازعات کے حل کے لیے الگ عدالتی و نیم عدالتی ادارے قائم کیے گئے ہیں۔

اہم ادارے:

قومی کمپنی قانون ٹریبیونل (NCLT)

قرض وصولی ٹریبیونل (DRT)

تجارتی عدالتیں (Commercial Courts)

یہ ادارے کمپنیوں، بینکاری، دیوالیہ پن اور تجارتی تنازعات سے متعلق معاملات کی سماعت کرتے ہیں۔

10. لوک عدالتیں (Lok Adalats): لوک عدالتیں متبادل تنازعہ حل (Alternative Dispute Resolution) کے نظام کا حصہ ہیں، جن کا مقصد مقدمات کا دوستانہ اور فوری تصفیہ کرنا ہے۔

خصوصیات:

دیوانی، خاندانی اور بعض قابلِ تصفیہ فوجداری مقدمات کا حل۔

کم خرچ اور تیز رفتار انصاف کی فراہمی۔

فریقین کی رضامندی سے دیا گیا فیصلہ حتمی تصور کیا جاتا ہے اور عام طور پر اس کے خلاف اپیل نہیں ہوتی۔

ماتحت عدالتوں کی اہمیت

ماتحت عدالتیں ہندوستانی عدالتی نظام کی بنیاد ہیں۔ یہ عوام کو مقامی سطح پر انصاف کی سہولت فراہم کرتی ہیں، قانونی تنازعات کے حل کو ممکن بناتی ہیں، اور قانون کی حکمرانی کو مضبوط کرتی ہیں۔ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کی طرح ماتحت عدالتیں بھی انصاف کے نظام کا ایک لازمی اور مؤثر حصہ ہیں۔

▪ عدلیہ کی آزادی

بھارت میں عدلیہ کی آزادی (Independence of Judiciary) آئین کا ایک بنیادی ستون ہے، جس کا مقصد یہ یقینی بنانا ہے کہ عدالتیں کسی بھی سیاسی، انتظامی یا دیگر دباؤ کے بغیر انصاف فراہم کریں۔ آزاد عدلیہ قانون کی حکمرانی، بنیادی حقوق کے تحفظ اور آئین کی بالادستی کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

آئینِ ہند کے آرٹیکل 50 میں اختیارات کی علیحدگی (Separation of Powers) کے اصول کے تحت عدلیہ کو انتظامیہ (سے الگ اور آزاد رکھنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ اسی اصول کی بدولت عدالتیں حکومت کے اقدامات اور قوانین کا غیر جانبدارانہ جائزہ لے سکتی ہیں۔

ججوں کی تقرری اور برطرفی کے لیے آئین میں خصوصی انتظامات کیے گئے ہیں تاکہ عدلیہ کی آزادی برقرار رہے اور ججوں پر کسی قسم کا حکومتی دباؤ نہ ہو۔ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کے ججوں کی تقرری صدرِ جمہوریہ کرتا ہے، تاہم یہ تقرری عدالتی سفارشات پر مبنی ہوتی ہے جسے "کولیجیم سسٹم" (Collegium System) کہا جاتا ہے۔ اس نظام میں چیف جسٹس آف انڈیا اور سپریم کورٹ کے سینئر جج شامل ہوتے ہیں جو ججوں کے ناموں کی سفارش کرتے ہیں۔

اسی طرح کسی جج کو عہدے سے ہٹانا ایک نہایت سخت اور پیچیدہ آئینی عمل ہے، جو صرف مواخذے (Impeachment) کے ذریعے ممکن ہے۔ اس کے تحت سپریم کورٹ کے جج کو ہٹانے کا طریقہ آئین کے آرٹیکل 124(4) میں اور ہائی کورٹ کے جج کے لیے آرٹیکل 217 میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ عمل پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا، جس سے ججوں کو مکمل ادارہ جاتی تحفظ حاصل ہوتا ہے۔

عدلیہ کی آزادی کو مضبوط بنانے کے لیے ججوں کی تنخواہوں اور مراعات کا بھی آئینی تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 125 اور 221 کے تحت ججوں کی تنخواہوں اور مراعات میں من مانی کمی نہیں کی جا سکتی، تاکہ وہ مالی دباؤ سے آزاد رہ کر اپنے فرائض انجام دے سکیں۔

عدالتوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ آئین اور قانون کے مطابق آزادانہ فیصلے کریں۔ کسی بھی سیاسی جماعت، حکومتی ادارے یا بااثر شخص کو عدالتی فیصلوں پر اثر انداز ہونے کا حق حاصل نہیں ہے۔ یہی آزادی عدلیہ کو غیر جانبدار انصاف فراہم کرنے کے قابل بناتی ہے۔

عدالتی نظرثانی (Judicial Review) بھی عدلیہ کی آزادی کا ایک اہم پہلو ہے۔ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کو اختیار حاصل ہے کہ وہ پارلیمنٹ یا ریاستی اسمبلیوں کے بنائے گئے قوانین اور حکومتی اقدامات کا جائزہ لیں اور اگر کوئی قانون آئین سے متصادم ہو تو اسے کالعدم قرار دے دیں۔ یہ اختیار آئین کے آرٹیکل 13، 32 اور 226 سے حاصل ہوتا ہے۔

عدلیہ کو انتظامیہ اور مقننہ سے الگ رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ کوئی بھی ادارہ دوسرے کے اختیارات میں غیر ضروری مداخلت نہ کرے۔ اسی وجہ سے عدالتیں صدر، وزیر اعظم، وزرائے اعلیٰ یا کسی بھی سرکاری ادارے کے فیصلوں کا آئینی جائزہ لینے کا اختیار رکھتی ہیں۔

سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس ماتحت عدالتوں کی نگرانی بھی کرتی ہیں تاکہ عدالتی نظام کی خودمختاری برقرار رہے۔ ماتحت عدالتوں کے ججوں کی ترقی، تبادلے اور انتظامی امور میں ہائی کورٹس کا اہم کردار ہوتا ہے، جس سے عدالتی آزادی مزید مستحکم ہوتی ہے۔

عدلیہ کے وقار اور خودمختاری کے تحفظ کے لیے توہینِ عدالت (Contempt of Court) کے قوانین بھی موجود ہیں۔ ان قوانین کا مقصد عدالتوں کے اختیارات اور فیصلوں کے احترام کو یقینی بنانا ہے تاکہ انصاف کی فراہمی متاثر نہ ہو۔

مجموعی طور پر، عدلیہ کی آزادی بھارتی جمہوریت کی بنیادوں میں سے ایک ہے۔ یہی آزادی عدالتوں کو آئین کا محافظ، بنیادی حقوق کا نگہبان اور قانون کی حکمرانی کا ضامن بناتی ہے، جس کے ذریعے ہر شہری کو غیر جانبدار اور منصفانہ انصاف فراہم کیا جاتا ہے۔

3.4 انتخابی نظام

▪ ووٹ کا حق

بھارت میں ووٹ کا حق ایک اہم آئینی و قانونی حق ہے، جس کے ذریعے شہری اپنے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں اور جمہوری نظام میں براہِ راست حصہ لیتے ہیں۔ بھارتی آئین کے مطابق عوامی نمائندوں کا انتخاب بالغ حقِ رائے دہی (Universal Adult Franchise) کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، جس کے تحت ہر اہل شہری کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔ ووٹ کا حق جمہوریت کی بنیاد اور عوامی حاکمیت کے اصول کا مظہر ہے۔

بھارتی آئین کے آرٹیکل 326 کے تحت لوک سبھا اور ریاستی اسمبلیوں کے انتخابات بالغ حقِ رائے دہی کی بنیاد پر منعقد کیے جاتے ہیں۔ اس کے مطابق ہر بھارتی شہری جو 18 سال یا اس سے زیادہ عمر کا ہو اور قانون کے تحت نااہل قرار نہ دیا گیا ہو، ووٹ دینے کا حق رکھتا ہے۔ اس حق کے استعمال میں مذہب، ذات، نسل، زبان، جنس یا معاشی حیثیت کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا۔

ووٹ دینے کے لیے کسی شہری کا نام انتخابی فہرست (Electoral Roll) میں درج ہونا ضروری ہے۔ انتخابی کمیشن آف انڈیا ووٹر فہرستوں کی تیاری، نظرِ ثانی اور ان کی درستگی کو یقینی بناتا ہے تاکہ تمام اہل شہری اپنا حقِ رائے دہی استعمال کر سکیں۔ ووٹ ڈالنے کے عمل کی نگرانی بھی الیکشن کمیشن کرتا ہے، جو آزاد، منصفانہ اور شفاف انتخابات کے انعقاد کا ذمہ دار ہے۔

بھارت میں عام طور پر ووٹنگ الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں (EVMs) کے ذریعے کی جاتی ہے۔ انتخابی عمل میں شفافیت بڑھانے کے لیے وی وی پی اے ٹی (VVPAT) نظام بھی استعمال کیا جاتا ہے، جس کے ذریعے ووٹر اس بات کی تصدیق کر سکتا ہے کہ اس کا ووٹ درست امیدوار کے حق میں درج ہوا ہے۔ تاہم بعض بلدیاتی اور پنچایتی انتخابات میں متعلقہ ریاستی الیکشن کمیشن کے قواعد کے مطابق بیلٹ پیپر کا استعمال بھی کیا جا سکتا ہے۔ ووٹ کا عمل مکمل طور پر خفیہ رکھا جاتا ہے اور ہر شہری کو بغیر کسی دباؤ یا خوف کے اپنی رائے کے اظہار کا حق حاصل ہوتا ہے۔

ووٹ کا حق شہریوں کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ اپنے نمائندے منتخب کریں اور حکومتی پالیسیوں و فیصلوں پر بالواسطہ اثر انداز ہوں۔ اسی کے ذریعے عوام اپنی پسند کی حکومت قائم کرتے ہیں اور جمہوری نظام کو مضبوط بناتے ہیں۔ معذور افراد، بزرگ شہریوں اور دیگر خصوصی حالات کے حامل ووٹروں کے لیے بھی انتخابی کمیشن خصوصی سہولیات فراہم کرتا ہے تاکہ ہر اہل شہری اپنا حقِ رائے دہی آسانی سے استعمال کر سکے۔

الحاصل، ووٹ کا حق بھارتی جمہوریت کی بنیاد ہے۔ یہ ایک آئینی و قانونی حق ہے جو شہریوں کو حکومت کی تشکیل میں حصہ لینے، اپنے نمائندے منتخب کرنے اور ملک کے جمہوری نظام کو مضبوط بنانے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

▪ انتخابی عمل

بھارت میں انتخابی عمل جمہوری نظام کا ایک بنیادی جزو ہے، جس کے ذریعے عوام اپنے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ یہ عمل آئینِ ہند اور انتخابی قوانین کے تحت آزاد، منصفانہ اور شفاف طریقے سے انجام دیا جاتا ہے تاکہ عوام کی رائے اور خواہشات کی صحیح نمائندگی ہو سکے۔ انتخابی عمل کے ذریعے مرکزی، ریاستی اور مقامی سطح پر حکومتوں کی تشکیل عمل میں آتی ہے، جس سے جمہوریت مضبوط اور فعال رہتی ہے۔

انتخابی عمل کا آغاز انتخابی حلقوں (Constituencies) کے تعین سے ہوتا ہے۔ لوک سبھا، ریاستی اسمبلیوں اور مقامی اداروں کے انتخابات کے لیے مختلف حلقے مقرر کیے جاتے ہیں۔ حلقہ بندی (Delimitation) کا مقصد آبادی کے مطابق نمائندگی کو متوازن بنانا ہے تاکہ ہر شہری کو مساوی نمائندگی حاصل ہو سکے۔ پارلیمانی انتخابات کے لیے ملک کو مختلف لوک سبھا حلقوں میں تقسیم کیا گیا ہے، جبکہ ہر ریاست کی اپنی قانون ساز اسمبلی کے لیے الگ حلقے مقرر ہوتے ہیں۔ اسی طرح پنچایتی راج اداروں اور شہری بلدیاتی اداروں کے انتخابات کے لیے بھی مخصوص انتخابی حلقے تشکیل دیے جاتے ہیں۔

بھارت میں انتخابات کے انعقاد اور نگرانی کی ذمہ داری الیکشن کمیشن آف انڈیا کے پاس ہے، جو آئین کے آرٹیکل 324 کے تحت قائم ایک خودمختار ادارہ ہے۔ الیکشن کمیشن انتخابی شیڈول کا اعلان کرتا ہے، ووٹر فہرستوں کی تیاری اور نظرثانی کرتا ہے، انتخابی ضابطۂ اخلاق نافذ کرتا ہے اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ انتخابات آزاد، منصفانہ اور شفاف طریقے سے منعقد ہوں۔

انتخابی عمل مختلف آئینی اور قانونی ضوابط کے تحت انجام پاتا ہے۔ انتخابی مہم، اخراجات، سیاسی تشہیر، امیدواروں کی اہلیت اور ووٹنگ کے طریقۂ کار سے متعلق قوانین بنیادی طور پر عوامی نمائندگی ایکٹ (Representation of the People Act) اور دیگر انتخابی قوانین میں بیان کیے گئے ہیں۔ ان ضوابط کا مقصد انتخابی عمل کی شفافیت اور غیر جانبداری کو برقرار رکھنا ہے۔

بھارت میں ووٹنگ کے لیے الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں (EVMs) کا استعمال کیا جاتا ہے، جن کی مدد سے ووٹوں کا اندراج اور گنتی زیادہ تیزی اور درستگی کے ساتھ ممکن ہوتی ہے۔ انتخابی شفافیت کو مزید مضبوط بنانے کے لیے وی وی پی اے ٹی (VVPAT) نظام بھی استعمال کیا جاتا ہے، جس کے ذریعے ووٹر مختصر وقت کے لیے اپنے ووٹ کی تصدیق کر سکتا ہے۔ عموماً لوک سبھا اور ریاستی اسمبلیوں کے انتخابات EVM اور VVPAT کے ذریعے منعقد ہوتے ہیں، تاہم بعض بلدیاتی اور پنچایتی انتخابات میں متعلقہ ریاستی الیکشن کمیشن کے قواعد کے مطابق بیلٹ پیپر (پرچی) کے ذریعے بھی ووٹنگ کرائی جا سکتی ہے۔

انتخابات میں حصہ لینے والے امیدواروں کے لیے آئین اور قانون کے تحت مخصوص شرائط مقرر ہیں۔ مثال کے طور پر لوک سبھا کے رکن کے لیے کم از کم عمر 25 سال مقرر کی گئی ہے۔ امیدوار کا بھارتی شہری ہونا اور قانون کے تحت نااہل قرار نہ دیا گیا ہونا ضروری ہے۔ دیگر شرائط عوامی نمائندگی ایکٹ، 1951 کے تحت متعین کی گئی ہیں۔

انتخابات سے قبل سیاسی جماعتیں اور امیدوار اپنی انتخابی مہم چلاتے ہیں تاکہ عوام کو اپنے نظریات، پروگراموں اور پالیسیوں سے آگاہ کر سکیں۔ انتخابی مہم کے دوران جلسے، جلوس، عوامی اجتماعات، ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا کا استعمال کیا جاتا ہے، تاہم تمام سرگرمیاں الیکشن کمیشن کے مقرر کردہ ضابطۂ اخلاق کے تحت انجام دی جاتی ہیں۔

ووٹنگ کے دن ووٹر اپنے متعلقہ پولنگ اسٹیشن پر جا کر ووٹ ڈالتے ہیں۔ ووٹ دینے سے قبل ووٹر کی شناخت کی تصدیق کی جاتی ہے، جس کے بعد وہ الیکٹرانک ووٹنگ مشین کے ذریعے اپنی پسند کے امیدوار کے حق میں ووٹ دیتے ہیں۔ ووٹ ڈالنے کا عمل مکمل طور پر خفیہ رکھا جاتا ہے تاکہ ہر شہری آزادانہ طور پر اپنی رائے کا اظہار کر سکے۔

ووٹنگ مکمل ہونے کے بعد ووٹوں کی گنتی کی جاتی ہے اور نتائج کا اعلان کیا جاتا ہے۔ جس امیدوار کو اپنے حلقے میں سب سے زیادہ ووٹ حاصل ہوتے ہیں وہ منتخب قرار پاتا ہے۔ انتخابی نتائج کا اعلان الیکشن کمیشن کی نگرانی میں شفاف طریقے سے کیا جاتا ہے۔

انتخابی عمل کی شفافیت کو یقینی بنانے کے لیے الیکشن کمیشن مختلف حفاظتی اور انتظامی اقدامات اختیار کرتا ہے۔ انتخابی مراکز کی نگرانی، ووٹنگ مشینوں کی حفاظت، انتخابی ضابطوں پر عمل درآمد اور نتائج کی بروقت اشاعت اس عمل کے اہم عناصر ہیں۔

الحاصل، انتخابی عمل بھارتی جمہوریت کی بنیاد ہے۔ اس کے ذریعے عوام اپنے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں اور حکومت کی تشکیل میں براہِ راست حصہ لیتے ہیں۔ آئین اور الیکشن کمیشن کی نگرانی میں منعقد ہونے والے آزاد، منصفانہ اور شفاف انتخابات ہی جمہوری نظام کی مضبوطی اور عوامی اعتماد کی ضمانت ہیں۔

▪ الیکشن کمیشن کا کردار

بھارت میں انتخابات کے آزاد، منصفانہ اور شفاف انعقاد کی ذمہ داری الیکشن کمیشن آف انڈیا پر عائد ہوتی ہے۔ یہ ایک خودمختار آئینی ادارہ ہے جس کا قیام آئین کے آرٹیکل 324 کے تحت عمل میں آیا۔ الیکشن کمیشن کا بنیادی مقصد یہ یقینی بنانا ہے کہ انتخابات جمہوری اصولوں کے مطابق منعقد ہوں اور عوام اپنی آزادانہ رائے کے ذریعے اپنے نمائندوں کا انتخاب کر سکیں۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ لوک سبھا، راجیہ سبھا، صدرِ جمہوریہ، نائب صدر اور ریاستی اسمبلیوں کے انتخابات الیکشن کمیشن آف انڈیا کراتا ہے، جبکہ پنچایتوں اور بلدیاتی اداروں کے انتخابات متعلقہ ریاستوں کے اسٹیٹ الیکشن کمیشن منعقد کرتے ہیں۔

الیکشن کمیشن کی سب سے اہم ذمہ داری انتخابات کا انعقاد اور نگرانی ہے۔ یہ انتخابی شیڈول کا اعلان کرتا ہے، ووٹنگ کے انتظامات کرتا ہے اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ انتخابی عمل قانون اور ضابطوں کے مطابق مکمل ہو۔ کمیشن انتخابی فہرستوں کی تیاری اور ان کی تجدید کا کام بھی انجام دیتا ہے تاکہ ہر اہل شہری کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہو سکے۔

الیکشن کمیشن انتخابی ضابطۂ اخلاق (Model Code of Conduct) کے نفاذ کا بھی ذمہ دار ہے۔ انتخابی مہم کے دوران یہ سیاسی جماعتوں اور امیدواروں کی سرگرمیوں پر نظر رکھتا ہے اور ضابطوں کی خلاف ورزی کی صورت میں ضروری کارروائی کرتا ہے۔ اسی طرح سیاسی جماعتوں کی رجسٹریشن، انتخابی اخراجات کی نگرانی اور انتخابی شکایات کی جانچ بھی اس کے فرائض میں شامل ہے۔

کمیشن الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں (EVMs) اور وی وی پیٹ (VVPAT) نظام کے استعمال کی نگرانی کرتا ہے تاکہ ووٹنگ کا عمل شفاف اور قابلِ اعتماد رہے۔ ووٹنگ مکمل ہونے کے بعد ووٹوں کی گنتی اور انتخابی نتائج کے اعلان کا انتظام بھی الیکشن کمیشن ہی کرتا ہے۔

الحاصل، الیکشن کمیشن بھارت کے جمہوری نظام کا ایک نہایت اہم ستون ہے جو انتخابات کی شفافیت، غیر جانبداری اور عوامی اعتماد کو برقرار رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

باب چہارم: مقامی حکومت

4.1 تعارف

- مقامی حکومت کا مفہوم اور اہمیت
- ہندوستان میں مقامی حکومت کا آئینی پس منظر
- 73ویں اور 74ویں آئینی ترامیم (1992)

4.2 دیہی حکومت: پنچایتی راج

- آئینی حیثیت
- پنچایتی راج کا ڈھانچہ
- اختیارات اور ذمہ داریاں

4.3 شہری حکومت: میونسپل گورننس

- آئینی حیثیت
- شہری حکومت کا ڈھانچہ
- اختیارات اور ذمہ داریاں

باب چہارم: مقامی حکومت

4.1 تعارف

▪ مقامی حکومت کا مفہوم اور اس کی اہمیت

مفہوم

مقامی حکومت (Local Government) کسی بھی ملک کے انتظامی اور سیاسی نظام کا وہ درجہ ہے جو براہ راست عوام کے مقامی مسائل کے حل اور ترقیاتی کاموں کی نگرانی کرتا ہے۔ یہ حکومت مرکزی اور ریاستی حکومت کے ماتحت ہوتے ہوئے بھی خود مختار حیثیت رکھتی ہے اور عوام کو اپنے علاقے میں خود انتظامی اختیارات دیتی ہے۔

مقامی حکومت دو سطحوں پر قائم ہوتی ہے:

1. **دیہی مقامی حکومت (پنچایتی راج)** – جو گاؤں کی سطح پر کام کرتی ہے۔
2. **شہری مقامی حکومت (میونسپل ادارے)** – جو شہروں اور قصبوں میں حکومتی امور انجام دیتی ہے۔

ہندوستانی آئین میں 1992 کی 73ویں اور 74ویں آئینی ترامیم کے ذریعے مقامی حکومت کو آئینی حیثیت دی گئی، تاکہ یہ نظام مؤثر اور مستحکم ہو سکے۔

اہمیت

مقامی حکومت کسی بھی جمہوری ملک میں عوامی شرکت، خود مختاری، اور مقامی ترقی کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ اس کی اہمیت درج ذیل نکات سے واضح ہوتی ہے:

1. **عوامی مسائل کے فوری حل میں مددگار:** چونکہ مقامی حکومت براہ راست عوام سے جڑی ہوتی ہے، اس لیے پانی، بجلی، صفائی، تعلیم، صحت، اور سڑکوں جیسے مسائل کو فوری طور پر حل کرنے میں مدد دیتی ہے۔

2. **عوامی شرکت اور جمہوری عمل کا فروغ:** مقامی حکومت عوام کو فیصلہ سازی میں براہ راست شرکت کا موقع دیتی ہے، جس سے جمہوریت مضبوط ہوتی ہے۔

3. **مرکزی اور ریاستی حکومت پر بوجھ کم کرنا:** اگر ہر مسئلہ مرکزی یا ریاستی حکومت کے پاس جائے تو ان پر غیر ضروری بوجھ بڑھ جاتا ہے۔ مقامی حکومت اس بوجھ کو تقسیم کرکے حکمرانی کو زیادہ مؤثر بناتی ہے۔

4. **مقامی ترقی اور خود مختاری:** مقامی حکومت کے ذریعے ہر علاقے میں مخصوص مسائل کے مطابق ترقیاتی منصوبے بنائے جا سکتے ہیں، جو مرکزی یا ریاستی حکومت کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔

5. **معاشی ترقی اور روزگار کے مواقع:** مقامی حکومت چھوٹے کاروباروں، زراعت، اور دیہی و شہری ترقیاتی منصوبوں کو فروغ دیتی ہے، جس سے مقامی سطح پر معیشت بہتر ہوتی ہے اور روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔

6. **عوامی احتساب اور شفافیت:** چونکہ مقامی نمائندے عوام کے درمیان ہی موجود ہوتے ہیں، اس لیے وہ عوام کے سامنے براہ راست جواب دہ ہوتے ہیں، جس سے بدعنوانی پر قابو پانے اور شفافیت کو یقینی بنانے میں مدد ملتی ہے۔

▪ ہندوستان میں مقامی حکومت کا آئینی پس منظر

ہندوستان میں مقامی حکومت کا تصور نیا نہیں بلکہ قدیم دور سے موجود رہا ہے۔ روایتی طور پر، گاؤں کی سطح پر خود مختار پنچایتیں کام کرتی رہی ہیں، جو تنازعات کے حل اور مقامی انتظامی امور میں کردار ادا کرتی تھیں۔ تاہم، جدید آئینی دائرہ کار میں مقامی حکومت کو باقاعدہ حیثیت 1992 میں 73ویں اور 74ویں آئینی ترامیم کے ذریعے دی گئی۔ اس سے پہلے، مقامی حکومت کا نظام متفرق قوانین اور ریاستی حکومتوں کے مختلف طریقہ کار پر مبنی تھا، جس میں کوئی یکسانیت نہیں تھی۔

آئین میں ابتدائی حیثیت

ہندوستانی آئین جب 1950 میں نافذ ہوا، تو اس میں مقامی حکومت کو واضح طور پر کوئی مضبوط آئینی حیثیت نہیں دی گئی تھی۔ تاہم، آئین کے ہدایت کار اصولوں (Directive Principles of State Policy) کے تحت آرٹیکل 40 میں یہ تجویز دی گئی کہ ریاستیں ایک مؤثر پنچایتی راج نظام قائم کریں گی۔ آرٹیکل 40 میں کہا گیا: "ریاست مناسب قانون سازی کے ذریعے گاؤں کی سطح پر خود مختار پنچایتوں کے قیام کی حوصلہ افزائی کرے گی اور ان کو وہ اختیارات دے گی جو انہیں خود حکمرانی کے قابل بنائیں۔"

لیکن چونکہ ہدایت کار اصول قانونی طور پر قابلِ نفاذ نہیں ہوتے، اس لیے کئی ریاستوں نے پنچایتی نظام تو قائم کیا، مگر یہ ایک کمزور اور غیر مؤثر نظام رہا، جس میں کوئی آئینی تحفظ موجود نہیں تھا۔

1957: بلونت رائے مہتا کمیٹی اور پنچایتی راج کی بنیاد

1957 میں بلونت رائے مہتا کمیٹی بنائی گئی، جس نے ہندوستان میں پنچایتی راج نظام قائم کرنے کی سفارش کی۔ کمیٹی نے تجویز دی کہ:

- پنچایتی نظام تین سطحوں پر ہونا چاہیے:

1. گرام پنچایت (گاؤں کی سطح)

2. پنچایت سمیتی (تحصیل یا بلاک سطح)

3. ضلع پریشد (ضلع سطح)

- مقامی حکومت کو ترقیاتی کاموں کا اختیار دیا جائے۔
- عوام کو مقامی سطح پر فیصلہ سازی کا موقع دیا جائے۔

اس رپورٹ کے بعد، 1959 میں پہلی بار راجستھان میں پنچایتی راج کا باضابطہ نفاذ کیا گیا، جس کے بعد کئی ریاستوں نے اس ماڈل کو اپنایا۔ لیکن پھر بھی، یہ نظام ریاستی حکومتوں پر منحصر تھا اور اسے آئینی حیثیت حاصل نہیں تھی۔

1977: اشوک مہتا کمیٹی اور مزید اصلاحات

1977 میں جنتا پارٹی کی حکومت نے اشوک مہتا کمیٹی قائم کی، جس کا مقصد زوال پذیر پنچایتی راج نظام کو دوبارہ فعال اور مضبوط بنانا تھا۔ اس کمیٹی نے 1978 میں اپنی رپورٹ پیش کی اور درج ذیل اہم سفارشات دیں:

- **دو سطحی نظام (Two-tier System):** بلونت رائے مہتا کے تین سطحی نظام کے برعکس، اس کمیٹی نے پنچایتی نظام کو صرف دو سطحوں میں تقسیم کرنے کی تجویز دی:
  1. **ضلع پریشد:** ضلع کی سطح پر، جسے تمام ترقیاتی کاموں کا اہم مرکز بنانا تھا۔
  2. **منڈل پنچایت:** گرام پنچایت (گاؤں کی سطح) کو ختم کر کے، 15,000 سے 20,000 کی آبادی والے چند دیہاتوں کو ملا کر ایک 'منڈل پنچایت' قائم کرنے کی سفارش کی گئی۔
- **سیاسی جماعتوں کی شرکت:** تمام سطحوں کے پنچایتی انتخابات میں سیاسی جماعتوں کو اپنے سرکاری نشانات کے ساتھ باقاعدہ حصہ لینے کی اجازت دی جائے۔
- **آئینی تحفظ اور مالی اختیارات:** مقامی حکومتوں کو ٹیکس لگانے کے لازمی اختیارات دیے جائیں تاکہ وہ فنڈز کے لیے ریاستی حکومتوں پر منحصر نہ رہیں، اور انہیں آئین کے ذریعے تحفظ دیا جائے۔
- **باقاعدہ الیکشن کا نظام:** اگر کسی پنچایت کو وقت سے پہلے تحلیل کیا جائے، تو چھ ماہ کے اندر دوبارہ انتخابات کروانا لازمی قرار دیا جائے۔

مرکزی سطح پر جنتا پارٹی کی حکومت قبل از وقت گر جانے کی وجہ سے ان سفارشات پر ملک گیر سطح پر عمل نہیں کیا جا سکا۔ تاہم، کرناٹک، مغربی بنگال اور آندھرا پردیش جیسی ریاستوں نے اس رپورٹ کی روشنی میں اپنے مقامی نظام میں اہم تبدیلیاں کیں۔

1989: آئینی ترمیم کی پہلی کوشش

1989 میں اس وقت کے وزیراعظم راجیو گاندھی نے پنچایتی راج کو آئینی حیثیت دینے کے لیے 64ویں آئینی ترمیمی بل پیش کیا، لیکن یہ راجیہ سبھا میں مسترد کر دیا گیا۔ تاہم، 1991 میں نرسمہا راؤ حکومت نے دوبارہ ترمیمی بل پیش کیا، جسے 1992 میں منظوری دے دی گئی اور 73ویں اور 74ویں آئینی ترامیم کے ذریعے مقامی حکومت کو آئینی تحفظ دے دیا گیا۔

▪ 73ویں اور 74ویں آئینی ترامیم (1992)

1992 میں 73ویں اور 74ویں آئینی ترامیم کے ذریعے ہندوستان میں مقامی حکومت کو ایک مضبوط آئینی حیثیت دی گئی۔ ان ترامیم کا مقصد مقامی حکومت کو زیادہ خود مختاری دینا، عوامی شرکت کو یقینی بنانا، اور ترقیاتی کاموں کو مؤثر بنانا تھا۔ 73ویں ترمیم دیہی مقامی حکومت (پنچایتی راج) اور 74ویں ترمیم شہری مقامی حکومت (میونسپل ادارے) سے متعلق تھی۔

73ویں آئینی ترمیم (1992) – دیہی مقامی حکومت (پنچایتی راج)

73ویں آئینی ترمیم کے ذریعے دیہی حکومت (پنچایتی راج) کو ایک آئینی حیثیت دی گئی اور آئین میں آرٹیکل 243 سے O243 تک کی دفعات شامل کی گئیں۔ اس ترمیم کے تحت ہندوستان میں پنچایتی نظام کو تین سطحی ڈھانچے میں تقسیم کیا گیا:

1. **گرام پنچایت (گاؤں کی سطح)**
2. **پنچایت سمیتی (تحصیل یا بلاک سطح)**
3. **ضلع پریشد (ضلع سطح)**

کلیدی نکات

1) گرام سبھا (Village Assembly) کو پنچایتی نظام کا بنیادی ادارہ قرار دیا گیا۔

2) تمام پنچایتوں کے انتخابات ہر 5 سال بعد کرانے کو لازمی قرار دیا گیا۔

3) دلتوں، قبائلیوں اور خواتین کے لیے مخصوص نشستیں رکھی گئیں (آرٹیکل D243)۔

4) ریاستوں کو پابند کیا گیا کہ وہ پنچایتوں کو مالی وسائل فراہم کریں اور ٹیکس جمع کرنے کے اختیارات دیں (آرٹیکل H243)۔

5) ہر ریاست میں پنچایتی فنانس کمیشن قائم کرنے کا حکم دیا گیا (آرٹیکل I243)۔

6) ریاستی الیکشن کمیشن کے ذریعے مقامی انتخابات کے انعقاد کو یقینی بنایا گیا (آرٹیکل K243)۔

گیارہواں شیڈول (Eleventh Schedule) آئین میں شامل کیا گیا، جس میں 29 امور درج کیے گئے جن پر پنچایتوں کو اختیار حاصل ہے، جیسے زراعت، دیہی ترقی، تعلیم، صحت، پانی، اور خواتین و بچوں کی فلاح و بہبود۔

74ویں آئینی ترمیم (1992) – شہری مقامی حکومت (میونسپل ادارے)

74ویں آئینی ترمیم کے ذریعے شہری مقامی حکومت (میونسپل اداروں) کو آئینی درجہ دیا گیا اور آئین میں آرٹیکل P243 سے ZG243 تک کی دفعات شامل کی گئیں۔ اس ترمیم کے تحت ہندوستان میں شہری حکومت کو تین سطحی ڈھانچے میں تقسیم کیا گیا:

1. **میونسپل کارپوریشن (بڑے شہر)**
2. **میونسپل کونسل (درمیانے شہر)**
3. **نگر پنچایت (چھوٹے شہر اور قصبے)**

کلیدی نکات

1) میونسپل اداروں کے ارکان (کونسلرز) کے انتخابات عوام کے ذریعے کرانے کو یقینی بنایا گیا۔ میئر کے انتخاب کا طریقہ ریاستی قوانین کے مطابق مختلف ہو سکتا ہے؛ بعض ریاستوں میں میئر براہِ راست عوام کے ذریعے منتخب ہوتا ہے جبکہ بعض میں منتخب کونسلرز میئر کا انتخاب کرتے ہیں۔
2) شہری حکومتوں کے مالی اختیارات کو واضح کیا گیا، تاکہ وہ پراپرٹی ٹیکس، تجارتی ٹیکس اور دیگر محصولات جمع کر سکیں (آرٹیکل X243)۔
3) ہر ریاست میں میونسپل فنانس کمیشن قائم کرنے کا حکم دیا گیا (آرٹیکل Y243)۔
4) ریاستی حکومتوں کو پابند کیا گیا کہ وہ مقامی حکومتوں کے انتخابات کے لیے ایک آزاد ریاستی الیکشن کمیشن قائم کریں (آرٹیکل ZA243)۔

بارہواں شیڈول (Twelfth Schedule) آئین میں شامل کیا گیا، جس میں 18 ایسے امور درج کیے گئے جن پر شہری حکومتوں کو اختیار حاصل ہے، جیسے شہری منصوبہ بندی، پانی و نکاسی، صحت، صفائی، اور ٹرانسپورٹ۔

4.2 دیہی حکومت: پنچایتی راج

▪ آئینی حیثیت

73ویں آئینی ترمیم (1992) کے ذریعے ہندوستان میں دیہی حکومت (پنچایتی راج) کو ایک باضابطہ آئینی حیثیت دی گئی۔ اس سے پہلے، اگرچہ کئی ریاستوں میں پنچایتی نظام موجود تھا، لیکن یہ کسی مشترکہ آئینی دائرے میں نہیں آتا تھا اور ریاستی حکومتوں کی صوابدید پر منحصر تھا۔ 73ویں ترمیم نے مقامی حکومت کو آئین میں ایک لازمی اور مستقل ادارہ بنا دیا۔

73ویں آئینی ترمیم (1992)

73ویں آئینی ترمیم کے ذریعے آئین میں آرٹیکل 243 سے 243-O تک کی دفعات شامل کی گئیں، جن کے تحت:

پنچایتی نظام کو تین سطحوں پر تقسیم کیا گیا:

1. گرام پنچایت (گاؤں کی سطح پر)

2. پنچایت سمیتی (تحصیل یا بلاک سطح پر)

3. ضلع پریشد (ضلع سطح پر)

- تمام ریاستوں کو پابند کیا گیا کہ وہ پنچایتی انتخابات ہر 5 سال بعد کرائیں (آرٹیکل 243-E)۔
- دیہی عوام کی براہ راست شرکت کے لیے گرام سبھا (آرٹیکل 243-A) کو لازم قرار دیا گیا۔
- دلتوں، قبائلیوں اور خواتین کے لیے مخصوص نشستیں رکھی گئیں (آرٹیکل 243-D)۔
- ریاستی حکومتوں کو ہدایت دی گئی کہ وہ پنچایتوں کو مالیاتی خود مختاری دیں (آرٹیکل 243-H)۔
- ریاستی الیکشن کمیشن کو مقامی انتخابات کے انعقاد کی ذمہ داری دی گئی (آرٹیکل 243-K)۔

آرٹیکل 243 سے O-243 تک کی تفصیل

1. آرٹیکل A-243 – گرام سبھا کا قیام اور اختیارات

2. آرٹیکل B-243 – تین درجوں پر مشتمل پنچایتی راج نظام

3. آرٹیکل C-243 – پنچایتوں کی تشکیل اور نشستوں کی تعداد

4. آرٹیکل D-243 – درج فہرست ذاتوں، قبائل اور خواتین کے لیے ریزرویشن

5. آرٹیکل E-243 – پنچایتی انتخابات کا انعقاد ہر 5 سال بعد لازمی

6. آرٹیکل F-243 – پنچایتی ممبران کی اہلیت اور نااہلی

7. آرٹیکل G-243 – پنچایتوں کے اختیارات اور ذمہ داریاں

8. آرٹیکل H-243 – مالیاتی اختیارات، مقامی ٹیکس، اور پنچایتی فنڈز

9. آرٹیکل I-243 – ریاستی پنچایتی فنانس کمیشن کا قیام

10. آرٹیکل J-243 – پنچایتوں کے حسابات اور آڈٹ

11. آرٹیکل K-243 – ریاستی الیکشن کمیشن کی ذمہ داری

12. آرٹیکل L-243 – یونین ٹریٹریز (وفاقی زیرِ انتظام علاقوں) پر اس قانون کا اطلاق

13. آرٹیکل M-243 – کچھ مخصوص علاقوں میں استثنیٰ (جیسے قبائلی علاقے)

14. آرٹیکل N-243 – موجودہ قوانین کی مطابقت

15. آرٹیکل O-243 – پنچایتی انتخابات کو عدالت میں چیلنج کرنے کی حد

گیارہواں شیڈول اور اس میں درج 29 امور

73ویں آئینی ترمیم کے تحت ہندوستانی آئین میں گیارہواں شیڈول (Eleventh Schedule) شامل کیا گیا، جس میں 29 ایسے موضوعات درج کیے گئے جنھیں پنچایتوں کے دائرۂ کار میں رکھا جا سکتا ہے۔ اس کا مقصد دیہی سطح پر اختیارات کی منتقلی، مقامی ترقی کو فروغ دینا، اور عوامی شرکت کو مضبوط بنانا تھا۔ ان موضوعات میں زراعت، دیہی ترقی، بنیادی سہولیات، تعلیم، صحت، سماجی بہبود اور دیگر عوامی خدمات سے متعلق امور شامل ہیں۔

گیارہویں شیڈول کے اہم موضوعات میں زراعت اور زرعی توسیع، زمینی اصلاحات، چھوٹے آبپاشی منصوبے، مویشی پالن، ڈیری اور پولٹری، ماہی پروری، سماجی جنگلات، چھوٹی جنگلاتی پیداوار، دیہی اور کٹیر صنعتیں، دیہی رہائش، پینے کے پانی کی فراہمی، ایندھن اور چارہ، دیہی سڑکیں، پل اور مواصلاتی ذرائع، دیہی بجلی کاری، غیر روایتی توانائی کے ذرائع، غربت کے خاتمے کے پروگرام، ابتدائی اور ثانوی تعلیم، فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم، بالغ تعلیم، کتب خانے، ثقافتی سرگرمیاں، بازار اور میلے، صحت اور حفظانِ صحت، خاندانی بہبود، خواتین اور بچوں کی ترقی، سماجی بہبود، کمزور طبقات کی فلاح، عوامی تقسیم کا نظام (PDS)، اور اجتماعی یا کمیونٹی اثاثوں کی دیکھ بھال شامل ہیں۔

ان موضوعات کے ذریعے پنچایتوں کو مقامی سطح پر ترقیاتی منصوبوں کی منصوبہ بندی اور ان کے نفاذ میں اہم کردار ادا کرنے کا موقع فراہم کیا گیا، جس سے دیہی علاقوں میں خود حکمرانی اور عوامی شمولیت کو فروغ ملا۔

▪ پنچایتی راج کا ڈھانچہ

73ویں آئینی ترمیم (1992) کے تحت پنچایتی راج کو تین سطحوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1. گرام پنچایت (گاؤں کی سطح پر)

2. پنچایت سمیتی (تحصیل یا بلاک سطح پر)

3. ضلع پریشد (ضلع سطح پر)

یہ تین درجے مل کر دیہی حکومت کا ایک مربوط نظام تشکیل دیتے ہیں، جس کا مقصد گاؤں کی ترقی، مقامی مسائل کا حل، اور عوامی شرکت کو یقینی بنانا ہے۔

1. گرام پنچایت (گاؤں کی سطح پر)

گرام پنچایت دیہی مقامی حکومت کا سب سے نچلا اور بنیادی ادارہ ہے، جو گاؤں کی سطح پر عوامی فلاح و بہبود، بنیادی سہولیات کی فراہمی اور ترقیاتی منصوبوں کے نفاذ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ایک گرام پنچایت ایک گاؤں یا قریبی دیہاتوں کے مجموعے پر مشتمل ہو سکتی ہے۔ 73ویں آئینی ترمیم کے بعد گرام پنچایت کو پنچایتی راج نظام کا بنیادی جزو قرار دیا گیا، جس کے ذریعے دیہی عوام کو مقامی سطح پر حکمرانی میں شرکت کا مؤثر موقع فراہم کیا گیا۔ گرام پنچایت بنیادی طور پر گرام سبھا، سرپنچ (یا پردھان) اور منتخب ارکان پر مشتمل ہوتی ہے۔

گرام سبھا

گرام سبھا گرام پنچایت کا بنیادی ستون اور براہِ راست جمہوریت کی ایک نمایاں مثال ہے۔ اس میں گاؤں کے تمام بالغ شہری شامل ہوتے ہیں، یعنی وہ افراد جن کی عمر 18 سال یا اس سے زیادہ ہو اور جن کا نام متعلقہ ووٹر فہرست میں درج ہو۔ گرام سبھا کا بنیادی مقصد عوام کو مقامی حکمرانی میں براہِ راست شریک کرنا اور گرام پنچایت کے کاموں پر نگرانی قائم رکھنا ہے۔

گرام سبھا کے فرائض اور اختیارات

1. گرام پنچایت کے کاموں کی نگرانی اور جائزہ لینا۔
2. گاؤں کی ترقی کے منصوبوں اور تجاویز پر غور کرنا اور ان کی منظوری دینا۔
3. پنچایت کے سالانہ بجٹ اور اخراجات کا معائنہ کرنا۔
4. منتخب نمائندوں کی کارکردگی کا جائزہ لینا۔
5. بدعنوانی اور بے ضابطگیوں سے متعلق شکایات پر غور کرنا۔
6. گاؤں کے مسائل اور ضروریات کی نشاندہی کرنا اور ان کے حل کے لیے تجاویز دینا۔

گرام سبھا کے اجلاسوں کے انعقاد سے متعلق قواعد مختلف ریاستوں کے قوانین کے مطابق طے کیے جاتے ہیں۔ عموماً سال میں کم از کم دو اجلاس منعقد کیے جاتے ہیں، جبکہ بعض ریاستوں میں اس سے زیادہ اجلاسوں کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔

سرپنچ یا پردھان

سرپنچ (بعض ریاستوں میں پردھان) گرام پنچایت کا سربراہ ہوتا ہے اور پنچایت کے انتظامی و ترقیاتی امور کی نگرانی کرتا ہے۔

انتخاب

- بیشتر ریاستوں میں سرپنچ کا انتخاب براہِ راست عوامی ووٹوں کے ذریعے کیا جاتا ہے۔
- بعض ریاستوں میں سرپنچ کا انتخاب گرام پنچایت کے منتخب ارکان کرتے ہیں۔
- درج فہرست ذاتوں (SC)، درج فہرست قبائل (ST) اور خواتین کے لیے ریزرویشن کے اصول بھی لاگو ہوتے ہیں۔

سرپنچ کے فرائض اور اختیارات

1. گرام پنچایت کے اجلاسوں کی صدارت کرنا۔
2. ترقیاتی منصوبوں اور سرکاری اسکیموں کے نفاذ کی نگرانی کرنا۔

3. حکومت سے موصول ہونے والے فنڈز کے مؤثر استعمال کو یقینی بنانا۔
4. پانی، صفائی، صحت، تعلیم، سڑکوں اور دیگر بنیادی سہولیات کی بہتری کے لیے اقدامات کرنا۔
5. گرام سبھا اور گرام پنچایت کے درمیان رابطہ برقرار رکھنا۔
6. گرام سبھا کے سامنے پنچایت کی کارکردگی اور مالی امور کی رپورٹ پیش کرنا۔

سرپنچ عموماً پانچ سال کی مدت کے لیے منتخب کیا جاتا ہے۔

گرام پنچایت کے منتخب ارکان

گرام پنچایت کے ارکان وہ منتخب نمائندے ہوتے ہیں جو گاؤں کے مختلف وارڈز کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ہر وارڈ سے منتخب ہونے والا نمائندہ "پنچ" کہلاتا ہے اور گرام پنچایت کا رکن بنتا ہے۔

تشکیل

- گرام پنچایت میں وارڈز کی تعداد ریاستی قوانین اور مقامی آبادی کے مطابق مقرر کی جاتی ہے۔
- ہر وارڈ سے ایک نمائندہ منتخب کیا جاتا ہے۔
- تمام ارکان کا انتخاب عوامی ووٹ کے ذریعے ہوتا ہے۔

ارکان کے فرائض اور اختیارات

1. گاؤں کی ترقی اور فلاح و بہبود سے متعلق امور پر غور کرنا۔
2. ترقیاتی منصوبوں کی تیاری اور ان کے نفاذ میں حصہ لینا۔
3. سرپنچ کے ساتھ مل کر پنچایت کے انتظامی امور انجام دینا۔
4. عوامی شکایات سننا اور ان کے حل کے لیے اقدامات کرنا۔
5. گاؤں کے مسائل کو پنچایت سمیتی یا ضلع پریشد تک پہنچانا۔
6. گرام سبھا کے اجلاسوں میں شرکت کرنا اور عوامی مسائل پر تبادلۂ خیال کرنا۔

گرام پنچایت کے ارکان بھی عموماً پانچ سال کی مدت کے لیے منتخب کیے جاتے ہیں اور مقامی سطح پر عوامی نمائندگی اور ترقیاتی سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

الحاصل، گرام پنچایت دیہی مقامی حکومت کی بنیادی اکائی ہے جو گرام سبھا، سرپنچ اور منتخب ارکان پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ ادارہ گاؤں کی ترقی، عوامی خدمات کی فراہمی، مقامی مسائل کے حل اور جمہوری شرکت کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ 73ویں آئینی ترمیم کے بعد گرام پنچایتوں کو آئینی تحفظ حاصل ہوا، جس سے دیہی سطح پر خود حکمرانی اور عوامی شمولیت کو مزید مضبوط بنیاد فراہم ہوئی۔

2. پنچایت سمیتی (تحصیل / بلاک سطح پر)

پنچایت سمیتی پنچایتی راج نظام کا دوسرا درجہ ہے، جو گرام پنچایت اور ضلع پریشد کے درمیان رابطے کا کام انجام دیتا ہے۔ یہ ادارہ بلاک یا تحصیل کی سطح پر قائم کیا جاتا ہے اور اس کا مقصد گرام پنچایتوں کی رہنمائی، نگرانی اور ترقیاتی منصوبوں کی مؤثر عمل آوری کو یقینی بنانا ہے۔ ایک بلاک یا تحصیل کے اندر موجود تمام گرام پنچایتیں پنچایت سمیتی کے دائرۂ کار میں آتی ہیں۔ پنچایت سمیتی دیہی ترقی کے منصوبوں کو مربوط انداز میں نافذ کرتی ہے، گرام پنچایتوں کو مالی اور انتظامی معاونت فراہم کرتی ہے، اور مختلف سرکاری فلاحی پروگراموں کے نفاذ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ ادارہ مقامی ضروریات اور ضلعی منصوبہ بندی کے درمیان ایک مؤثر رابطہ بھی فراہم کرتا ہے۔

چیئرمین (پرادھان)

پنچایت سمیتی کا سربراہ عموماً چیئرمین یا پرادھان کہلاتا ہے۔ اس کا انتخاب ریاستی قوانین کے مطابق کیا جاتا ہے، جو مختلف ریاستوں میں مختلف ہو سکتا ہے۔ اکثر ریاستوں میں چیئرمین کا انتخاب پنچایت سمیتی کے منتخب ارکان کرتے ہیں، جبکہ بعض ریاستوں میں دیگر طریقۂ انتخاب بھی رائج ہو سکتے ہیں۔

چیئرمین کے فرائض اور اختیارات

1. پنچایت سمیتی کے اجلاسوں کی صدارت کرنا۔

2. ترقیاتی منصوبوں اور فلاحی پروگراموں کی نگرانی کرنا۔

3. بلاک سطح پر مختلف سرکاری محکموں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا۔

4. گرام پنچایتوں کی ضروریات اور مسائل کو ضلعی سطح تک پہنچانا۔

5. حکومتی فنڈز کے مؤثر استعمال کو یقینی بنانا۔

6. تعلیم، صحت، زراعت، آب رسانی، سڑکوں اور دیگر ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی کرنا۔

پنچایت سمیتی کے ارکان

پنچایت سمیتی مختلف نمائندوں پر مشتمل ہوتی ہے جن کی تشکیل ریاستی قوانین کے مطابق ہوتی ہے۔ عام طور پر اس میں بلاک کے مختلف انتخابی حلقوں سے منتخب نمائندے شامل ہوتے ہیں۔ بعض ریاستوں میں گرام پنچایتوں کے نمائندے، مقامی عوامی نمائندے اور دیگر مقررہ ارکان بھی اس کا حصہ بن سکتے ہیں۔

ارکان کے فرائض اور اختیارات

1. بلاک یا تحصیل کی سطح پر ترقیاتی منصوبوں کی منصوبہ بندی اور عمل آوری میں حصہ لینا۔

2. گرام پنچایتوں کی کارکردگی کا جائزہ لینا اور ان کی معاونت کرنا۔

3. تعلیم، صحت، زراعت، دیہی صنعتوں اور فلاحی اسکیموں کے نفاذ میں تعاون فراہم کرنا۔

4. مقامی مسائل کو ضلعی سطح تک پہنچانا اور ان کے حل کے لیے اقدامات کرنا۔

5. بنیادی سہولیات جیسے پانی، سڑکیں، صفائی اور دیگر عوامی خدمات کی بہتری کے لیے کام کرنا۔

6. حکومت کی جانب سے شروع کی گئی مختلف ترقیاتی اور فلاحی اسکیموں کی نگرانی کرنا۔

الحاصل، پنچایت سمیتی پنچایتی راج نظام کا ایک اہم ادارہ ہے جو گرام پنچایتوں اور ضلع پریشد کے درمیان رابطے کا کردار ادا کرتا ہے۔ یہ ادارہ بلاک یا تحصیل کی سطح پر ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی، عوامی مسائل کے حل، اور حکومتی اسکیموں کے نفاذ کو یقینی بناتا ہے۔ اس کے ذریعے دیہی علاقوں میں انتظامی کارکردگی بہتر ہوتی ہے اور مقامی ترقی کو فروغ ملتا ہے۔

ضلع پریشد (ضلع سطح پر)

ضلع پریشد پنچایتی راج نظام کا سب سے اعلیٰ ادارہ ہے، جو ضلع کی سطح پر دیہی ترقی، منصوبہ بندی اور انتظامی امور کی نگرانی کرتا ہے۔ یہ ادارہ ضلع میں موجود تمام پنچایت سمیتیوں اور گرام پنچایتوں کے کاموں میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے اور ریاستی و مرکزی حکومت کی مختلف ترقیاتی اسکیموں کے مؤثر نفاذ کو یقینی بناتا ہے۔ ضلع پریشد دیہی علاقوں کی مجموعی ترقی، عوامی فلاح و بہبود اور بنیادی سہولیات کی فراہمی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

ضلع پریشد کا چیئرمین

ضلع پریشد کا سربراہ چیئرمین کہلاتا ہے، جو ضلع پریشد کے منتخب ارکان میں سے منتخب کیا جاتا ہے۔ بعض ریاستوں میں چیئرمین کے انتخاب کا طریقۂ کار مختلف ہو سکتا ہے، تاہم عموماً اس کا انتخاب ارکان کی ووٹنگ کے ذریعے ہوتا ہے۔ درج فہرست ذاتوں (SC)، درج فہرست قبائل (ST) اور خواتین کے لیے ریزرویشن کی دفعات بھی نافذ ہوتی ہیں۔

چیئرمین کے اہم فرائض اور اختیارات درج ذیل ہیں:

1. ضلع پریشد کے اجلاسوں کی صدارت کرنا۔
2. ضلع سطح کے ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی اور رہنمائی کرنا۔
3. پنچایت سمیتیوں کی کارکردگی کا جائزہ لینا۔
4. ریاستی حکومت سے موصول ہونے والے فنڈز کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانا۔
5. تعلیم، صحت، زراعت، دیہی صنعتوں اور بنیادی ڈھانچے سے متعلق منصوبوں پر عمل درآمد کی نگرانی کرنا۔

6. عوامی مسائل کو ریاستی حکومت تک پہنچانا اور ان کے حل کے لیے اقدامات کرنا۔
7. مختلف سرکاری محکموں اور افسران کے درمیان رابطہ اور تعاون کو فروغ دینا۔

نامزد سرکاری افسران

ضلع پریشد کی مؤثر کارکردگی کے لیے مختلف سرکاری افسران انتظامی اور تکنیکی معاونت فراہم کرتے ہیں۔ یہ افسران ترقیاتی منصوبوں کے نفاذ اور سرکاری پالیسیوں پر عمل درآمد میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

1) **چیف ایگزیکٹو آفیسر (CEO):** چیف ایگزیکٹو آفیسر ریاستی حکومت کی جانب سے مقرر کیا جاتا ہے۔ وہ ضلع پریشد کے روزمرہ انتظامی امور کی نگرانی کرتا ہے، ترقیاتی منصوبوں کے نفاذ کو یقینی بناتا ہے اور مالیاتی معاملات کی دیکھ بھال کرتا ہے۔
2) **ضلعی ترقیاتی افسر (District Development Officer):** ضلعی ترقیاتی افسر ضلع میں مختلف ترقیاتی پروگراموں کی منصوبہ بندی اور نگرانی کرتا ہے۔ وہ مختلف سرکاری محکموں کے درمیان تعاون اور ہم آہنگی کو فروغ دیتا ہے۔
3) **انجینئرنگ اور تکنیکی افسران:** دیہی سڑکوں، پلوں، پانی کی فراہمی، نکاسیٔ آب اور دیگر بنیادی ڈھانچے سے متعلق منصوبوں پر عمل درآمد کے لیے انجینئرنگ محکموں کے افسران خدمات انجام دیتے ہیں۔
4) **دیگر محکمانہ افسران:** زراعت، صحت، تعلیم، دیہی ترقی اور دیگر شعبوں کے افسران بھی ضلع پریشد کے ساتھ مل کر مختلف ترقیاتی پروگراموں کو عملی شکل دیتے ہیں۔

الحاصل، ضلع پریشد پنچایتی راج نظام کی اعلیٰ ترین سطح ہے جو ضلع میں دیہی ترقی، منصوبہ بندی اور انتظامی نگرانی کا مرکز ہوتی ہے۔ یہ ادارہ پنچایت سمیتیوں اور گرام پنچایتوں کے ساتھ مل کر تعلیم، صحت، زراعت، پانی، صفائی اور بنیادی ڈھانچے سے متعلق ترقیاتی منصوبوں کو نافذ کرتا ہے۔ اس طرح ضلع پریشد دیہی علاقوں میں خود حکمرانی، عوامی شرکت اور پائیدار ترقی کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

▪ اختیارات و ذمہ داریاں

73 ویں آئینی ترمیم کے تحت دیہی مقامی حکومتوں (پنچایتوں) کو دیہی ترقی، بنیادی سہولیات کی فراہمی اور مقامی انتظامیہ سے متعلق متعدد اختیارات اور ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔

1. **دیہی ترقی:** دیہی ترقی پنچایتی راج نظام کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اس کے تحت:
   - دیہی سڑکوں، پلوں، نالیوں اور دیگر بنیادی سہولیات کی تعمیر و مرمت۔
   - غربت کے خاتمے اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے والی اسکیموں کا نفاذ۔
   - دیہی رہائش، سماجی بہبود اور بنیادی ڈھانچے کی ترقی۔

اہم ترقیاتی اسکیموں میں:

مہاتما گاندھی نیشنل رورل ایمپلائمنٹ گارنٹی ایکٹ (MGNREGA)

پردھان منتری آواس یوجنا (دیہی)

مختلف خود روزگار اور دیہی ترقیاتی پروگرام

2. **زراعت اور مویشی پروری:** پنچایتی ادارے زرعی ترقی کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔
   - کسانوں کو جدید زرعی معلومات اور تربیت فراہم کرنا۔
   - آبپاشی کے منصوبوں کی نگرانی کرنا۔
   - کھاد، بیج اور زرعی آلات سے متعلق سہولتوں میں تعاون کرنا۔
   - زرعی منڈیوں کے انتظام میں معاونت فراہم کرنا۔
   - مویشیوں کی صحت، افزائش نسل اور ویٹرنری خدمات کا انتظام کرنا۔

3. **صحت عامہ:** دیہی علاقوں میں صحت کی سہولیات کی بہتری بھی پنچایتی اداروں کی ذمہ داری ہے۔

- بنیادی صحت مراکز اور سب سینٹروں کی نگرانی۔
- حفاظتی ٹیکہ کاری پروگراموں کو فروغ دینا۔
- ماں اور بچے کی صحت سے متعلق منصوبوں پر عمل درآمد۔
- متعدی بیماریوں کی روک تھام کے اقدامات۔
- صاف پانی اور صحت و صفائی کے پروگراموں کی نگرانی۔

4. **تعلیم:** تعلیم کے شعبے میں پنچایتی ادارے درج ذیل خدمات انجام دیتے ہیں:

- سرکاری اسکولوں کی نگرانی اور بہتری۔
- بچوں کے داخلے اور حاضری کو فروغ دینا۔
- مڈ ڈے میل اسکیم کے نفاذ میں تعاون۔
- بالغوں اور خواتین کی تعلیم کے فروغ کے لیے اقدامات۔
- اسکولوں میں بنیادی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنانا۔

5. **پانی کی فراہمی:** دیہی علاقوں میں صاف پانی کی دستیابی کے لیے پنچایتی ادارے مختلف اقدامات کرتے ہیں۔

- نل کنکشن، ہینڈ پمپ اور کنوؤں کی دیکھ بھال۔
- آبی ذخائر اور چھوٹے آبی منصوبوں کا تحفظ۔
- بارش کے پانی کے ذخیرے (Rainwater Harvesting) کو فروغ دینا۔
- پانی کی آلودگی کی روک تھام کے اقدامات کرنا۔

6. **صفائی اور صحتِ عامہ:** دیہی ماحول کو صاف اور صحت مند رکھنے کے لیے:

- نکاسئ آب کے نظام کو بہتر بنانا۔
- کچرے کے انتظام کے لیے مناسب اقدامات کرنا۔
- بیت الخلا کی تعمیر اور استعمال کو فروغ دینا۔
- صفائی ستھرائی سے متعلق عوامی بیداری پیدا کرنا۔
- عوامی مقامات، گلیوں اور بازاروں کی صفائی کو یقینی بنانا۔

7. **مالی وسائل اور فنڈنگ کے ذرائع:** پنچایتی ادارے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے مختلف ذرائع سے مالی وسائل حاصل کرتے ہیں، جن میں شامل ہیں:

- مقامی ٹیکس اور فیسیں
- پانی، صفائی اور دیگر خدمات کے محصولات
- بازاروں اور میلوں سے حاصل ہونے والی آمدنی
- ریاستی اور مرکزی حکومت کی گرانٹس
- مختلف ترقیاتی منصوبوں کے لیے خصوصی فنڈز

8. **مرکزی اور ریاستی حکومت کے ساتھ تعاون:** پنچایتی راج ادارے ریاستی اور مرکزی حکومتوں کے ساتھ قریبی تعاون کے ذریعے کام کرتے ہیں۔

- ریاستی حکومت نگرانی، رہنمائی اور مالی معاونت فراہم کرتی ہے۔
- مرکزی حکومت مختلف فلاحی اور ترقیاتی اسکیموں کے لیے مالی وسائل مہیا کرتی ہے۔
- ضلع پریشد، پنچایت سمیتی اور گرام پنچایت باہمی تعاون سے ترقیاتی منصوبوں پر عمل درآمد کرتے ہیں۔
- ریاستی فنانس کمیشن مقامی اداروں کے مالی وسائل کے تعین اور تقسیم کے اصول وضع کرتا ہے۔

4.3 شہری حکومت: میونسپل گورننس

- ### آئینی حیثیت

74ویں آئینی ترمیم (1992) کے ذریعے ہندوستان میں شہری حکومت (میونسپل گورننس) کو آئینی حیثیت دی گئی۔ اس سے پہلے شہری حکومت کا نظام مختلف قوانین اور ریاستی حکومتوں کے تحت چلایا جاتا تھا، لیکن اس میں یکسانیت اور آئینی تحفظ کا فقدان تھا۔ 74ویں ترمیم نے شہری حکومت کو ایک مستقل، مضبوط، اور خود مختار ادارہ بنا دیا، تاکہ شہروں اور قصبوں میں بہتر نظم و نسق، بنیادی سہولیات کی فراہمی، اور عوامی فلاح و بہبود کو یقینی بنایا جا سکے۔

74ویں آئینی ترمیم (1992)

74ویں آئینی ترمیم کے ذریعے آئین میں آرٹیکل 243-P سے 243-ZG تک کی دفعات شامل کی گئیں، جن کے تحت:

شہری حکومت کو تین درجوں میں تقسیم کیا گیا:

1. **میونسپل کارپوریشن (بڑے شہر)**
2. **میونسپل کونسل (درمیانے شہر)**
3. **نگر پنچایت (چھوٹے شہر اور قصبے)**

- تمام ریاستوں کو پابند کیا گیا کہ وہ میونسپل انتخابات ہر 5 سال بعد کرائیں (آرٹیکل 243-U)۔
- شہری حکومت میں دلتوں، قبائلیوں اور خواتین کے لیے مخصوص نشستیں رکھی گئیں (آرٹیکل 243-T)۔
- ریاستی حکومتوں کو ہدایت دی گئی کہ وہ میونسپل اداروں کو مالیاتی خود مختاری دیں (آرٹیکل 243-X)۔
- ریاستی الیکشن کمیشن کو شہری حکومتوں کے انتخابات کے انعقاد کی ذمہ داری دی گئی (آرٹیکل 243-ZA)۔

بارہواں شیڈول (Twelfth Schedule) آئین میں شامل کیا گیا، جس میں 18 ایسے امور درج کیے گئے جن پر میونسپل اداروں کو اختیار دیا گیا۔

آرٹیکل P-243 سے ZG-243 تک کی تفصیل

1. آرٹیکل P-243 – شہری علاقوں میں میونسپل گورننس کی تعریف
2. آرٹیکل Q-243 – میونسپل اداروں کی اقسام (میونسپل کارپوریشن، میونسپل کونسل، نگر پنچایت)
3. آرٹیکل R-243 – میونسپل اداروں کی تشکیل اور ان کے اختیارات
4. آرٹیکل S-243 – وارڈ کمیٹیوں کا قیام اور ان کے اختیارات
5. آرٹیکل T-243 – درج فہرست ذاتوں، قبائل اور خواتین کے لیے ریزرویشن
6. آرٹیکل U-243 – میونسپل انتخابات ہر 5 سال بعد کرانا لازمی
7. آرٹیکل V-243 – میونسپل ممبران کی اہلیت اور نااہلی
8. آرٹیکل W-243 – میونسپل اداروں کے اختیارات اور ذمہ داریاں
9. آرٹیکل X-243 – مالیاتی اختیارات، مقامی ٹیکس، اور میونسپل فنڈز
10. آرٹیکل Y-243 – ریاستی میونسپل فنانس کمیشن کا قیام
11. آرٹیکل Z-243 – میونسپل اداروں کے حسابات اور آڈٹ
12. آرٹیکل ZA-243 – ریاستی الیکشن کمیشن کی ذمہ داری
13. آرٹیکل ZB-243 – بعض علاقوں میں میونسپل گورننس کا اطلاق
14. آرٹیکل ZC-243 – کچھ مخصوص علاقوں میں استثنیٰ (جیسے قبائلی علاقے)
15. آرٹیکل ZD-243 – ضلعی منصوبہ بندی کمیٹی کا قیام
16. آرٹیکل ZE-243 – میٹروپولیٹن پلاننگ کمیٹی کا قیام
17. آرٹیکل ZF-243 – موجودہ قوانین کی مطابقت
18. آرٹیکل ZG-243 – میونسپل انتخابات کو عدالت میں چیلنج کرنے کی حد

بارہواں شیڈول اور اس میں درج 18 امور

74ویں آئینی ترمیم کے تحت ہندوستانی آئین میں بارہواں شیڈول (Twelfth Schedule) شامل کیا گیا، جس میں 18 ایسے موضوعات درج کیے گئے ہیں جو شہری مقامی حکومتوں (میونسپل اداروں) کے دائرۂ کار سے متعلق ہیں۔ اس شیڈول کا مقصد شہری علاقوں میں اختیارات کی منتقلی، مقامی خود حکمرانی کو فروغ دینا، اور شہری عوام کو بہتر بنیادی سہولیات فراہم کرنا ہے۔ ان موضوعات میں شہری منصوبہ بندی اور ٹاؤن پلاننگ، زمین کے استعمال اور عمارتوں کی تعمیر سے متعلق ضوابط، معاشی اور سماجی ترقی کی منصوبہ بندی، سڑکوں اور پلوں کی تعمیر و دیکھ بھال، گھریلو، صنعتی اور تجارتی مقاصد کے لیے پانی کی فراہمی، صحتِ عامہ، صفائی اور حفظانِ صحت، سالڈ ویسٹ مینجمنٹ (ٹھوس فضلہ کا انتظام)، فائر بریگیڈ خدمات، شہری جنگلات اور ماحولیات کا تحفظ، کمزور طبقات بشمول معذور افراد اور ذہنی طور پر کمزور افراد کی فلاح و بہبود، جھگی بستیوں کی بہتری اور ترقی، شہری غربت کے خاتمے کے پروگرام، پارکس، باغات اور کھیل کے میدانوں جیسی شہری سہولیات کی فراہمی، ثقافتی، تعلیمی اور جمالیاتی ترقی کا فروغ، قبرستانوں، شمشان گھاٹوں اور تدفین و آخری رسومات سے متعلق سہولیات، مویشی خانوں اور جانوروں پر ظلم کی روک تھام، پیدائش و اموات کی رجسٹریشن، عوامی سہولیات جیسے سڑکوں کی روشنی، پارکنگ، بس اسٹاپ اور عوامی بیت الخلاء کی فراہمی، نیز مذبح خانوں اور چمڑا صاف کرنے کے مراکز (Tanneries) کے نظم و نسق جیسے امور شامل ہیں۔

ان موضوعات کے ذریعے میونسپل اداروں کو شہری علاقوں میں منصوبہ بندی، بنیادی سہولیات کی فراہمی، صحت و صفائی، ماحولیات کے تحفظ اور شہری فلاح و بہبود کے میدان میں فعال کردار ادا کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، تاکہ شہری سطح پر مؤثر خود حکمرانی اور عوامی شرکت کو فروغ دیا جا سکے۔

▪ شہری حکومت کا ڈھانچہ

74ویں آئینی ترمیم (1992) کے تحت شہری حکومت کو تین درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1. **میونسپل کارپوریشن (بڑے شہر)**
2. **میونسپل کونسل (درمیانے شہر)**
3. **نگر پنچایت (چھوٹے شہر اور قصبے)**

یہ تین درجے شہری ترقی، بنیادی سہولیات کی فراہمی، اور میونسپل گورننس کے مؤثر نفاذ کے لیے بنائے گئے ہیں۔ میونسپل کارپوریشن سب سے اعلیٰ درجہ ہے، جو بڑے شہروں میں شہری انتظامات کی نگرانی کرتا ہے۔

1. میونسپل کارپوریشن (بڑے شہر)

میونسپل کارپوریشن شہری مقامی حکومت کا سب سے اعلیٰ ادارہ ہے، جو بڑے شہروں میں شہری انتظامیہ، عوامی خدمات اور ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی کرتا ہے۔ بھارت میں دہلی، ممبئی، کولکتہ، چنئی، حیدرآباد اور بنگلورو جیسے بڑے شہروں میں میونسپل کارپوریشنیں قائم ہیں۔ چونکہ ان شہروں کی آبادی زیادہ اور مسائل نسبتاً پیچیدہ ہوتے ہیں، اس لیے میونسپل کارپوریشنوں کو مالی، انتظامی اور منصوبہ بندی کے وسیع اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

میونسپل کارپوریشن کا بنیادی مقصد شہریوں کو بنیادی سہولیات فراہم کرنا، شہری ترقی کو فروغ دینا، صحت و صفائی کے نظام کو بہتر بنانا، اور مقامی سطح پر جمہوری حکمرانی کو مؤثر بنانا ہے۔ اس کے اہم اجزاء میں میئر، میونسپل کمشنر اور منتخب کونسلرز شامل ہوتے ہیں۔

میئر (Mayor)

میئر میونسپل کارپوریشن کا سربراہ اور شہر کا پہلا شہری (First Citizen) سمجھا جاتا ہے۔ وہ شہری حکومت کی سیاسی قیادت فراہم کرتا ہے اور میونسپل کارپوریشن کے منتخب نمائندوں کی نمائندگی کرتا ہے۔

انتخاب

- بعض ریاستوں میں میئر کا انتخاب براہِ راست عوامی ووٹوں کے ذریعے کیا جاتا ہے۔
- بعض ریاستوں میں میئر کو منتخب کونسلرز یا کارپوریٹرز اپنے ووٹوں سے منتخب کرتے ہیں۔
- مختلف ریاستوں میں میئر کے انتخاب اور مدتِ کار سے متعلق قوانین مختلف ہو سکتے ہیں۔

میئر کے فرائض اور اختیارات

1. میونسپل کارپوریشن کے اجلاسوں کی صدارت کرنا۔
2. شہری ترقی اور فلاحی منصوبوں کے حوالے سے پالیسی رہنمائی فراہم کرنا۔
3. میونسپل بجٹ اور ترقیاتی پروگراموں پر غور و خوض کی نگرانی کرنا۔
4. شہری مسائل کو ریاستی اور مرکزی حکومت کے سامنے پیش کرنا۔
5. میونسپل کمشنر اور دیگر حکام کے ساتھ مل کر شہری سہولیات کی بہتری کے لیے کام کرنا۔
6. عوامی نمائندوں، شہری تنظیموں اور مختلف کمیٹیوں کے ساتھ رابطہ اور مشاورت برقرار رکھنا۔

میئر کی مدتِ کار ریاستی قوانین کے مطابق مختلف ہو سکتی ہے۔ بعض ریاستوں میں یہ پانچ سال جبکہ بعض میں اس سے کم مدت کے لیے مقرر کی جاتی ہے۔

میونسپل کمشنر (Municipal Commissioner)

میونسپل کمشنر میونسپل کارپوریشن کا اعلیٰ انتظامی افسر ہوتا ہے اور شہری حکومت کے انتظامی امور کا سربراہ شمار کیا جاتا ہے۔ وہ میونسپل کارپوریشن کے فیصلوں اور منصوبوں پر عملی طور پر عمل درآمد کراتا ہے۔

تقرری

- میونسپل کمشنر کا تقرر ریاستی حکومت کرتی ہے۔
- عموماً یہ ایک سینئر سرکاری افسر ہوتا ہے، جو انتظامی تجربہ رکھتا ہے۔
- اس کی ذمہ داری میونسپل کارپوریشن کے روزمرہ انتظامی امور کو مؤثر انداز میں چلانا ہوتی ہے۔

میونسپل کمشنر کے فرائض اور اختیارات

1. میونسپل کارپوریشن کے روزمرہ انتظامی امور کی نگرانی کرنا۔
2. صفائی، نکاسیٔ آب، پانی کی فراہمی، صحت عامہ اور شہری بنیادی ڈھانچے سے متعلق منصوبوں پر عمل درآمد کرانا۔
3. میونسپل بجٹ، محصولات اور مالی معاملات کا انتظام کرنا۔
4. میونسپل کارپوریشن اور اس کی کمیٹیوں کے فیصلوں کو نافذ کرنا۔
5. ریاستی اور مرکزی حکومت کے مختلف محکموں کے ساتھ رابطہ اور ہم آہنگی قائم کرنا۔
6. میونسپل ملازمین اور افسران کی نگرانی اور ان کی کارکردگی کا جائزہ لینا۔

میونسپل کمشنر کو انتظامی اور مالی معاملات میں نمایاں اختیارات حاصل ہوتے ہیں، جبکہ میئر زیادہ تر پالیسی سازی، نمائندگی اور سیاسی قیادت کا کردار ادا کرتا ہے۔

منتخب کونسلرز (Councillors / Corporators)

میونسپل کارپوریشن کے منتخب ارکان کو کونسلر یا کارپوریٹر کہا جاتا ہے۔ یہ شہر کے مختلف وارڈز سے منتخب ہو کر آتے ہیں اور اپنے علاقوں کے عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔

انتخاب اور تشکیل

- شہر کو مختلف وارڈز میں تقسیم کیا جاتا ہے۔
- ہر وارڈ سے ایک نمائندہ عوامی ووٹوں کے ذریعے منتخب ہوتا ہے۔
- درج فہرست ذاتوں (SC)، درج فہرست قبائل (ST) اور خواتین کے لیے آئینی ریزرویشن کا نظام بھی نافذ ہوتا ہے۔

کونسلرز کے فرائض اور اختیارات

1. اپنے وارڈ کے عوامی مسائل کو میونسپل کارپوریشن کے سامنے پیش کرنا۔
2. شہری ترقیاتی منصوبوں کی تیاری اور منظوری میں حصہ لینا۔
3. صفائی، سڑکوں، روشنی، پانی اور دیگر شہری سہولیات سے متعلق معاملات کی نگرانی کرنا۔
4. عوامی شکایات سننا اور ان کے حل کے لیے متعلقہ حکام سے رابطہ کرنا۔
5. میونسپل بجٹ اور مختلف پالیسی فیصلوں پر بحث و مباحثہ کرنا۔
6. شہر کی مجموعی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے تجاویز پیش کرنا۔

منتخب کونسلرز شہری حکومت اور عوام کے درمیان ایک اہم رابطے کا کردار ادا کرتے ہیں اور مقامی جمہوریت کو مضبوط بنانے میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔

الحاصل، میونسپل کارپوریشن شہری مقامی حکومت کا سب سے اہم ادارہ ہے، جو بڑے شہروں کے انتظام اور ترقی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس کے تین بنیادی ستون میئر، میونسپل کمشنر اور منتخب کونسلرز ہیں۔ میئر شہری حکومت کی سیاسی قیادت فراہم کرتا ہے، میونسپل کمشنر انتظامی امور اور منصوبوں پر عمل درآمد کا ذمہ دار ہوتا ہے، جبکہ کونسلرز عوامی نمائندگی اور مقامی مسائل کے حل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ 74ویں آئینی ترمیم کے بعد میونسپل کارپوریشنوں کو آئینی تحفظ حاصل ہوا، جس سے شہری سطح پر جمہوری حکمرانی، مقامی خود مختاری اور عوامی شرکت کو مزید مضبوطی ملی۔

2. میونسپل کونسل (درمیانے شہر)

میونسپل کونسل شہری مقامی حکومت کا ایک اہم ادارہ ہے، جو درمیانے درجے کے شہروں میں بلدیاتی امور کی نگرانی اور انتظام کے لیے قائم کی جاتی ہے۔ یہ میونسپل کارپوریشن سے نچلے درجے کی شہری حکومت ہوتی ہے اور عموماً ایسے شہروں میں قائم کی جاتی ہے جہاں آبادی نسبتاً کم ہو۔ میونسپل کونسل کا بنیادی مقصد شہریوں کو بنیادی سہولیات فراہم کرنا، شہری ترقی کو فروغ دینا، اور مقامی سطح پر عوامی مسائل کا مؤثر حل یقینی بنانا ہے۔

میونسپل کونسل سڑکوں کی تعمیر و مرمت، صفائی، نکاسئ آب، پانی کی فراہمی، صحت عامہ، شہری منصوبہ بندی اور دیگر بلدیاتی خدمات کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ اس کے اہم اجزاء چیئرمین (یا پریزیڈنٹ) اور منتخب کونسلرز ہوتے ہیں۔

چیئرمین / پریزیڈنٹ

چیئرمین (بعض ریاستوں میں پریزیڈنٹ) میونسپل کونسل کا سربراہ ہوتا ہے، جو بلدیاتی امور کی نگرانی اور شہری ترقیاتی منصوبوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ وہ میونسپل کونسل کی سیاسی قیادت فراہم کرتا ہے اور مختلف عوامی خدمات کی بہتری کے لیے کام کرتا ہے۔

انتخاب

- بعض ریاستوں میں چیئرمین کا انتخاب براہِ راست عوامی ووٹوں کے ذریعے کیا جاتا ہے۔
- بعض ریاستوں میں منتخب کونسلرز اپنے ووٹوں سے چیئرمین کا انتخاب کرتے ہیں۔
- درج فہرست ذاتوں (SC)، درج فہرست قبائل (ST) اور خواتین کے لیے آئینی ریزرویشن کا نظام بھی نافذ ہوتا ہے۔

چیئرمین کے فرائض اور اختیارات

1. میونسپل کونسل کے اجلاسوں کی صدارت کرنا۔
2. شہری ترقی اور بلدیاتی خدمات سے متعلق پالیسی فیصلوں کی نگرانی کرنا۔
3. سڑکوں، نکاسئ آب، پانی کی فراہمی، صفائی اور صحت عامہ کے منصوبوں کی نگرانی کرنا۔

4. میونسپل بجٹ اور مالی وسائل کے مؤثر استعمال کو یقینی بنانا۔
5. میونسپل افسران اور عملے کی کارکردگی پر نظر رکھنا۔
6. ریاستی اور مرکزی حکومت کی اسکیموں کے نفاذ کے لیے مختلف اداروں کے ساتھ رابطہ اور ہم آہنگی قائم کرنا۔
7. شہری ترقی کے نئے منصوبوں کی تجویز اور ان کی پیش رفت کا جائزہ لینا۔

چیئرمین عموماً پانچ سال کی مدت کے لیے منتخب کیا جاتا ہے، اگرچہ بعض ریاستوں میں اس مدت سے متعلق مختلف انتظامات بھی موجود ہو سکتے ہیں۔

منتخب کونسلرز (Councillors)

منتخب کونسلرز میونسپل کونسل کے ارکان ہوتے ہیں جو شہر کے مختلف وارڈز سے منتخب ہو کر آتے ہیں اور اپنے علاقوں کے عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ مقامی سطح پر شہری مسائل کو اجاگر کرنے اور ان کے حل کے لیے پالیسی سازی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

انتخاب اور تشکیل

- شہر کو مختلف وارڈز میں تقسیم کیا جاتا ہے۔
- ہر وارڈ سے ایک نمائندہ عوامی ووٹوں کے ذریعے منتخب ہوتا ہے۔
- کونسلرز کی تعداد شہر کی آبادی اور وارڈز کی تعداد کے مطابق مقرر کی جاتی ہے۔
- درج فہرست ذاتوں (SC)، درج فہرست قبائل (ST) اور خواتین کے لیے مخصوص نشستوں کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔

کونسلرز کے فرائض اور اختیارات

1. اپنے وارڈ کے عوامی مسائل کو میونسپل کونسل میں پیش کرنا۔
2. شہری ترقیاتی منصوبوں پر غور و خوض کرنا اور ان کی منظوری میں حصہ لینا۔
3. پانی، صفائی، سڑکوں، نکاسیٔ آب، اسٹریٹ لائٹس اور صحت عامہ جیسی بنیادی سہولیات کی نگرانی کرنا۔
4. عوامی شکایات سننا اور ان کے حل کے لیے متعلقہ حکام سے رابطہ کرنا۔

5. میونسپل بجٹ، محصولات اور ٹیکس سے متعلق امور میں شرکت کرنا۔
6. ریاستی اور مرکزی حکومت کی ترقیاتی و فلاحی اسکیموں کے نفاذ میں تعاون کرنا۔
7. چیئرمین اور میونسپل افسران کے ساتھ مل کر شہری منصوبہ بندی اور ترقیاتی سرگرمیوں میں حصہ لینا۔

منتخب کونسلرز مقامی جمہوریت کی بنیاد ہوتے ہیں اور شہریوں اور بلدیاتی انتظامیہ کے درمیان رابطے کا اہم ذریعہ سمجھے جاتے ہیں۔

الحاصل، میونسپل کونسل درمیانے درجے کے شہروں میں شہری مقامی حکومت کا اہم ادارہ ہے، جو بلدیاتی خدمات، شہری ترقی اور عوامی فلاح کے لیے کام کرتا ہے۔ اس کے بنیادی اجزاء چیئرمین (یا پریزیڈنٹ) اور منتخب کونسلرز ہیں۔ چیئرمین بلدیاتی ادارے کی قیادت کرتا ہے، جبکہ کونسلرز مختلف وارڈز کے عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ ادارہ شہری مسائل کے حل، بنیادی سہولیات کی فراہمی اور مقامی جمہوریت کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور 74ویں آئینی ترمیم کے بعد اسے آئینی تحفظ اور استحکام حاصل ہوا۔

3. نگر پنچایت (چھوٹے شہر/ قصبے)

نگر پنچایت شہری مقامی حکومت کا وہ ادارہ ہے جو ایسے چھوٹے شہروں اور قصبوں میں قائم کیا جاتا ہے جو دیہی سے شہری حیثیت کی طرف منتقل ہو رہے ہوں۔ یہ ایک عبوری (Transitional) مقامی حکومت سمجھی جاتی ہے اور ان علاقوں میں بلدیاتی خدمات، شہری ترقی اور بنیادی سہولیات کی فراہمی کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ 74ویں آئینی ترمیم کے بعد نگر پنچایت کو شہری مقامی حکومت کے ایک باقاعدہ ادارے کے طور پر آئینی تحفظ حاصل ہوا۔

نگر پنچایت کا بنیادی مقصد مقامی سطح پر شہری سہولیات کی فراہمی، ترقیاتی منصوبوں کا نفاذ، صحت و صفائی کے انتظامات اور عوامی فلاح و بہبود کو یقینی بنانا ہے۔ اس کے اہم اجزاء چیف آفیسر، صدر (چیئرپرسن) اور مختلف مقامی کمیٹیاں ہیں۔

چیف آفیسر (Chief Officer)

چیف آفیسر نگر پنچایت کا انتظامی سربراہ ہوتا ہے، جو ریاستی حکومت کی جانب سے مقرر کیا جاتا ہے۔ وہ نگر پنچایت کے روزمرہ انتظامی امور، ترقیاتی منصوبوں اور بلدیاتی خدمات کی نگرانی کرتا ہے۔

تقرری

- چیف آفیسر کا تقرر ریاستی حکومت کرتی ہے۔
- عموماً یہ بلدیاتی انتظامیہ کا تجربہ رکھنے والا سرکاری افسر ہوتا ہے۔
- وہ نگر پنچایت کے انتظامی اور مالی معاملات کی نگرانی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

فرائض اور اختیارات

1. نگر پنچایت کے ترقیاتی منصوبوں پر عمل درآمد کرانا۔
2. صفائی، نکاسئ آب، پانی کی فراہمی اور سڑکوں کی دیکھ بھال کی نگرانی کرنا۔
3. بجٹ، محصولات اور مالیاتی امور کا انتظام کرنا۔
4. صدر اور منتخب ارکان کے فیصلوں پر عمل درآمد کو یقینی بنانا۔
5. ریاستی حکومت اور ضلعی انتظامیہ کے ساتھ رابطہ اور ہم آہنگی قائم کرنا۔
6. مختلف ترقیاتی اسکیموں کے لیے فنڈز اور وسائل کے حصول میں معاونت کرنا۔

صدر (Chairperson / President)

صدر نگر پنچایت کا منتخب سیاسی سربراہ ہوتا ہے، جو عوامی نمائندگی کرتا ہے اور مقامی ترقیاتی منصوبوں کی رہنمائی کرتا ہے۔

انتخاب

- بعض ریاستوں میں صدر کا انتخاب براہِ راست عوامی ووٹوں کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

- بعض ریاستوں میں منتخب ارکان اپنے ووٹوں سے صدر کا انتخاب کرتے ہیں۔
- درج فہرست ذاتوں (SC)، درج فہرست قبائل (ST) اور خواتین کے لیے ریزرویشن کا نظام بھی نافذ ہوتا ہے۔

فرائض اور اختیارات

1. نگر پنچایت کے اجلاسوں کی صدارت کرنا۔
2. مقامی پالیسیوں اور ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی کرنا۔
3. چیف آفیسر کے ساتھ مل کر شہری سہولیات کی بہتری کے لیے کام کرنا۔
4. بجٹ اور ترقیاتی منصوبوں کی منظوری میں کردار ادا کرنا۔
5. ریاستی حکومت سے ترقیاتی اسکیموں اور فنڈز کے حصول کے لیے رابطہ رکھنا۔
6. مقامی عوام کے مسائل کو متعلقہ حکام تک پہنچانا اور ان کے حل کی کوشش کرنا۔

مقامی کمیٹیاں

نگر پنچایت کے مختلف امور کو مؤثر انداز میں چلانے کے لیے متعدد کمیٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں۔ یہ کمیٹیاں مخصوص شعبوں میں نگرانی اور مشاورت کا کردار ادا کرتی ہیں۔

اہم کمیٹیاں

1. **صفائی و حفظانِ صحت کمیٹی**

- صفائی کے انتظامات کی نگرانی۔
- کچرے کے انتظام اور نکاسئ آب کے نظام کا جائزہ۔

2. پانی و نکاسئ آب کمیٹی

- صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنانا۔
- نکاسئ آب کے منصوبوں کی نگرانی کرنا۔

3. تعلیم و فلاحی کمیٹی

- تعلیمی اور فلاحی پروگراموں کے نفاذ میں معاونت کرنا۔
- سماجی بہبود سے متعلق سرگرمیوں کی نگرانی کرنا۔

4. ٹیکس و محصولات کمیٹی

- مقامی ٹیکسوں اور محصولات کے نظام کی نگرانی۔
- مالی وسائل میں اضافے کے لیے تجاویز دینا۔

5. بازار و تجارتی سرگرمیوں کی کمیٹی

- بازاروں اور تجارتی مراکز کے انتظام کی نگرانی۔
- مقامی کاروباری سرگرمیوں کو منظم کرنا۔

الحاصل، نگر پنچایت شہری مقامی حکومت کی ایک اہم عبوری اکائی ہے جو چھوٹے شہروں اور قصبوں میں بلدیاتی خدمات، بنیادی سہولیات اور ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی کرتی ہے۔ اس کے بنیادی اجزاء صدر، چیف آفیسر اور مختلف مقامی کمیٹیاں ہیں۔ یہ ادارہ شہری ترقی، صفائی، پانی کی فراہمی، صحت عامہ، سڑکوں کی تعمیر اور مالی انتظام جیسے اہم شعبوں میں خدمات انجام دیتا ہے۔ 74ویں آئینی ترمیم کے بعد نگر پنچایتوں کو آئینی تحفظ حاصل ہوا، جس سے مقامی سطح پر خود حکمرانی اور عوامی شرکت کو مزید مضبوطی ملی۔

▪ اختیارات اور ذمہ داریاں

74ویں آئینی ترمیم کے تحت شہری مقامی حکومتوں (میونسپلٹیوں) کو شہری ترقی، بنیادی سہولیات کی فراہمی اور مقامی انتظامیہ سے متعلق متعدد اختیارات اور ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔

1. شہری ترقی

- شہری منصوبہ بندی اور ترقیاتی اسکیموں کی تیاری۔
- نئی رہائشی اور تجارتی کالونیوں کی منصوبہ بندی۔
- تعمیراتی منصوبوں کی منظوری اور نگرانی۔
- مستقبل کی شہری ضروریات کے مطابق ترقیاتی منصوبے بنانا۔

2. صفائی اور حفظانِ صحت

- صفائی ستھرائی کے مؤثر انتظامات کرنا۔
- کچرے کی تلفی اور نکاسئ آب کے نظام کو بہتر بنانا۔
- عوامی مقامات کی صفائی کو یقینی بنانا۔
- صحت بخش ماحول کے فروغ کے لیے اقدامات کرنا۔

3. پانی کی فراہمی

- شہریوں کو صاف پینے کے پانی کی فراہمی۔
- واٹر سپلائی نظام کی دیکھ بھال اور توسیع۔
- پانی کے ذخائر اور پائپ لائنوں کی نگرانی۔
- پانی کے معیار کو برقرار رکھنے کے اقدامات کرنا۔

4. عوامی روشنی اور بنیادی سہولیات

- اسٹریٹ لائٹس کی تنصیب اور دیکھ بھال۔
- عوامی مقامات پر بنیادی سہولیات کی فراہمی۔
- توانائی کے متبادل ذرائع کے استعمال کی حوصلہ افزائی۔

5. صحت عامہ

- بنیادی صحت مراکز اور طبی سہولیات کی معاونت۔
- بیماریوں کی روک تھام کے لیے اقدامات کرنا۔
- صحت و صفائی کے بارے میں عوامی آگاہی پیدا کرنا۔
- حفاظتی ٹیکہ جات اور صحت عامہ کے پروگراموں میں تعاون کرنا۔

6. سڑکیں اور نقل و حمل

- سڑکوں اور پلوں کی تعمیر و مرمت۔
- ٹریفک کے بہتر انتظام کے لیے اقدامات کرنا۔
- عوامی نقل و حمل کی سہولیات کی بہتری میں تعاون کرنا۔
- تجاوزات کے خاتمے اور سڑکوں کی حفاظت کو یقینی بنانا۔

7. پارکس اور عوامی مقامات

- پارکس، باغات اور کھیل کے میدان قائم کرنا۔
- شجرکاری اور ماحولیاتی تحفظ کی سرگرمیوں کو فروغ دینا۔

- عوامی تفریحی مقامات کی دیکھ بھال کرنا۔
- ثقافتی اور تاریخی ورثے کے تحفظ کے لیے اقدامات کرنا۔

8. مالی اختیارات اور محصولات

- پراپرٹی ٹیکس
- رہائشی اور تجارتی املاک پر ٹیکس عائد کرنا۔
- حاصل شدہ آمدنی کو شہری سہولیات کی بہتری پر خرچ کرنا۔
- یوٹیلیٹی چارجز
- پانی، صفائی اور دیگر خدمات کے لیے فیس وصول کرنا۔
- بنیادی خدمات کی فراہمی کے لیے مناسب مالی وسائل پیدا کرنا۔
- حکومتی گرانٹس
- ریاستی اور مرکزی حکومت سے ترقیاتی گرانٹس حاصل کرنا۔
- مختلف ترقیاتی منصوبوں کے لیے مالی معاونت حاصل کرنا۔
- عوامی و نجی شراکت داری (PPP) کے منصوبوں کی حوصلہ افزائی کرنا۔

باب پنجم : آئین اور عام شہری

5.1 آئین اور شہریوں کے حقوق

- آئین ہمارے روزمرہ زندگی کو کیسے متاثر کرتا ہے ؟
- بنیادی حقوق کا استعمال

5.2 آئین اور سماجی انصاف

- اقلیتوں کے حقوق
- خواتین کے حقوق
- دلت اور پسماندہ طبقات کے حقوق

5.3 آئین اور ماحولیات

- ماحولیات کے تحفظ کے لیے آئینی ہدایات
- شہریوں کے فرائض

باب پنجم :آئین اور عام شہری

5.1 آئین اور شہریوں کے حقوق

▪ آئین ہمارے روزمرہ زندگی کو کیسے متاثر کرتا ہے؟

آئین کسی بھی ملک کے لیے بنیادی قانون ہوتا ہے جو شہریوں کے حقوق، فرائض اور حکومت کے اختیارات کا تعین کرتا ہے۔ ہندوستان کا آئین دنیا کے سب سے جامع اور تفصیلی آئینوں میں شمار ہوتا ہے، جو نہ صرف حکومت کے مختلف اداروں کے اختیارات کو متعین کرتا ہے بلکہ ہر شہری کی روزمرہ زندگی میں بھی گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ یہ اثرات بہت سے پہلوؤں سے ظاہر ہوتے ہیں، جیسے کہ بنیادی حقوق، آزادی، مساوات، انصاف، تحفظ، تعلیم، روزگار، اور حکومتی ذمہ داریوں کے حوالے سے۔

ہندوستانی آئین شہریوں کو بنیادی حقوق فراہم کرتا ہے، جو ان کی روزمرہ زندگی میں تحفظ اور آزادی کی ضمانت دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر، آزادی کا حق (Article 19) ہمیں اظہار رائے کی آزادی، نقل و حرکت کی آزادی، اور کسی بھی پیشے کو اختیار کرنے کی آزادی فراہم کرتا ہے۔ یہ حق ہمیں روزمرہ کی زندگی میں اپنی مرضی سے کام کرنے، اپنی رائے کا اظہار کرنے، اور کہیں بھی جانے یا رہنے کی سہولت دیتا ہے۔ اسی طرح، مساوات کا حق (Article 14) ہمیں یہ یقین دہانی کراتا ہے کہ کوئی بھی قانون سب کے لیے یکساں ہوگا اور کسی کے ساتھ ذات، مذہب، جنس یا نسل کی بنیاد پر امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔

ہندوستان میں ہر شہری کی زندگی میں آئین کا براہ راست اثر اس وقت نظر آتا ہے جب وہ اپنی تعلیم، ملازمت، یا کاروبار کے سلسلے میں کوئی قدم اٹھاتا ہے۔ مثال کے طور پر، آئین کے تحت دیے گئے تعلیمی حقوق کی وجہ سے ہر بچہ (6 سے 14 سال تک) مفت اور لازمی تعلیم کا حقدار ہے (Article 21A)۔ اسی طرح، دلت، قبائلی اور پسماندہ طبقات کو ریزرویشن کی سہولت فراہم کی گئی ہے تاکہ انہیں مساوی مواقع میسر آ سکیں۔ اگر یہ آئینی ضمانتیں نہ ہوتیں تو لاکھوں افراد تعلیم اور روزگار کے مواقع سے محروم رہ سکتے تھے۔

روزمرہ زندگی میں انصاف کے اصول کو یقینی بنانے کے لیے آئین ہمیں عدالتی تحفظ بھی فراہم کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی بھی طرح کے استحصال، ناانصافی یا ظلم کا شکار ہوتا ہے تو وہ عدالت میں جا کر اپنے حقوق کا تحفظ کر سکتا ہے۔آئین کا آرٹیکل 32 ہر شہری کو یہ حق دیتا ہے کہ اگر اس کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہو تو وہ براہ راست سپریم کورٹ جا سکتا ہے، جبکہ آرٹیکل 226 کے تحت وہ ہائی کورٹ میں

بھی درخواست دائر کر سکتا ہے۔ یہ شق اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ کسی بھی شہری پر ظلم یا ناانصافی نہ ہو اور اگر ایسا ہو تو اسے قانونی مدد حاصل ہو۔

آئین صرف شہریوں کے حقوق تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ حکومتی اداروں کو بھی پابند کرتا ہے کہ وہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کریں۔ حکومت پر لازم ہے کہ وہ شہریوں کو صحت، تعلیم، روزگار، اور بہتر زندگی کے مواقع فراہم کرے۔ مثال کے طور پر، حکومت کو یہ ذمہ داری دی گئی ہے کہ وہ کمزور طبقوں کے تحفظ کے لیے قانون سازی کرے، مزدوروں کو ان کے حقوق فراہم کرے، اور خواتین کے ساتھ مساوی سلوک کو یقینی بنائے۔ یہ سب کچھ آئین کی مختلف شقوں میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

ہندوستانی آئین ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں مذہبی آزادی بھی فراہم کرتا ہے، جس کی وجہ سے ہر فرد کو اپنے مذہب پر عمل کرنے، تبلیغ کرنے اور اس کی پیروی کرنے کا حق حاصل ہے (Article 25-28)۔ اسی طرح، ثقافتی اور تعلیمی حقوق (Article 29-30) کے تحت مختلف مذاہب اور زبانوں سے تعلق رکھنے والے افراد اپنی شناخت کو محفوظ رکھ سکتے ہیں اور اپنی زبان و ثقافت کو فروغ دے سکتے ہیں۔

روزمرہ زندگی میں آئین کا اثر اس وقت بھی محسوس ہوتا ہے جب کوئی شخص ووٹ ڈالنے جاتا ہے، کسی سرکاری سہولت سے فائدہ اٹھاتا ہے، یا کسی قانونی مسئلے پر پولیس یا عدالت سے رجوع کرتا ہے۔ آئین کے تحت ہر شہری کو مساوی مواقع ملنے کی ضمانت دی گئی ہے، اور اگر کوئی سرکاری افسر یا ادارہ غیر قانونی طور پر کسی کے ساتھ ناانصافی کرے تو اس کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے۔

اس کے علاوہ، آئین ہمیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ ہم ایک ذمہ دار شہری کے طور پر کیسے زندگی گزاریں۔ شہریوں کے بنیادی فرائض (Article 51A) ہمیں یہ ذمہ داری دیتے ہیں کہ ہم قومی یکجہتی کو فروغ دیں، قدرتی وسائل کا تحفظ کریں، اور قانون کی پاسداری کریں۔ اگر شہری اپنے حقوق اور فرائض کو سمجھیں تو ایک بہتر اور منظم معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے۔

مجموعی طور پر، ہندوستانی آئین ہماری روزمرہ زندگی کے تقریباً ہر پہلو کو متاثر کرتا ہے۔ یہ ہمیں آزادی، مساوات، انصاف، اور تحفظ فراہم کرتا ہے، اور ساتھ ہی حکومت کو پابند کرتا ہے کہ وہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرے۔ شہریوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے آئینی حقوق اور فرائض کو سمجھیں تاکہ وہ ایک بہتر اور انصاف پر مبنی معاشرے میں زندگی گزار سکیں۔

▪ بنیادی حقوق کا استعمال

ہندوستانی آئین میں بنیادی حقوق (Fundamental Rights) کو ہر شہری کے لیے ایک لازمی تحفظ کے طور پر شامل کیا گیا ہے تاکہ وہ آزادی، مساوات اور انصاف کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکے۔ یہ حقوق نہ صرف ایک نظریاتی تصور ہیں بلکہ عملی زندگی میں ہر فرد کو براہ راست فائدہ پہنچاتے ہیں۔ روزمرہ زندگی میں بنیادی حقوق کا استعمال اس وقت نظر آتا ہے جب کوئی شخص آزادی سے اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے، کسی بھی پیشے کو اختیار کرتا ہے، اپنے مذہب پر عمل کرتا ہے، یا کسی ناانصافی کے خلاف عدالت سے رجوع کرتا ہے۔ آئین کے آرٹیکلز 12 سے 35 تک بنیادی حقوق تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں، اور یہ حقوق حکومت، عدلیہ، اور عام شہریوں کے درمیان ایک متوازن نظام قائم کرتے ہیں۔

بنیادی حقوق کا سب سے نمایاں استعمال آزادی کے حق (Article 19) میں نظر آتا ہے، جو ہر شہری کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے، کہیں بھی جانے، کوئی بھی پیشہ اختیار کرنے اور تنظیم بنانے کا حق دیتا ہے۔ اس کا عملی اثر میڈیا، سوشل میڈیا، صحافت اور عام گفتگو میں دیکھا جا سکتا ہے، جہاں لوگ بغیر کسی خوف کے اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں۔ اگر کسی شخص کی اظہار رائے کی آزادی پر غیر قانونی طور پر پابندی لگائی جاتی ہے تو وہ عدالت میں جا کر اپنے اس حق کا دفاع کر سکتا ہے۔

مساوات کا حق (Article 14-18) ہر شہری کو برابر ہونے کی ضمانت دیتا ہے، چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب، ذات، یا علاقے سے ہو۔ یہ حق سرکاری ملازمتوں، تعلیم، اور دیگر عوامی سہولیات میں امتیازی سلوک کو روکنے میں مدد دیتا ہے۔ روزمرہ زندگی میں اس حق کا استعمال اس وقت دیکھنے کو ملتا ہے جب کوئی شخص کسی تفریق کے خلاف شکایت کرتا ہے، جیسے کہ کسی ملازمت میں غیر قانونی طور پر کسی خاص طبقے کو فوقیت دی جائے، یا کسی کے ساتھ ذات پات کی بنیاد پر ناانصافی کی جائے۔

عدالتی تحفظ کے حق (Article 32) کے تحت اگر کسی شہری کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہو تو وہ سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن دائر کر سکتا ہے۔ روزمرہ زندگی میں اس کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص پولیس زیادتی، غیر قانونی گرفتاری، یا کسی بھی سرکاری زیادتی کے خلاف عدالت میں رجوع کرتا ہے۔ مشہور عدالتی فیصلے جیسے کہ کے. ایس. پٹّسوامی کیس، جس میں پرائیویسی کے حق کو تسلیم کیا گیا، اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ حقوق عملی طور پر شہریوں کی زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔

استحصال کے خلاف حق (Article 23-24) محنت کشوں، خواتین اور بچوں کے تحفظ کے لیے ایک اہم آئینی شق ہے۔ یہ حق جبری مشقت، غلامی، اور بچوں سے مشقت لینے پر پابندی عائد کرتا ہے۔ اس کا عملی اطلاق اس وقت ہوتا ہے جب کسی فیکٹری میں بچوں کو غیر قانونی طور پر کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے، اور حکومت یا عدالتیں اس کے خلاف کارروائی کرتی ہیں۔ کئی تنظیمیں اور عدالتی احکامات ان حقوق کے نفاذ کو یقینی بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

مذہبی آزادی کے حق (Article 25-28) کے ذریعے ہر شہری کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہب پر آزادانہ طور پر عمل کرے، اس کی تبلیغ کرے، اور اپنے مذہبی ادارے قائم کرے۔ روزمرہ زندگی میں اس کا استعمال مختلف تہواروں، عبادات، اور مذہبی اجتماعات میں دیکھا جا سکتا ہے، جہاں ہر شخص اپنی پسند کے مطابق اپنے مذہبی فرائض ادا کر سکتا ہے۔ اگر کوئی حکومت یا فرد کسی مذہبی گروہ کی آزادی میں مداخلت کرے تو آئین اس کے خلاف قانونی تحفظ فراہم کرتا ہے۔

ثقافتی اور تعلیمی حقوق (Article 29-30) اقلیتوں کو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ اپنی ثقافت، زبان، اور مذہبی شناخت کو برقرار رکھ سکیں اور اپنے تعلیمی ادارے قائم کر سکیں۔ اس حق کا روزمرہ استعمال تب ہوتا ہے جب کوئی لسانی یا مذہبی اقلیت اپنی زبان میں تعلیم حاصل کرتی ہے یا اپنے ثقافتی ادارے قائم کرتی ہے۔ مثال کے طور پر، مسلم تعلیمی ادارے، سکھوں کے تعلیمی مراکز، اور مختلف زبانوں میں اسکولز اسی حق کے تحت چلائے جا سکتے ہیں۔

بنیادی حقوق کے عملی نفاذ میں عدلیہ اور شہری دونوں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر کوئی سرکاری ادارہ یا فرد کسی کے حقوق کی خلاف ورزی کرے تو عدالت میں اس کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ، میڈیا، انسانی حقوق کی تنظیمیں، اور سماجی کارکن بھی ان حقوق کے نفاذ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

اس طرح، ہندوستانی آئین میں دیے گئے بنیادی حقوق محض نظریاتی اصول نہیں بلکہ عملی زندگی میں ہر شہری کو تحفظ، آزادی، اور انصاف فراہم کرنے کے ضامن ہیں۔ ان حقوق کا استعمال روزمرہ کے مختلف معاملات میں ہوتا ہے، چاہے وہ تعلیم ہو، روزگار ہو، مذہب ہو، اظہار رائے ہو، یا انصاف کی تلاش ہو۔ ایک باشعور شہری کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے ان حقوق کو جانے، ان کا استعمال کرے، اور اگر کہیں ان کی خلاف ورزی ہو رہی ہو تو اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرے۔

5.2 آئین اور سماجی انصاف

▪ اقلیتوں کے حقوق

ہندوستانی آئین میں اقلیتوں (Minorities) کے حقوق کو ایک خاص حیثیت دی گئی ہے تاکہ ملک میں سماجی انصاف (Social Justice) کو یقینی بنایا جا سکے۔ اقلیتوں سے مراد وہ مذہبی، لسانی، یا ثقافتی گروہ ہیں جو آبادی کے بڑے حصے کے مقابلے میں کم تعداد میں ہوتے ہیں۔ آئین میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ اس بنیاد پر کیا گیا ہے کہ وہ سماجی، تعلیمی، اور اقتصادی ترقی میں کسی بھی امتیاز کے بغیر اپنی شناخت برقرار رکھ سکیں اور مساوی مواقع حاصل کر سکیں۔

آئین کے بنیادی ڈھانچے میں سیکولرازم (Secularism) کو ایک اہم اصول کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے، جس کے تحت ریاست تمام مذاہب کے ساتھ برابری کا سلوک کرتی ہے اور کسی ایک مذہب کو دوسرے پر فوقیت نہیں دیتی۔ اس اصول کے تحت اقلیتوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہب، زبان، اور ثقافت کو محفوظ رکھ سکیں اور کسی بھی دباؤ کے بغیر اپنے مذہبی عقائد پر عمل کر سکیں۔

مذہبی آزادی کا حق (Article 25-28)

ہندوستانی آئین میں آرٹیکل 25 سے 28 تک اقلیتوں کو مذہبی آزادی کے مکمل حقوق دیے گئے ہیں۔ اس میں درج ذیل نکات شامل ہیں:

- ہر شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے، اس کی تبلیغ کرنے، اور آزادانہ طور پر اس پر کاربند رہنے کا حق حاصل ہے۔
- کسی بھی مذہبی گروہ کو اپنی عبادت گاہیں قائم کرنے اور مذہبی امور کو آزادانہ طریقے سے چلانے کا اختیار حاصل ہے۔
- حکومت کسی مخصوص مذہب کو فروغ نہیں دے سکتی، اور نہ ہی کسی شخص پر مذہبی عبادات یا عقائد کو مسلط کیا جا سکتا ہے۔
- کسی بھی شہری کو سرکاری ملازمت، تعلیم، یا دیگر عوامی خدمات میں مذہب کی بنیاد پر امتیاز کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

ثقافتی اور تعلیمی حقوق (Article 29-30)

آئین اقلیتوں کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ اپنی ثقافتی شناخت، زبان، اور رسم و رواج کو محفوظ رکھ سکیں۔ اس سلسلے میں درج ذیل دفعات اہم ہیں:

- آرٹیکل 29: کسی بھی شہری کو اپنی زبان، رسم و رواج، اور ثقافت کو محفوظ رکھنے کا حق حاصل ہے۔ اگر کسی اقلیتی گروہ کی زبان یا ثقافت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی جائے تو وہ قانونی تحفظ حاصل کر سکتے ہیں۔
- آرٹیکل 30: اقلیتی گروہوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے تعلیمی ادارے قائم کریں اور انہیں چلائیں۔ حکومت کو اس بات کا پابند بنایا گیا ہے کہ وہ ان اداروں کے ساتھ مساوی سلوک کرے اور ان کے انتظام میں غیر ضروری مداخلت نہ کرے۔

یہ حقوق اس لیے دیئے گئے ہیں تاکہ اقلیتی برادریاں اپنی شناخت کو محفوظ رکھ سکیں اور اپنے تعلیمی اداروں کے ذریعے اپنی زبان اور ثقافت کو فروغ دے سکیں۔ عملی طور پر، ہندوستان میں کئی اقلیتی تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں، جیسے کہ مسلم، سکھ، عیسائی، بودھ، اور جین برادریوں کے تعلیمی مراکز، جو اسی آئینی حق کے تحت چلائے جا رہے ہیں۔

مساوات اور عدم امتیاز (Article 14-16)

آئین میں اقلیتوں کو مساوی مواقع فراہم کرنے کے لیے خصوصی دفعات رکھی گئی ہیں:

- آرٹیکل 14 کے تحت ہر شہری کو قانون کے تحت مساوی حیثیت حاصل ہے، اور کسی بھی شخص کے ساتھ مذہب، نسل، ذات، یا جنس کی بنیاد پر امتیازی سلوک نہیں کیا جا سکتا۔
- آرٹیکل 15 یہ وضاحت کرتا ہے کہ حکومت کسی بھی شہری کے ساتھ مذہب، نسل، ذات، جنس، یا جائے پیدائش کی بنیاد پر امتیازی سلوک نہیں کر سکتی۔
- آرٹیکل 16 کے تحت سرکاری ملازمتوں میں سب کے لیے مساوی مواقع فراہم کیے گئے ہیں، اور مذہب کی بنیاد پر کسی بھی شہری کو ملازمت سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔

اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لیے خصوصی اقدامات

اقلیتوں کے تحفظ اور ان کی فلاح و بہبود کے لیے حکومت آئین کے تحت حاصل عمومی فلاحی اختیارات اور آرٹیکل 29-30 کی روح کے مطابق خصوصی اقدامات کرتی ہے۔ اس کے علاوہ، آرٹیکل 46 کے تحت ریاست کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ معاشرے کے تمام کمزور اور پسماندہ طبقات (بشمول پسماندہ اقلیتیں) کی تعلیمی اور اقتصادی ترقی کے لیے کام کرے۔

اقلیتی کمیشن اور دیگر سرکاری ادارے

حکومت نے آئینی ضمانتوں کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے نیشنل کمیشن فار مائناریٹیز (National Commission for Minorities) قائم کیا ہے، جو اقلیتوں کے حقوق کی نگرانی کرتا ہے اور حکومت کو ان کے تحفظ کے لیے مشورے دیتا ہے۔ یہ کمیشن اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اقلیتی برادریوں کو ان کے آئینی حقوق حاصل ہوں اور اگر کہیں کوئی امتیازی سلوک ہو رہا ہو تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔

اقلیتوں کے حقوق کے عملی اثرات

آئین میں دیے گئے ان حقوق کا عملی اثر ہندوستانی سماج میں واضح طور پر نظر آتا ہے۔ اقلیتی برادریاں اپنے مذہبی، ثقافتی، اور تعلیمی حقوق کا استعمال کرتے ہوئے اپنی شناخت کو محفوظ رکھتی ہیں۔ مختلف ریاستوں میں اقلیتوں کے لیے خصوصی تعلیمی وظائف، اقلیتی تعلیمی اداروں کو تحفظ، اور سرکاری اسکیموں میں ان کی شمولیت اسی آئینی تحفظ کا نتیجہ ہیں۔ اگر کسی اقلیتی فرد یا گروہ کو لگے کہ اس کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے تو وہ عدالت میں جاکر انصاف حاصل کر سکتا ہے۔

اس طرح، ہندوستانی آئین اقلیتوں کو مکمل سماجی تحفظ فراہم کرتا ہے، تاکہ وہ آزادی، مساوات، اور انصاف کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکیں۔ ان حقوق کی موجودگی سے ملک میں سماجی ہم آہنگی کو فروغ ملتا ہے، اور ہر طبقہ خود کو محفوظ محسوس کرتا ہے۔

▪ خواتین کے حقوق

ہندوستانی آئین خواتین کے حقوق کے تحفظ اور فروغ کے لیے مخصوص دفعات فراہم کرتا ہے تاکہ انہیں سماجی، اقتصادی، تعلیمی، اور سیاسی مساوات حاصل ہو۔ آئین کی بنیاد "مساوات" (Equality) اور "سماجی انصاف" (Social Justice) پر رکھی گئی ہے، اور اس میں خواتین کے خلاف کسی بھی قسم کے امتیاز کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ ہندوستان میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لیے آئین میں خصوصی تحفظات فراہم کیے گئے ہیں تاکہ وہ زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے برابر مواقع حاصل کر سکیں اور ان کے ساتھ کسی بھی قسم کی ناانصافی نہ ہو۔

مساوات اور عدم امتیاز (Article 14-16)

ہندوستانی آئین میں ہر شہری کو برابری کا درجہ دیا گیا ہے اور کسی بھی قسم کے امتیازی سلوک کی اجازت نہیں دی گئی، خاص طور پر خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے درج ذیل دفعات رکھی گئی ہیں:

- آرٹیکل 14 ہر شہری کو برابری کا حق فراہم کرتا ہے اور حکومت کو پابند کرتا ہے کہ وہ تمام شہریوں کو یکساں مواقع دے۔
- آرٹیکل 15 کے تحت مذہب، نسل، ذات، جنس، یا جائے پیدائش کی بنیاد پر امتیاز کو ممنوع قرار دیا گیا ہے، اور حکومت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خواتین اور بچوں کی فلاح و بہبود کے لیے خصوصی اقدامات کرے۔
- آرٹیکل 16 سرکاری ملازمتوں میں مساوی مواقع کی ضمانت دیتا ہے اور خواتین کے ساتھ کسی بھی قسم کے امتیاز کو روکتا ہے۔

آزادی اور خودمختاری کے حقوق (Article 19-21)

آئین میں خواتین کو آزادی اور خودمختاری کے حقوق فراہم کیے گئے ہیں تاکہ وہ اپنی زندگی کو آزادانہ طریقے سے گزار سکیں:

- آرٹیکل 19 کے تحت خواتین کو آزادیٔ تقریر، اظہارِ رائے، نقل و حرکت، اور کسی بھی پیشے کو اختیار کرنے کا حق دیا گیا ہے۔

- آرٹیکل 21 زندگی اور ذاتی آزادی کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے، جس میں خواتین کے لیے عزت، تحفظ، اور کسی بھی قسم کی جسمانی یا ذہنی ایذا رسانی سے بچاؤ شامل ہے۔
- خواتین کو اپنی پسند کی تعلیم حاصل کرنے، کام کرنے، اور اپنی ذاتی زندگی کے فیصلے کرنے کی مکمل آزادی دی گئی ہے۔

خواتین کے تحفظ کے خصوصی قوانین اور دفعات

ہندوستانی آئین نے خواتین کو خصوصی تحفظ فراہم کرنے کے لیے کئی خصوصی قوانین اور دفعات بھی شامل کی ہیں، جو خواتین کو مختلف سطحوں پر حقوق اور سہولیات فراہم کرتے ہیں:

- آرٹیکل 39(a) حکومت کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ وہ مردوں اور عورتوں کو برابر کا حق دے، خاص طور پر روزگار اور کام کے مواقع میں۔
- آرٹیکل 39(d) مساوی کام کے لیے مساوی اجرت کی ضمانت دیتا ہے، تاکہ خواتین کو مردوں کے برابر تنخواہ ملے۔
- آرٹیکل 42 حکومت کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ خواتین کو زچگی کے دوران خصوصی مراعات دے اور کام کے مقامات پر ان کے لیے بہتر سہولیات فراہم کرے۔
- آرٹیکل D243 اور T243 مقامی حکومتوں جیسے پنچایتوں اور میونسپلٹیوں میں خواتین کے لیے مخصوص نشستوں کی ضمانت دیتا ہے تاکہ وہ سیاسی طور پر بھی بااختیار بن سکیں۔

خواتین کے خلاف مظالم کی روک تھام

ہندوستانی آئین اور حکومت نے مختلف قوانین کے ذریعے خواتین کے خلاف ہونے والے جرائم اور تشدد کو روکنے کے اقدامات کیے ہیں:

- گھریلو تشدد ایکٹ 2005 خواتین کو گھریلو تشدد، جسمانی، ذہنی، یا مالیاتی استحصال سے بچاتا ہے اور قانونی تحفظ فراہم کرتا ہے۔
- تحفظِ خواتین از جنسی ہراسانی ایکٹ 2013 خواتین کو کام کی جگہ پر جنسی ہراسانی سے بچانے کے لیے سخت قوانین فراہم کرتا ہے۔

- جہیز ممنوعہ ایکٹ 1961 جہیز لینے اور دینے کی روایت کو ختم کرنے کے لیے نافذ کیا گیا تاکہ خواتین کے خلاف جہیز کی بنیاد پر ہونے والے تشدد کو روکا جا سکے۔
- پی سی پی این ڈی ٹی ایکٹ 1994 (Pre-Conception and Pre-Natal Diagnostic Techniques Act) جنین کی جنس معلوم کرنے پر پابندی لگاتا ہے تاکہ بیٹیوں کے پیدائش سے پہلے قتل (Female Foeticide) کو روکا جا سکے۔

خواتین کی فلاح و بہبود کے لیے سرکاری اقدامات

آئین میں خواتین کے تحفظ کے لیے دی گئی دفعات کو عملی شکل دینے کے لیے حکومت نے کئی فلاحی اسکیمیں متعارف کرائی ہیں، جیسے:

- بیٹیا بچاؤ، بیٹی پڑھاؤ اسکیم (Beti Bachao, Beti Padhao) جو خواتین کی تعلیم اور فلاح و بہبود کو فروغ دیتی ہے۔
- مہیلا شکتی کیندر (Mahila Shakti Kendra) جو خواتین کو بااختیار بنانے کے لیے مختلف سہولتیں فراہم کرتی ہے۔
- اجولا یوجنا (Ujjwala Yojana) جو غریب خواتین کو مفت ایل پی جی گیس کنکشن فراہم کرتی ہے تاکہ انہیں دھویں سے پاک باورچی خانہ مل سکے۔

سیاسی اور سماجی شراکت داری

خواتین کی سیاسی شرکت کے لیے آئین میں 106 ویں ترمیم (ناری شکتی وندن ادھینیم) متعارف کرائی گئی ہے، جو لوک سبھا اور ریاستی اسمبلیوں میں خواتین کے لیے 33 فیصد نشستیں مختص کرنے کی ضمانت دیتی ہے۔ اس کے علاوہ، مقامی پنچایتوں اور بلدیاتی اداروں میں پہلے ہی کئی ریاستوں میں خواتین کو 33٪ سے لے کر 50٪ تک ریزرویشن حاصل ہے۔

تعلیمی اور اقتصادی مواقع

آئین میں دیے گئے حقوق کے تحت خواتین کو تعلیم حاصل کرنے کا مکمل حق حاصل ہے، اور حکومت نے کئی تعلیمی وظائف اور اسکالرشپ اسکیمیں شروع کی ہیں تاکہ خواتین اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں۔ اقتصادی میدان میں خواتین کے لیے خودمختاری کے مواقع بڑھانے کے لیے کئی مالیاتی اسکیمیں متعارف کروائی گئی ہیں، جیسے کہ مدرا یوجنا (Mudra Yojana) جس کے تحت خواتین کو کاروبار شروع کرنے کے لیے آسان قرضے دیے جاتے ہیں۔

خواتین کے حقوق کا عملی اثر

آئینی حقوق اور سرکاری اقدامات کی وجہ سے ہندوستان میں خواتین کی حالت میں نمایاں بہتری آئی ہے۔ خواتین اب تعلیم، ملازمت، سیاست، کھیل، اور کاروبار کے مختلف شعبوں میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہیں۔ تاہم، عملی سطح پر اب بھی کئی چیلنجز موجود ہیں، جیسے کہ صنفی امتیاز، گھریلو تشدد، اور جنسی ہراسانی، جن سے نمٹنے کے لیے مزید کوششوں کی ضرورت ہے۔

اس طرح، ہندوستانی آئین خواتین کو مساوات، آزادی، اور تحفظ کے بنیادی حقوق فراہم کرتا ہے تاکہ وہ زندگی کے ہر شعبے میں ترقی کر سکیں اور سماج میں برابر کے شہری کے طور پر اپنا کردار ادا کر سکیں۔

▪ دلت اور پسماندہ طبقات کے حقوق

ہندوستانی آئین دلتوں اور پسماندہ طبقات کے حقوق کے تحفظ اور ان کی فلاح و بہبود کے لیے خصوصی دفعات فراہم کرتا ہے۔ ان طبقات کو صدیوں سے سماجی اور اقتصادی طور پر پسماندہ رکھا گیا تھا، اور آئین نے ان کے ساتھ ہونے والے تاریخی امتیاز کو ختم کرنے کے لیے مساوات، انصاف، اور تحفظ کے اصولوں کو اپنایا۔ آئین میں درج شدہ حقوق اور سرکاری اقدامات کا مقصد ان طبقات کو بااختیار بنانا اور انہیں معاشرتی ترقی میں برابر کا شریک بنانا ہے۔

مساوات اور امتیاز کی ممانعت (Article 14-17)

آئین دلتوں اور پسماندہ طبقات کے ساتھ کسی بھی قسم کے امتیازی سلوک کو غیر قانونی قرار دیتا ہے اور انہیں مساوی حقوق فراہم کرتا ہے:

- آرٹیکل 14 تمام شہریوں کو برابری کا حق دیتا ہے اور حکومت کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ وہ دلتوں اور دیگر پسماندہ طبقات کے ساتھ انصاف کرے۔
- آرٹیکل 15 ذات، مذہب، نسل، یا جائے پیدائش کی بنیاد پر امتیاز کو روکتا ہے اور حکومت کو اختیار دیتا ہے کہ وہ سماجی اور تعلیمی طور پر پسماندہ طبقات کے لیے خصوصی اقدامات کرے۔
- آرٹیکل 16 سرکاری ملازمتوں میں مساوی مواقع کی ضمانت دیتا ہے اور دلتوں کے لیے مخصوص نشستیں رکھنے کا اختیار فراہم کرتا ہے۔
- آرٹیکل 17 چھواچھوت (Untouchability) کو مکمل طور پر ختم کرتا ہے اور اس کے خلاف سخت قانونی کارروائی کی اجازت دیتا ہے۔

ریزرویشن اور ترجیحی مواقع (Article 330, 332, 335, 340, 341)

دلتوں اور دیگر پسماندہ طبقات کو تعلیمی اداروں، ملازمتوں، اور سیاسی نمائندگی میں مخصوص کوٹہ فراہم کیا گیا ہے تاکہ وہ ترقی کے برابر مواقع حاصل کر سکیں:

- آرٹیکل 330 اور 332 پارلیمنٹ اور ریاستی اسمبلیوں میں دلتوں اور درج فہرست قبائل (Scheduled Tribes) کے لیے مخصوص نشستوں کا تعین کرتا ہے۔
- آرٹیکل 335 دلتوں کو سرکاری ملازمتوں میں ترجیح دینے کے اصول وضع کرتا ہے۔
- آرٹیکل 340 حکومت کو اختیار دیتا ہے کہ وہ پسماندہ طبقات کی فلاح و بہبود کے لیے کمیشن تشکیل دے اور ان کے مسائل کا حل تلاش کرے۔
- آرٹیکل 341 درج فہرست ذاتوں (Scheduled Castes) کو تسلیم کرتا ہے اور ان کے حقوق و تحفظات کی وضاحت کرتا ہے۔

تعلیمی اور اقتصادی مواقع

حکومت نے آئین میں دیے گئے اختیارات کے تحت دلتوں اور دیگر پسماندہ طبقات کے لیے تعلیمی اور اقتصادی ترقی کے کئی اقدامات کیے ہیں:

- تعلیمی اداروں میں دلتوں کے لیے مخصوص کوٹہ موجود ہے تاکہ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں۔
- اسکالرشپ اور مالی امداد کی مختلف اسکیمیں متعارف کرائی گئی ہیں تاکہ دلت طلبہ تعلیم کے مواقع سے محروم نہ ہوں۔
- اقتصادی ترقی کے لیے خصوصی اسکیمیں جیسے مدرا یوجنا (Mudra Yojana) اور اسٹینڈ اپ انڈیا اسکیم (Stand-Up India) دلتوں کو کاروبار شروع کرنے کے لیے مالی مدد فراہم کرتی ہیں۔
- دیہی علاقوں میں دلتوں کی معاشی خودمختاری کے لیے زرعی زمینیں، قرضے، اور سبسڈیز فراہم کی جاتی ہیں۔

دلتوں کے تحفظ کے لیے خصوصی قوانین

دلتوں کے خلاف کسی بھی طرح کے تشدد یا امتیازی سلوک کو روکنے کے لیے کئی قوانین بنائے گئے ہیں، جن میں شامل ہیں:

- انسدادِ چھواچھوت ایکٹ 1955 (Untouchability Offences Act) جو چھواچھوت کے کسی بھی عمل کو قابل سزا جرم قرار دیتا ہے۔

- شیڈولڈ کاسٹس اور شیڈولڈ ٹرائبس (مظالم کی روک تھام) ایکٹ 1989 (Scheduled Castes and Scheduled Tribes (Prevention of Atrocities) Act) جو دلتوں کے خلاف تشدد اور زیادتیوں کو روکنے کے لیے سخت سزائیں مقرر کرتا ہے۔
- میلا ڈھونے کی ممانعت اور بحالی کا ایکٹ 2013 (MS Act 2013): یہ قانون دلتوں کو غیر انسانی پیشوں جیسے ہاتھ سے میلا ڈھونے اور گٹروں کی خطرناک صفائی سے بچانے کے لیے نافذ کیا گیا ہے اور ان کی معاشی بحالی کو یقینی بناتا ہے۔

دلتوں کی سیاسی شراکت داری

دلتوں کو سیاسی عمل میں شامل کرنے کے لیے آئین میں خصوصی دفعات شامل کی گئی ہیں، جن کے تحت پارلیمنٹ، ریاستی اسمبلیوں، اور بلدیاتی اداروں میں دلتوں کے لیے مخصوص نشستیں رکھی گئی ہیں۔ کئی دلت رہنماؤں نے قومی سیاست میں اہم کردار ادا کیا، اور حکومتوں میں دلت وزراء کی شمولیت کو یقینی بنایا جا رہا ہے۔

سماجی اصلاحات اور دلت بیداری تحریکیں

آئینی حقوق اور حکومتی اقدامات کے ساتھ ساتھ دلتوں کی سماجی حیثیت کو بہتر بنانے کے لیے مختلف تحریکیں بھی چلائی گئی ہیں:

- ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کی قیادت میں دلتوں کے حقوق کے لیے کئی اہم اصلاحات کی گئیں، جنہوں نے مساوات اور سماجی انصاف کے اصولوں کو فروغ دیا۔
- دلت بیداری تحریکیں (Dalit Empowerment Movements) جیسے بہوجن سماج پارٹی (BSP) اور دیگر تنظیمیں دلتوں کے سیاسی اور سماجی حقوق کے لیے کام کر رہی ہیں۔
- تعلیم، میڈیا، اور سماجی تنظیموں کی مدد سے دلتوں میں بیداری پیدا کی جا رہی ہے تاکہ وہ اپنے آئینی حقوق کا شعور حاصل کر سکیں۔

دلتوں کے حقوق کا عملی اثر

آئینی حقوق اور حکومتی اقدامات کی وجہ سے دلتوں کی حالت میں نمایاں بہتری آئی ہے۔ دلت اب تعلیم، سیاست، کاروبار، اور ملازمتوں میں اپنی موجودگی کو مضبوط کر رہے ہیں۔ حکومت کی جانب سے شروع کیے گئے فلاحی پروگراموں کی بدولت دلتوں کو روزگار، تعلیم، اور بہتر معیارِ زندگی کے مواقع حاصل ہو رہے ہیں۔

اس طرح، ہندوستانی آئین دلتوں اور پسماندہ طبقات کو مساوات، تحفظ، اور ترقی کے مواقع فراہم کرتا ہے تاکہ وہ زندگی کے ہر میدان میں برابری کے ساتھ حصہ لے سکیں اور ایک منصفانہ سماج کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کریں۔

5.3 آئین اور ماحولیات

▪ ماحولیاتی تحفظ کے لیے آئینی ہدایات

ہندوستانی آئین میں ماحولیاتی تحفظ کو ایک بنیادی قومی مقصد کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ آئین کی مختلف دفعات حکومت اور شہریوں کو اس بات کا پابند کرتی ہیں کہ وہ قدرتی وسائل کے تحفظ، آلودگی کے خاتمے، اور ماحولیاتی توازن کو برقرار رکھنے کے لیے اقدامات کریں۔ آئین میں ماحولیاتی تحفظ سے متعلق ہدایات کو بنیادی حقوق، حکومتی پالیسیوں، اور قانونی فرائض کے تحت واضح طور پر شامل کیا گیا ہے تاکہ ماحولیاتی مسائل سے نمٹا جا سکے اور آئندہ نسلوں کو ایک صاف ستھرا اور محفوظ ماحول فراہم کیا جا سکے۔

ماحولیاتی تحفظ کے لیے بنیادی آئینی دفعات

ہندوستانی آئین میں ماحولیاتی تحفظ کے لیے درج ذیل دفعات شامل کی گئی ہیں:

- **آرٹیکل 48-A (Directive Principles of State Policy)**

حکومت کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ ماحولیات کے تحفظ اور جنگلات و جنگلی حیات کے تحفظ کے لیے ضروری اقدامات کرے۔ یہ دفعہ حکومت کو پابند کرتی ہے کہ وہ ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے اور قدرتی وسائل کی حفاظت کے لیے عملی پالیسی اپنائے۔

- **آرٹیکل 51-A(g) (Fundamental Duties of Citizens)**

ہر شہری کا یہ فرض ہے کہ وہ قدرتی ماحول، جنگلات، جانداروں، دریاؤں، جھیلوں، اور فطری وسائل کے تحفظ میں مدد کرے اور ایک ماحولیاتی توازن کو برقرار رکھنے میں کردار ادا کرے۔ اس دفعہ کے تحت شہریوں کو بھی ماحول دوست رویہ اپنانے اور آلودگی سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

ماحولیات سے متعلق عدالتی فیصلے اور حقوق

بھارتی عدلیہ نے ماحولیات کے تحفظ کو بنیادی حقوق سے جوڑ کر اس کی اہمیت کو مزید واضح کیا ہے۔ سپریم کورٹ اور مختلف ہائی کورٹس نے کئی مقدمات میں یہ واضح کیا ہے کہ ایک صاف اور صحت مند ماحول شہریوں کا بنیادی حق ہے، اور حکومت کو اس حق کے تحفظ کے لیے مناسب اقدامات کرنا لازم ہے۔

- **آرٹیکل 21 (Right to Life and Personal Liberty)**

سپریم کورٹ نے کئی فیصلوں میں کہا ہے کہ "زندگی کے حق" میں ایک صاف اور صحت مند ماحول شامل ہے۔ آلودگی اور ماحولیاتی بگاڑ شہریوں کی صحت اور زندگی پر منفی اثر ڈال سکتے ہیں، اس لیے حکومت کو ماحولیاتی تحفظ کے لیے سخت قوانین نافذ کرنے چاہییے۔

- **M.C. Mehta v. Union of India (1986)**

اس تاریخی مقدمے میں سپریم کورٹ نے ماحولیاتی تحفظ کے لیے سخت اقدامات تجویز کیے اور صنعتی آلودگی کو کم کرنے کے لیے حکومتی پالیسیوں پر زور دیا۔ عدالت نے واضح کیا کہ حکومت پر لازم ہے کہ وہ ماحولیات کی خرابی کو روکنے کے لیے سخت قوانین بنائے اور ان پر عمل درآمد یقینی بنائے۔

ماحولیاتی تحفظ کے لیے قانون سازی

آئین کے تحت مختلف قوانین اور پالیسیز بنائی گئی ہیں تاکہ ماحولیاتی آلودگی کو روکا جا سکے اور فطری وسائل کو محفوظ رکھا جا سکے۔ ان میں سے کچھ اہم قوانین درج ذیل ہیں:

- **ماحولیاتی تحفظ ایکٹ 1986 (Environment Protection Act, 1986)**: یہ قانون حکومت کو اختیار دیتا ہے کہ وہ ماحولیات کی حفاظت کے لیے مناسب قواعد و ضوابط بنائے اور ماحولیاتی نقصان پہنچانے والے عناصر کے خلاف کارروائی کرے۔ اس ایکٹ کے تحت آلودگی کنٹرول کے سخت قوانین بنائے گئے۔

- **پانی آلودگی (روک تھام اور کنٹرول) ایکٹ 1974:** یہ قانون پانی کے ذرائع جیسے دریاؤں، جھیلوں، اور زیر زمین پانی کے تحفظ کے لیے بنایا گیا تاکہ صنعتی اور شہری فضلہ سے پانی کو آلودہ ہونے سے بچایا جا سکے۔
- **ہوا آلودگی (روک تھام اور کنٹرول) ایکٹ 1981:** اس قانون کا مقصد ہوا کی آلودگی کو کم کرنا ہے، اور اس کے تحت مختلف ریاستوں میں Pollution Control Boards قائم کیے گئے تاکہ کارخانوں اور گاڑیوں سے نکلنے والی مضر گیسوں پر قابو پایا جا سکے۔
- **جنگلات تحفظ ایکٹ 1980:** جنگلات کے کٹاؤ کو روکنے اور قدرتی حیات کے تحفظ کے لیے یہ قانون بنایا گیا۔ اس کے تحت درختوں کی کٹائی کے خلاف سخت قوانین نافذ کیے گئے، اور جنگلات کی بحالی کے لیے اقدامات کیے گئے۔

ماحولیاتی تحفظ میں حکومتی اقدامات

آئینی ہدایات کے تحت حکومت نے کئی پالیسیز اور منصوبے شروع کیے ہیں تاکہ ماحولیاتی مسائل سے نمٹا جا سکے اور قدرتی وسائل کو محفوظ رکھا جا سکے:

- **نیشنل گرین ٹریبونل (National Green Tribunal – NGT):**

National Green Tribunal کا قیام 2010 میں عمل میں آیا تاکہ ماحولیاتی تنازعات کا فوری اور مؤثر حل ممکن بنایا جا سکے۔ یہ ادارہ ماحولیاتی قوانین کے نفاذ کو یقینی بناتا ہے اور آلودگی پھیلانے والی سرگرمیوں کے خلاف قانونی کارروائی کا اختیار رکھتا ہے۔

- **سوچھ بھارت ابھیان (Swachh Bharat Abhiyan)**

Swachh Bharat Mission کے تحت شہری اور دیہی علاقوں میں صفائی ستھرائی کو فروغ دیا گیا، کھلے میں رفع حاجت کے خاتمے اور کچرے کے مؤثر انتظام کے ذریعے ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے کی کوشش کی گئی۔

- **نمامی گنگے پروگرام (Namami Gange Programme)**

Namami Gange Programme کے ذریعے دریائے گنگا کی صفائی، آلودگی میں کمی، سیوریج کے بہتر انتظام اور آبی ماحولیاتی نظام کے تحفظ کے لیے مختلف منصوبے نافذ کیے گئے۔

- **نیشنل ایکشن پلان آن کلائمیٹ چینج (NAPCC)**

National Action Plan on Climate Change کے تحت موسمیاتی تبدیلی کے اثرات کو کم کرنے کے لیے متعدد قومی مشنز شروع کیے گئے، جن میں شمسی توانائی، توانائی کے مؤثر استعمال، آبی وسائل کے تحفظ اور جنگلات کے فروغ سے متعلق اقدامات شامل ہیں۔

- **جنگلات کے تحفظ اور شجرکاری کے پروگرام**

حکومت کی جانب سے جنگلات کے رقبے میں اضافہ، شجرکاری مہمات اور حیاتیاتی تنوع کے تحفظ کے لیے مختلف منصوبے نافذ کیے جا رہے ہیں تاکہ ماحولیاتی توازن برقرار رکھا جا سکے۔

ماحولیاتی تحفظ میں عوام کا کردار

آئین میں دی گئی ہدایات کے مطابق حکومت کے ساتھ ساتھ عام شہریوں پر بھی لازم ہے کہ وہ ماحولیاتی تحفظ میں اپنا کردار ادا کریں:

- صاف ستھری توانائی (Clean Energy) کا استعمال کریں، جیسے سولر پاور اور ونڈ انرجی۔
- پلاسٹک کے استعمال میں کمی لائیں اور ماحول دوست اشیاء استعمال کریں۔
- درخت لگانے اور جنگلات کی حفاظت میں حصہ لیں تاکہ ماحولیاتی توازن برقرار رہے۔
- پانی اور بجلی کے غیر ضروری استعمال سے گریز کریں تاکہ قدرتی وسائل کا ضیاع نہ ہو۔
- شہری اور صنعتی فضلہ کو مناسب طریقے سے ٹھکانے لگانے کے طریقوں کو اپنائیں۔

عملی چیلنجز اور حل

اگرچہ آئین اور قوانین کے ذریعے ماحولیاتی تحفظ کے لیے کئی اقدامات کیے گئے ہیں، لیکن اب بھی عملی چیلنجز موجود ہیں، جیسے:

- صنعتی آلودگی اور کارخانوں سے نکلنے والے زہریلے مواد کی روک تھام میں مشکلات۔

- شہری علاقوں میں فضائی آلودگی کی بڑھتی ہوئی شرح۔
- غیر قانونی درختوں کی کٹائی اور جنگلات کی تباہی۔
- عوام میں ماحولیاتی شعور کی کمی اور قوانین پر عمل درآمد کا فقدان۔

ان مسائل سے نمٹنے کے لیے حکومت اور عوام کو مشترکہ کوششیں کرنا ہوں گی۔ سخت قوانین کے نفاذ کے ساتھ ساتھ عوام میں بیداری پیدا کرنا ضروری ہے تاکہ ہر شہری اپنی ذمہ داری کو سمجھے اور ماحولیات کے تحفظ میں فعال کردار ادا کرے۔

ہندوستانی آئین نے ماحولیاتی تحفظ کو قومی ترقی اور شہری ذمہ داریوں کا ایک اہم حصہ بنایا ہے۔ ان آئینی ہدایات کے ذریعے ملک میں ماحولیاتی استحکام کو یقینی بنانے اور آئندہ نسلوں کے لیے ایک بہتر اور صاف ستھرا ماحول فراہم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

▪ شہریوں کے فرائض

ہندوستانی آئین میں شہریوں کے فرائض کو اہمیت دی گئی ہے، جو نہ صرف فرد کی ذاتی ذمہ داریوں کو اجاگر کرتے ہیں بلکہ ان کے ذریعے اجتماعی فلاح و بہبود کی بھی ضمانت دی جاتی ہے۔ آئین میں شہریوں کے فرائض کی وضاحت آرٹیکل A-51 میں کی گئی ہے، جو بنیادی ذمہ داریوں کے تحت شہریوں کی اخلاقی، سماجی، اور قانونی ذمہ داریوں کو بیان کرتا ہے۔ یہ فرائض افراد کو ایک ذمہ دار شہری کی حیثیت سے ترقی کرنے کے لیے متحرک کرتے ہیں اور قومی یکجہتی، معاشرتی انصاف، اور ماحولیاتی تحفظ جیسے امور میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

آئینی فرائض کی اہمیت

آئینی فرائض شہریوں کو اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ قوم اور ریاست کی فلاح کے لیے ذمہ دار بناتے ہیں۔ ان فرائض کے ذریعے شہری اپنی ذاتی فلاح کے علاوہ اپنے معاشرتی کردار کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ فرائض آئین میں درج بنیادی حقوق سے ہم آہنگ ہیں اور ان کا مقصد معاشرے کی ہم آہنگی، یکجہتی، اور قومی ترقی کے عمل میں شہریوں کو شامل کرنا ہے۔

آرٹیکل A-51 کے تحت 11 بنیادی فرائض (Fundamental Duties): ہر بھارتی شہری کا فرض ہوگا کہ وہ:

1. آئین کا احترام کرے اور اس کے اصولوں، اداروں، قومی پرچم اور قومی ترانے کی تعظیم کرے،
2. آزادی کے جدوجہد کے عظیم نظریات کو برقرار رکھے اور ان پر عمل کرے،
3. بھارت کی خودمختاری، اتحاد، اور سالمیت کی حفاظت کرے اور ان کو مضبوط بنائے،
4. ملک کا دفاع کرے اور جب بھی ضرورت پڑے، قومی خدمت کے لیے تیار رہے،
5. تمام اقوام میں بھائی چارے، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور مشترکہ ثقافت کے جذبے کو فروغ دے،
6. روایات، اداروں اور قومی اہمیت کے تاریخی مقامات کی قدر کرے اور ان کا تحفظ کرے،
7. قدرتی ماحول جیسے جنگلات، جھیلوں، دریاؤں، جنگلی حیات کا تحفظ کرے اور جانداروں کے ساتھ ہمدردی رکھے،
8. سائنس، انسانی ترقی اور عوامی روح (spirit of inquiry and reform) کو فروغ دے،
9. ان تمام سرگرمیوں سے باز رہے جو خواتین کی عزت کے منافی ہوں،

10. اجتماعی مفاد کے لیے انفرادی اور سماجی سطح پر عمدگی حاصل کرنے کی کوشش کرے؛

11. والدین یا سرپرست کی حیثیت سے 6 سے 14 سال کے بچوں کو تعلیم دلوانا یقینی بنائے (یہ 86ویں ترمیم 2002 کے تحت شامل کیا گیا)۔

اخلاقی اور سماجی فرائض

شہریوں کے فرائض صرف آئینی حدود تک محدود نہیں ہیں، بلکہ ان میں اخلاقی اور سماجی ذمہ داریاں بھی شامل ہیں جو معاشرتی ہم آہنگی اور اخلاقی اقدار کو فروغ دیتی ہیں۔ ان فرائض میں شامل ہیں:

1) **تعلیمی ذمہ داری :** ہر شہری کو اپنی تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہے، اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک فرض ہے کہ وہ اپنے علم کو معاشرتی فلاح کے لیے استعمال کرے۔ عوامی تعلیم کی اہمیت کو سمجھنا اور سماج میں علم و آگاہی کو فروغ دینا شہریوں کا اخلاقی فرض ہے۔

2) **دوسروں کے حقوق کا احترام :** شہریوں کا یہ فرض ہے کہ وہ دوسروں کے حقوق کا احترام کریں، ان کے ساتھ انصاف کریں اور فرقہ وارانہ، نسلی یا مذہبی امتیاز کو ختم کرنے کی کوشش کریں

3) **قانون کی حکمرانی کو تسلیم کرنا :** شہریوں کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام قوانین اور ضوابط کی پابندی کریں اور معاشرتی نظم و ضبط کو برقرار رکھیں۔ ان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ قانون کے مطابق چلیں اور عدلیہ کی حمایت کریں۔

4) **ملک کی خدمت :** ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ اپنے ملک کی خدمت کرے اور قومی مفادات کی حفاظت کے لیے کام کرے، چاہے وہ فوجی، پولیس، یا کسی اور شہری حیثیت میں ہو۔

شہریوں کے فرائض اور قومی ترقی

آئینی فرائض قومی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ فرائض نہ صرف فرد کی ذاتی فلاح کے لیے ہیں بلکہ ملک کی مجموعی ترقی اور خوشحالی میں بھی معاون ہیں۔ شہریوں کے فرائض میں شامل ان ذمہ داریوں کے ذریعے:

1) **قوم کی یکجہتی اور استحکام:** شہری اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر کے قوم کی یکجہتی، اتحاد اور داخلی استحکام کو فروغ دیتے ہیں۔ قومی یکجہتی میں حصہ داری سے فرقہ واریت اور تفریق کم ہو سکتی ہے۔

2) **پائیدار ترقی:** ماحول کے تحفظ اور فطری وسائل کے استعمال میں احتیاط، اقتصادی اور ماحولیاتی ترقی میں توازن پیدا کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

3) **سماجی انصاف:** مساوات اور انصاف کو فروغ دینا، حقوق کی پامالی کی روک تھام اور ہر فرد کو یکساں مواقع فراہم کرنا شہریوں کے فرائض میں شامل ہے، جو سماجی انصاف کے اصولوں کو یقینی بناتا ہے۔

عملی چیلنجز

اگرچہ آئینی فرائض شہریوں کے لیے واضح ہیں، لیکن ان پر عملدرآمد میں کئی عملی چیلنجز ہیں:

1) **شہریوں کی آگاہی کا فقدان:** بعض شہری اپنے آئینی فرائض سے آگاہ نہیں ہوتے یا ان کی اہمیت کو نہیں سمجھتے، جس کی وجہ سے ان کے فرائض کی تکمیل میں کمی آتی ہے۔

2) **قانون کی پامالی:** کئی شہری قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں یا سماجی اصولوں کو نظرانداز کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں معاشرتی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

3) **خودغرضانہ رویہ:** بعض افراد خودغرضانہ رویے اپناتے ہیں اور اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ دوسرے شہریوں کے حقوق کا بھی احترام نہیں کرتے، جس سے فرقہ وارانہ تناؤ اور سماجی بحران پیدا ہو سکتے ہیں۔

حل اور تجاویز

1) **شہریوں میں آگاہی کی مہم چلانا:** شہریوں میں آئینی فرائض کی اہمیت کے بارے میں آگاہی بڑھانی چاہیے تاکہ وہ اپنے فرائض کے بارے میں مزید بیدار ہوں اور ان پر عمل کریں۔

2) **تعلیمی نصاب میں شہری فرائض شامل کرنا :** تعلیمی اداروں میں شہریوں کے فرائض کو نصاب کا حصہ بنانا چاہیے تاکہ بچے اور نوجوان ابتدائی طور پر ان فرائض سے واقف ہوں اور انہیں عملی طور پر اپنانے کی تربیت حاصل ہو۔

3) **مضبوط قانون سازی اور نگرانی :** حکومت کو قوانین کے نفاذ کے حوالے سے مزید سختی کرنی چاہیے اور ان پر عمل درآمد کو یقینی بنانا چاہیے تاکہ شہریوں کو ان کے فرائض یاد دلائے جائیں اور سماجی نظم و ضبط برقرار رکھا جا سکے۔

شہریوں کے آئینی فرائض کی ادائیگی نہ صرف فرد کی ذاتی ترقی کے لیے اہم ہے بلکہ ان کے ذریعے ایک ترقی یافتہ، مستحکم اور ہم آہنگ معاشرہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ ان فرائض کے ذریعے ہندوستان کا ہر شہری اپنے قومی کردار کو بہتر طور پر ادا کر سکتا ہے، جس سے پورے ملک کی فلاح و بہبود میں اضافہ ہوتا ہے۔

باب ششم: آئین کی ترامیم

6.1 آئین میں ترامیم کا عمل

- ترامیم کیسے کی جاتی ہیں؟
- اہم ترامیم کی مثالیں

6.2 آئین کی لچک اور سختی

- آئین کی لچکدار اور سخت خصوصیات
- ترامیم کی حدود

باب ششم: آئین کی ترامیم

6.3 آئین میں ترامیم کا عمل

- ### ترامیم کیسے کی جاتی ہیں؟

آئین میں ترامیم کا عمل ہندوستان کے آئین کے اہم پہلوؤں میں سے ہے اور اس عمل کو مکمل کرنے کے لیے آئین میں واضح طور پر اصول و ضوابط فراہم کیے گئے ہیں۔ آئین کے مطابق، ترامیم کے عمل کو انتہائی احتیاط سے انجام دیا جاتا ہے تاکہ آئین کی روح کو برقرار رکھا جا سکے اور ملک کے قانون سازی کے نظام میں توازن برقرار رہے۔

ہندوستان کے آئین میں ترامیم کا عمل آرٹیکل 368 کے تحت طے کیا گیا ہے۔ یہ آرٹیکل آئین میں ترامیم کی اجازت دیتا ہے اور اس کے تحت یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ کسی بھی شق یا دفعہ میں تبدیلی، اضافہ یا ترمیم کیسے کی جا سکتی ہے۔

آرٹیکل 368 کے مطابق، آئین میں ترامیم کے لیے دونوں ایوانوں کی منظوری ضروری ہے، یعنی لوک سبھا اور راجیہ سبھا دونوں میں اکثریتی ووٹ سے ترامیم کی منظوری حاصل کرنی ہوتی ہے۔ لیکن یہ سادہ اکثریت سے نہیں بلکہ خاص اکثریت (دو تہائی کی اکثریت) کے ذریعے کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ، کچھ معاملات میں ریاستوں کی منظوری بھی ضروری ہو سکتی ہے، خاص طور پر جب آئین میں ایسی ترامیم کی جائیں جو ریاستوں کے حقوق یا مفادات پر اثر انداز ہوں۔

عام طور پر، آئین میں ترامیم کے لیے پانچ اہم مراحل ہوتے ہیں:

1. **ترمیمی بل کی تجویز:** ترمیمی بل کسی بھی رکن پارلیمنٹ یا حکومت کے ذریعے پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ بل کسی ایک ایوان (لوک سبھا یا راجیہ سبھا) میں پیش ہوتا ہے۔
2. **بل کا جائزہ:** جب ترمیمی بل پیش کیا جاتا ہے، تو ایوان میں اس پر بحث کی جاتی ہے اور اس کے مختلف پہلوؤں کو سمجھا جاتا ہے۔ اس کے بعد بل کو ووٹنگ کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔
3. **ایوانوں کی منظوری:** ترمیمی بل کو دونوں ایوانوں سے منظور کروانا ضروری ہوتا ہے۔ دونوں ایوانوں میں دو تہائی اکثریت سے بل کی منظوری ضروری ہے۔

4. **ریاستوں کی منظوری (اگر ضروری ہو):** اگر ترمیم ایسی ہے جو ریاستوں کے حقوق پر اثر انداز ہو، تو اس کے لیے ریاستوں کی منظوری بھی ضروری ہو سکتی ہے۔ یہ منظوری اس صورت میں درکار ہوتی ہے جب آئین میں ایسی شقیں ترمیم کی جائیں جو ریاستوں کے اختیارات سے متعلق ہوں۔
5. **صدر کی منظوری:** ایک بار جب دونوں ایوانوں سے بل منظور ہو جاتا ہے اور ریاستوں کی منظوری بھی حاصل ہو جاتی ہے (اگر ضروری ہو)، تو یہ بل صدر کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ 24 ویں آئینی ترمیم (1971) کے تحت صدر اس بل کو روکنے یا واپس بھیجنے کا اختیار نہیں رکھتے اور وہ اس پر اپنی منظوری دینے کے قانونی طور پر پابند ہیں، جس کے بعد ترمیم باقاعدہ طور پر آئین کا حصہ بن جاتی ہے۔

اس طریقہ کار کے مطابق، آئین میں ترامیم ایک طویل اور جامع عمل ہے، جس میں مختلف اداروں کی منظوری کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ آئین میں کی جانے والی تبدیلیاں ملک کے مفاد میں ہوں اور آئین کی بنیادی روح کو نقصان نہ پہنچے۔

▪ اہم ترامیم کی مثالیں

آئین میں ترامیم کا عمل ایک اہم اور حساس مرحلہ ہے، اور مختلف اوقات میں آئین میں اہم ترامیم کی گئیں ہیں جنہوں نے ہندوستان کے سیاسی، معاشی اور سماجی ڈھانچے میں اہم تبدیلیاں کی ہیں۔ ہندوستان کے آئین میں 1950 سے لے کر اب تک 106 ترامیم ہو چکی ہیں۔ یہ ترامیم آئین کی بنیاد کو برقرار رکھتے ہوئے ملک کی ترقی کی ضروریات کے مطابق کی گئیں۔ آئین میں ہونے والی کچھ اہم ترامیم کی مثالیں درج ذیل ہیں:

1. **پہلی ترمیم (1951):**

مقصد: زمینی اصلاحات اور آزادیِ اظہار پر پابندیاں۔

تفصیل: اس ترمیم کے ذریعے زمینی اصلاحات کے قوانین کو آئینی تحفظ دیا گیا۔ ساتھ ہی، آزادیِ اظہار پر کچھ معقول پابندیاں عائد کی گئیں۔

2. **ساتویں ترمیم (1956):**

مقصد: ریاستوں کی تنظیمِ نو کے بعد انتظامی تبدیلیاں۔

تفصیل: اس ترمیم کے ذریعے ریاستوں کی تنظیمِ نو کے بعد انتظامی تبدیلیاں کی گئیں۔

3. **24ویں ترمیم (1971):**

مقصد: پارلیمنٹ کو آئین میں ترامیم کرنے کی مکمل طاقت دی گئی۔

تفصیل: اس ترمیم کے ذریعے پارلیمنٹ کو آئین میں ترامیم کرنے کی مکمل طاقت دی گئی۔

4. **42 ویں ترمیم (1976):**

مقصد: آئین میں بڑی تبدیلیاں، جسے " آئین خورد" کہا جاتا ہے۔

تفصیل: اس ترمیم کے ذریعے آئین میں بڑی تبدیلیاں کی گئیں، جس میں ڈائریکٹیو پرنسپلز کو بنیادی حقوق پر فوقیت دی گئی۔

5. 44ویں ترمیم (1978):

مقصد: ایمرجنسی کے بعد بنیادی حقوق کو مضبوط بنایا گیا۔

تفصیل: اس ترمیم کے ذریعے ایمرجنسی کے بعد بنیادی حقوق کو مضبوط بنایا گیا اور صدر کے اختیارات میں کمی کی گئی۔

6. 52ویں ترمیم (1985):

مقصد: دسویں شیڈول (اینٹی ڈیفیکشن لاء) کا اضافہ۔

تفصیل: اس ترمیم کے ذریعے دسویں شیڈول کا اضافہ کیا گیا، جس کے تحت ارکان پارلیمنٹ اور اسمبلیوں کی ڈیفیکشن پر پابندی لگائی گئی۔

7. 73ویں ترمیم (1992):

مقصد: پنچایتی راج نظام کو آئینی حیثیت دی گئی۔

تفصیل: اس ترمیم کے ذریعے پنچایتی راج نظام کو آئینی حیثیت دی گئی اور گرام پنچایتوں کو مضبوط بنایا گیا۔

8. 74ویں ترمیم (1992):

مقصد: شہری مقامی حکومتوں کو آئینی حیثیت دی گئی۔

تفصیل: اس ترمیم کے ذریعے شہری مقامی حکومتوں (میونسپلٹیوں) کو آئینی حیثیت دی گئی۔

9. 86ویں ترمیم (2002):

مقصد: تعلیم کو بنیادی حق بنایا گیا۔

تفصیل: اس ترمیم کے ذریعے 6 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کو بنیادی حق بنایا گیا۔

10. 101ویں ترمیم (2016):

مقصد: جی ایس ٹی (GST) کو نافذ کیا گیا۔

تفصیل: اس ترمیم کے ذریعے گڈز اینڈ سروسز ٹیکس (GST) کو نافذ کیا گیا، جو ایک یکساں ٹیکس نظام ہے۔

11. 103ویں ترمیم (2019):

مقصد: ایس سی/ایس ٹی کے بعد ای ڈبلیو ایس کو 10٪ ریزرویشن دیا گیا۔

تفصیل: اس ترمیم کے ذریعے اقتصادی طور پر کمزور طبقات (EWS) کو 10٪ ریزرویشن دیا گیا۔

12. 104ویں ترمیم (2020):

مقصد: ایس سی/ایس ٹی کے لیے سیٹوں میں ریزرویشن کو بڑھایا گیا۔

تفصیل: اس ترمیم لوک سبھا و ریاستی اسمبلی میں SC/ST ریزرویشن کو 2030 تک بڑھایا گیا۔

Anglo-Indians کے لیے مخصوص نشستیں ختم کی گئیں۔

13. 106ویں ترمیم (2023):

مقصد: لوک سبھا اور ریاستی اسمبلیوں میں خواتین کے لیے 33٪ ریزرویشن۔

تفصیل: اس ترمیم (ناری شکتی وندن ادھینیم) کے ذریعے لوک سبھا، دہلی اسمبلی اور تمام ریاستوں کی اسمبلیوں میں خواتین کے لیے ایک تہائی (33٪) نشستیں مخصوص کی گئیں، جس میں ایس سی/ایس ٹی خواتین کے لیے ذیلی کوٹہ بھی شامل ہے۔

یہ اہم ترامیم آئین کی لچک اور اس کی تبدیلی کے عمل کو ظاہر کرتی ہیں، جنھوں نے ہندوستان کی سیاست، معاشرت اور معیشت میں وقت کے ساتھ ساتھ ضروری اصلاحات کی۔ ان ترامیم کا مقصد آئین کی بنیاد کو برقرار رکھتے ہوئے ملک کی بدلتی ضروریات کے مطابق آئین میں ضروری تبدیلیاں کرنا تھا۔

6.2 آئین کی لچک اور سختی

▪ آئین کی لچکدار اور سخت خصوصیات

ہندوستان کے آئین کی لچک اور سختی دونوں اہم خصوصیات ہیں جو اس کی نوعیت اور کام کرنے کے طریقے کو نمایاں کرتی ہیں۔ آئین میں لچکدار خصوصیت کی موجودگی اسے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق ڈھالنے میں مدد دیتی ہے، جبکہ اس کی سخت خصوصیت آئین کے بنیادی اصولوں کو محفوظ رکھنے میں معاون ہوتی ہے۔

آئین کی لچکدار خصوصیات

1) **آئین میں ترامیم کا عمل :** ہندوستان کا آئین ایک لچکدار آئین ہے کیونکہ یہ قابلِ ترمیم ہے۔ آئین میں ترامیم کا عمل پارلیمنٹ کے ذریعے کیا جا سکتا ہے، جو آئین کی دفعات اور ساخت میں تبدیلیاں کر سکتی ہے۔ اس لچکدار خصوصیت کے ذریعے آئین ملک کی بدلتی ضروریات اور حالات کے مطابق ڈھالا جا سکتا ہے، جیسا کہ مختلف سیاسی، سماجی اور معاشی مسائل سامنے آتے ہیں۔

2) **آئین کی دفعات میں لچک :** آئین کی بعض دفعات میں ایسی لچک موجود ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ ضرورت پڑنے پر تبدیل یا موافق بنائی جا سکتی ہیں۔ خاص طور پر بنیادی حقوق اور ریاستی پالیسی کے ہدایات کے حوالے سے آئین میں ایسی تبدیلیاں کی جا سکتی ہیں جو عوام کے بہتر مفاد میں ہوں۔

3) **پریامبل کی تشریح:** آئین کے پریامبل کی تشریح کو بھی لچکدار طریقے سے کیا جا سکتا ہے۔ اس کی تشریح کے دوران عدالتیں وقت اور حالات کے مطابق اس کے اصولوں کو سمجھ سکتی ہیں اور ان کی بنیاد پر مختلف فیصلے کر سکتی ہیں۔ اس سے آئین کو لچکدار طریقے سے نافذ کیا جا سکتا ہے تاکہ اس کی روح ہمیشہ برقرار رہے۔

4) **عدلیہ کی تشریحی طاقت :** ہندوستان کی عدلیہ، خصوصاً سپریم کورٹ، کو آئین کی تشریح کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس کے ذریعے آئین کے بعض ابہام اور تضادات کو دور کیا جا سکتا ہے اور اسے موجودہ حالات کے مطابق قابلِ فہم بنایا جا سکتا ہے۔ عدالتیں آئین کے مختلف اصولوں کی تشریح کر کے اسے عملی طور پر نافذ کرنے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔

آئین کی سخت خصوصیات

1) **آئین کی بنیادی ساخت :** ہندوستان کا آئین کچھ ایسے حصوں پر مشتمل ہے جو اس کی بنیادی ساخت کا حصہ ہیں اور جن میں تبدیلی کرنا مشکل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، آئین کی تمہید (پریامبل)، بنیادی حقوق، اور ریاستی پالیسی کے ہدایات کچھ ایسے حصے ہیں جن میں تبدیلی کرنا آئین کے جواز کے مطابق سختی سے محدود ہے۔ ان میں تبدیلی کے لیے پارلیمنٹ کو انتہائی پیچیدہ عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔

2) **آئین کے بنیادی اصولوں کا تحفظ :** آئین میں موجود جمہوریت، سیکولرازم اور سماجی انصاف جیسے بنیادی اصولوں کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ ان اصولوں کو آئین کی سخت خصوصیت کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ اصول ملک کے آئینی نظام کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ ان اصولوں میں تبدیلی کرنا نہ صرف قانونی طور پر مشکل ہے بلکہ یہ آئین کے مقاصد کے خلاف بھی ہوگا۔

3) **آئین کی سختی اور سیاسی استحکام :** آئین کی سخت خصوصیت اسے سیاسی استحکام فراہم کرتی ہے۔ یہ خصوصیت آئین کو مضبوط بناتی ہے اور اس کی روح کو کسی بھی سیاسی یا جمہوری تبدیلی سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس سے یہ یقینی بنایا جاتا ہے کہ آئین میں تبدیلی کے عمل میں بہت زیادہ بے ضابطگیاں نہ ہوں، اور یہ ملک کے استحکام کے لیے ایک مضبوط قانونی فریم ورک فراہم کرتا ہے۔

4) **آئین میں تبدیلی کے لیے سنگین عمل :** آئین میں تبدیلی کے عمل کو سخت بنانے کے لیے مختلف مراحل اور شرائط رکھی گئی ہیں۔ آئین میں کسی بڑی تبدیلی کے لیے دو تہائی اکثریت کی ضرورت ہوتی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ ریاستوں کی مشاورت بھی ضروری ہو سکتی ہے۔ اس سخت عمل کے ذریعے آئین کی اصل روح کو محفوظ رکھا جاتا ہے، اور یہ یقینی بنایا جاتا ہے کہ آئین میں کی جانے والی ترامیم ملک کی عمومی بہتری کے لیے ہوں۔

ہندوستان کے آئین کی لچک اور سختی کی خصوصیات اسے ایک ایسا آئین بناتی ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ ملک کی بدلتی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہو، لیکن اس کی بنیاد اور اصولوں میں کسی قسم کی غیر ضروری یا غیر متوازن تبدیلی سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ آئین کی سالمیت اور استحکام کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

▪ ترامیم کی حدود

آئین میں ترامیم کی حدود وہ ضوابط اور اصول ہیں جو آئین میں تبدیلی کے عمل کے دوران پارلیمنٹ اور دیگر اداروں کے عمل کو محدود کرتی ہیں تاکہ آئین کی بنیادی خصوصیات اور مقاصد کو محفوظ رکھا جاسکے۔ یہ حدود اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ آئین میں تبدیلی کے عمل کو قانونی طور پر صحیح اور متوازن طریقے سے انجام دیا جائے، اور آئین کی روح میں کسی قسم کی غیر ضروری یا غیر متوازن تبدیلی نہ کی جا سکے۔

1) **آئین کی بنیادی خصوصیات کی حفاظت :** آئین میں موجود بنیادی خصوصیات جیسے جمہوریت، سیکولرازم، اور سماجی انصاف کی حفاظت ایک اہم حد ہے جس کے تحت آئین میں ترامیم نہیں کی جا سکتیں۔ آئین کی یہ خصوصیات ملک کے آئینی نظام کی بنیاد فراہم کرتی ہیں اور ان میں تبدیلی آئین کی روح کے خلاف ہو سکتی ہے۔ آئین کی یہ بنیادی خصوصیات ایسی حدود فراہم کرتی ہیں جو کسی بھی تبدیلی کی اجازت نہیں دیتی جو ملک کی آئینی ساخت کو نقصان پہنچا سکے۔

2) **آئین کی غیر لچکدار دفعات :** آئین کی بعض دفعات میں ایسی سخت حدود رکھی گئی ہیں جو پارلیمنٹ کو ان میں تبدیلی کرنے سے روکتی ہیں۔ مثال کے طور پر، آئین کے آرٹیکل 368 میں ترامیم کا عمل بیان کیا گیا ہے، مگر اس میں ایسی حدود ہیں جو کسی بھی قسم کی بنیادی ساخت کی تبدیلی یا ان دفعات میں تبدیلی کی اجازت نہیں دیتیں جو آئین کی بنیاد ہیں۔ ان دفعات میں تبدیلی صرف ایک بہت پیچیدہ اور سخت عمل کے ذریعے ممکن ہے۔

3) **آئین کی تشریح کی حدود:** عدلیہ (سپریم کورٹ) کے پاس آئین کی تشریح کرنے کا حتمی اور مطلق اختیار حاصل ہے اور عدالت خود آئین میں کوئی تبدیلی نہیں کرتی۔ عدلیہ کی اصل حد یہ ہے کہ وہ پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قوانین اور ترامیم کا جائزہ لیتی ہے، اگر پارلیمنٹ کوئی ایسی ترمیم کرے جو آئین کی بنیادی ساخت(Basic Structure) کو تبدیل یا ختم کرنے کی کوشش کرے، تو عدلیہ اپنی تشریحی طاقت کا استعمال کرتے ہوئے اس ترمیم کو غیر آئینی قرار دے کر مسترد کر دیتی ہے۔ عدالتیں آئین کی روح کی حفاظت کرتی ہیں اور کسی بھی ادارے کو بنیادی اصولوں کو مٹانے کی اجازت نہیں دیتیں۔

4) **مذہبی آزادی اور ثقافتی حقوق کی حفاظت :** آئین میں مذہبی آزادی (Article 25-28) اور ثقافتی و تعلیمی حقوق (Article 29-30) کو خصوصی تحفظ حاصل ہے۔ تکنیکی طور پر پارلیمنٹ ان آرٹیکلز میں ترمیم تو کر سکتی ہے، لیکن ترمیم کی حد یہ ہے کہ وہ ان حقوق کی اس بنیادی روح کو ختم یا کمزور نہیں کر سکتی جو ملک کے سیکولر توازن اور سماجی انصاف کا حصہ ہیں۔ یہ دفعات پارلیمنٹ کے لیے ایک ایسی حد فراہم کرتی ہیں جو اقلیتوں اور شہریوں کے بنیادی مذہبی و ثقافتی وجود پر کسی قسم کے حملے کی اجازت نہیں دیتیں۔

5) **وفاقی نظام کی سالمیت :** ہندوستان کا آئین ایک وفاقی نظام پر مبنی ہے، جس میں مرکز اور ریاستوں کے درمیان طاقت کا توازن قائم کیا گیا ہے۔ آئین میں اس توازن کی حدود کو چیلنج کرنے یا مرکز کے حق میں مکمل طور پر تبدیلی کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ ریاستوں کی خودمختاری اور مرکز کے کردار میں توازن کو برقرار رکھنے کے لیے آئین میں مخصوص حدود رکھی گئی ہیں۔

6) **آئینی معاہدے اور بین الاقوامی تعلقات کی حدود:** آئین کا آرٹیکل 253 پارلیمنٹ کو بین الاقوامی معاہدوں کو نافذ کرنے کے لیے قانون سازی کا وسیع اختیار دیتا ہے۔ تاہم، حد یہ ہے کہ حکومت کسی بھی بین الاقوامی معاہدے یا ضابطے کو نافذ کرنے کے بہانے آئین کے بنیادی ڈھانچے (Basic Structure) یا ملک کی خودمختاری کو نقصان پہنچانے والی کوئی آئینی ترمیم نہیں کر سکتی۔

7) **آئین میں ترامیم کے عمل میں پارلیمنٹ کی حدود:** آئین میں ترامیم کا عمل پارلیمنٹ کے ذریعے کیا جا سکتا ہے، مگر اس عمل میں پارلیمنٹ کی حدود بھی ہیں۔ پارلیمنٹ آئین میں ایسی ترامیم نہیں کر سکتی جو آئین کے بنیادی مقاصد، اصول یا آئین کے غیر لچکدار حصوں کو متاثر کرتی ہوں۔ پارلیمنٹ کو آئین میں تبدیلی کرنے کا اختیار ہے، مگر اس کے پاس آئین کے بنیادی ڈھانچے کو تبدیل کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

یہ حدود آئین کی حفاظت اور اس کی بنیادی خصوصیات کو محفوظ رکھنے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔ آئین میں تبدیلی کے عمل میں ان حدود کا خیال رکھتے ہوئے ترامیم کی جاتی ہیں تاکہ آئین کی سالمیت اور اس کی روح کو برقرار رکھا جا سکے۔

باب ہفتم: آئین کی حفاظت

7.1 عدلیہ کا کردار

- آئین کی تشریح
- بنیادی حقوق کی حفاظت

7.2 شہریوں کا کردار

- آئین کی اہمیت کو سمجھنا
- آئین کی حفاظت کے لیے شہریوں کی ذمہ داری

باب ہفتم: آئین کی حفاظت

7.3 عدلیہ کا کردار

▪ آئین کی تشریح

آئین کی تشریح عدلیہ کا ایک اہم کردار ہے، جس کے ذریعے وہ آئین کی دفعات، اصولوں اور مقاصد کو واضح کرتی ہے۔ عدلیہ کو آئین کے تحفظ کے لیے یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ آئین کی تفصیل اور اس کی روح کو سمجھ کر اس پر عمل درآمد کرے، تاکہ آئین کی جملہ خصوصیات، اقدار اور اصولوں کی حفاظت کی جا سکے۔

1) **آئین کی زبان کی وضاحت:** آئین کی تشریح کا عمل سب سے پہلے آئین کی زبان کو سمجھنے پر مبنی ہوتا ہے۔ جب آئین کی دفعات میں کوئی ابہام، تضاد یا غیر واضحیت ہوتی ہے، تو عدلیہ کا کام ہوتا ہے کہ وہ ان دفعات کو وضاحت دے کر ان کا مفہوم طے کرے۔ عدلیہ آئین کے لفظی معنی کو سمجھتے ہوئے اس کی روح کی بھی حفاظت کرتی ہے۔

2) **آئین کی روح کو برقرار رکھنا:** آئین کی تشریح میں صرف لفظی تفصیل تک محدود رہنا نہیں ہوتا، بلکہ عدلیہ کو آئین کی روح، یعنی اس کے مقاصد اور بنیادی اصولوں کو بھی مدنظر رکھنا ہوتا ہے۔ عدلیہ یہ یقینی بناتی ہے کہ آئین کی تشریح اس کی ابتدائی روح کے مطابق ہو، اور کسی بھی فیصلے یا تبدیلی کے ذریعے آئین کے بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی نہ ہو۔

3) **عدلیہ کی آزادی اور غیر جانبداری:** آئین کی تشریح کے دوران عدلیہ کی آزادی بہت ضروری ہے۔ عدلیہ کو کسی بیرونی دباؤ یا حکومت کی پالیسیوں سے آزاد رہتے ہوئے فیصلے کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ عدلیہ کی آزادی یہ یقینی بناتی ہے کہ آئین کی تشریح میں کوئی جانبداری یا غیر آئینی اقدام نہ ہو، اور آئین کی حقیقی تشریح کی جائے۔

4) **آئینی دفعات کی تشریح میں عدلیہ کا رول:** آئین کی تشریح میں عدلیہ کا اہم کردار ہے، کیونکہ وہ آئین کی ہر دفعہ کی تشریح کرتی ہے اور آئین کی دفعات کو ملکی معاملات میں صحیح طور پر لاگو کرتی ہے۔ عدلیہ آئین کی دفعات میں سے ضروری اصولوں کو سمجھنے، ان کے تناسب کو برقرار رکھنے اور آئین کے مطابق حکومت کے اقدامات کی جانچ کرنے کی ذمہ دار ہے۔

5) **بنیادی حقوق کی تشریح :** آئین میں شامل بنیادی حقوق کا تحفظ عدلیہ کی ذمہ داری ہے۔ عدلیہ آئین کی دفعات کے مطابق شہریوں کے بنیادی حقوق کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے ان کی تشریح کرتی ہے۔ عدلیہ یہ یقینی بناتی ہے کہ حکومت شہریوں کے حقوق کی پامالی نہ کرے اور آئین میں دئے گئے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔

6) **آئینی تنازعات کا حل :** آئین میں جب بھی تنازعہ پیدا ہوتا ہے، خاص طور پر ریاستی اور مرکزی حکومت کے درمیان یا کسی شہری کے حقوق کے حوالے سے، عدلیہ کو اس تنازعہ کا حل تلاش کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ عدلیہ ایسے تنازعات میں آئین کی تشریح کے ذریعے فیصلہ کرتی ہے اور آئین کی بنیادی خصوصیات کی حفاظت کرتی ہے۔

7) **تاریخی فیصلوں کی بنیاد:** آئین کی تشریح کے دوران عدلیہ ماضی کے اہم آئینی فیصلوں کو بھی مدنظر رکھتی ہے تاکہ آئین کے مطابق فیصلے کیے جائیں۔ یہ عمل آئین کی تشریح میں تسلسل اور ہم آہنگی فراہم کرتا ہے، اور یہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ آئین کا مقصد وقت کے ساتھ تبدیل نہ ہو۔

عدلیہ کا کردار آئین کی تشریح میں مرکزی اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ یہ آئین کی دفعات کی وضاحت کرنے کے ساتھ ساتھ آئین کی روح کو بھی برقرار رکھتی ہے۔ عدلیہ کے ذریعے آئین کی تشریح کا عمل یہ یقینی بناتا ہے کہ آئین کو صحیح اور موثر طریقے سے نافذ کیا جائے اور اس کی بنیادی خصوصیات کو محفوظ رکھا جائے۔

▪ بنیادی حقوق کی حفاظت

بنیادی حقوق کی حفاظت عدلیہ کا ایک اور اہم کردار ہے جو آئین کے ذریعے دیے گئے شہریوں کے حقوق کو محفوظ رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ یہ حقوق کسی بھی حکومت یا ادارے کے غیر آئینی اقدام سے متاثر نہیں ہونے چاہئیں، اور عدلیہ اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ آئین میں دیے گئے حقوق کی پامالی نہ ہو۔

1) **آئین میں دیے گئے حقوق کی تفصیل :** ہندوستان کے آئین میں شہریوں کو بنیادی حقوق فراہم کیے گئے ہیں جنہیں آرٹیکلز 14 سے 32 تک بیان کیا گیا ہے۔ ان حقوق میں مساوات کا حق، آزادی کا حق، مذہبی آزادی، ثقافتی اور تعلیمی حقوق، اور آئینی علاج کا حق شامل ہیں۔ عدلیہ کا کام ان حقوق کی حفاظت کرنا اور یہ یقینی بنانا ہے کہ حکومت یا ریاست ان حقوق کی خلاف ورزی نہ کرے۔

2) **آرٹیکل 32 کا کردار:** آئین میں آئینی علاج کا حق (آرٹیکل 32) شہریوں کو عدالتوں میں مقدمہ دائر کرنے کا حق دیتا ہے اگر ان کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کی جاتی ہے۔ یہ آرٹیکل عدلیہ کو یہ اختیار فراہم کرتا ہے کہ وہ شہریوں کے بنیادی حقوق کی حفاظت کرے اور غیر آئینی اقدامات کے خلاف حکم جاری کرے۔

3) **آئینی عدالتوں کا کردار:** ہندوستان کی سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس بنیادی حقوق کی حفاظت کے لیے ذمہ دار ہیں۔ جب کسی شہری یا گروہ کے حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے، تو وہ عدالتوں کا رخ کرتے ہیں، اور عدلیہ ان حقوق کی حفاظت کے لیے حکومتی اقدامات کا جائزہ لیتی ہے۔ یہ عدالتیں حکومت کے اقدامات کو آئین کے مطابق ہونے یا نہ ہونے کے حوالے سے جانچتی ہیں۔

4) **عدلیہ کے فیصلے اور تحفظ:** عدلیہ جب بھی کسی مقدمے میں بنیادی حقوق کے تحفظ کی بات کرتی ہے، تو وہ اپنے فیصلوں میں آئین کی روح اور شہریوں کے حقوق کی اہمیت کو مدنظر رکھتی ہے۔ مثال کے طور پر، سپریم کورٹ نے کئی مواقع پر اپنی تشریحات اور فیصلوں کے ذریعے بنیادی حقوق کی حفاظت کی ہے اور یہ تسلیم کیا ہے کہ شہریوں کے حقوق کو محدود کرنا صرف انتہائی ضروری حالات میں ہی ممکن ہے۔

5) **شخصی آزادی اور سماجی انصاف :** عدلیہ یہ بھی یقینی بناتی ہے کہ سماجی انصاف کے اصولوں کے تحت تمام شہریوں کو مساوات اور انصاف ملے۔ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کا کام یہ ہے کہ وہ بنیادی حقوق کے تحت ہر فرد کو مساوات اور آزادانہ زندگی گزارنے کا حق دیں، خاص طور پر ان افراد کو جن کی حالت کمزور یا پسماندہ ہو۔

6) **قانونی روک تھام اور حکومتی اقدامات کی جانچ :** عدلیہ بنیادی حقوق کی حفاظت کے لیے حکومت کے اقدامات کی جانچ کرتی ہے اور جب حکومت کسی فرد کے حقوق کی خلاف ورزی کرتی ہے، تو عدلیہ ان کے خلاف اقدام اٹھاتی ہے۔ عدلیہ کے ذریعے اس بات کو یقینی بنایا جاتا ہے کہ حکومت کا ہر عمل آئین کے مطابق ہو اور شہریوں کے بنیادی حقوق کی حفاظت کی جائے۔

7) **پبلک انٹرسٹ لِٹگیشن (PIL) :** پبلک انٹرسٹ لِٹگیشن کے ذریعے عدلیہ عوامی مفاد میں بنیادی حقوق کی پامالی کے معاملات کو بھی دیکھتی ہے۔ یہ قانونی عمل عوامی مفاد میں مقدمات کے لیے عدالتوں کا دروازہ کھولتا ہے، جہاں شہری یا سماجی تنظیمیں کسی بھی فرد یا گروہ کے حقوق کی پامالی کے بارے میں عدالت میں درخواست دے سکتی ہیں۔

بنیادی حقوق کی حفاظت عدلیہ کی ذمہ داری ہے، اور یہ وہ ضمانت ہے جو آئین کے ذریعے فراہم کی جاتی ہے کہ تمام شہریوں کو ان کے حقوق کا تحفظ حاصل ہو گا۔ عدلیہ کا کردار یہ یقینی بناتا ہے کہ کسی بھی حکومت یا ریاستی ادارے کے اقدامات آئین کے تحت شہریوں کے بنیادی حقوق کے مطابق ہوں، اور ان حقوق کی پامالی کی صورت میں عدلیہ فوری طور پر مداخلت کرتی ہے۔

7.2 شہریوں کا کردار

▪ آئین کی اہمیت کو سمجھنا

آئین کی اہمیت کو سمجھنا شہریوں کے لیے نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ دستاویز نہ صرف حکومت کے کام کرنے کے طریقے کی وضاحت کرتی ہے بلکہ اس میں شہریوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ بھی کیا گیا ہے۔ آئین کسی بھی قوم کی قانونی بنیاد ہوتا ہے، اور اس کے مطابق چلنا حکومت، ریاست اور شہریوں کے تمام تعلقات کی بنیاد ہے۔ اگر شہری آئین کی اہمیت کو سمجھیں، تو وہ نہ صرف اپنے حقوق سے آگاہ ہو پائیں گے بلکہ اپنے فرائض کو بھی بہتر طریقے سے ادا کر سکیں گے۔

1) **قانونی ساخت اور حکومتی دائرہ کار:** آئین حکومت کی قانونی ساخت اور اس کے مختلف شعبوں کے دائرہ کار کو واضح کرتا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ کون سا ادارہ کیا کام کرے گا اور کس حد تک اختیار رکھے گا۔ اگر شہری آئین کی اہمیت کو سمجھتے ہیں، تو وہ یہ جان سکتے ہیں کہ ان کی حکومت سے کیا توقعات ہیں اور حکومت کے اختیارات کیا ہیں۔ اس سے شہریوں کو اپنے حقوق اور حکومتی ذمہ داریوں کے بارے میں آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

2) **بنیادی حقوق کی حفاظت:** آئین میں دیے گئے بنیادی حقوق کی اہمیت کو سمجھنا شہریوں کے لیے ضروری ہے کیونکہ یہ ان کے روزمرہ زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ آئین شہریوں کو مساوات، آزادی، مذہبی آزادی، تعلیم اور ثقافت کے حقوق فراہم کرتا ہے۔ اگر شہری اپنے بنیادی حقوق کو سمجھیں گے، تو وہ کسی بھی خلاف ورزی کی صورت میں آئینی راستہ اختیار کر سکتے ہیں اور اپنے حقوق کا دفاع کر سکتے ہیں۔

3) **آئین کے ذریعے سماجی انصاف کا حصول:** آئین کا مقصد صرف حکومت کے اختیارات کو متعین کرنا نہیں ہوتا بلکہ یہ سماجی انصاف کی بھی ضمانت دیتا ہے۔ شہریوں کو اگر یہ بات سمجھ میں آ جائے کہ آئین میں دیے گئے حقوق اور اصول انہیں سماجی، اقتصادی اور سیاسی انصاف فراہم کرتے ہیں، تو وہ ان حقوق کو حاصل کرنے کے لیے زیادہ پرعزم ہو سکتے ہیں۔ آئین کی اہمیت کو سمجھنا شہریوں کو انصاف کی فراہمی کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

4) **آئین کی حدود اور تحفظات :** آئین کی اہمیت یہ بھی ہے کہ یہ کسی بھی غیر آئینی اقدام کے خلاف تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اگر شہری آئین کی حدود اور اس کے تحفظات کو سمجھیں گے، تو وہ غیر آئینی یا غیر قانونی اقدامات کے خلاف آواز اٹھا سکتے ہیں۔ آئین کی اہمیت کو سمجھنا شہریوں کو یہ آگاہی دیتا ہے کہ ان کے حقوق کی حفاظت کا ذمہ آئین کے ذریعے لیا گیا ہے۔

5) **شہریوں کی ذمہ داری اور آئین کی حفاظت :** آئین کے بارے میں آگاہی شہریوں کو یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ آئین کی حفاظت صرف حکومت کا کام نہیں ہے بلکہ ان کا بھی فرض ہے کہ وہ آئین کی روح کو سمجھیں اور اس کی حفاظت کریں۔ شہری آئین کی حفاظت کے لیے مختلف طریقوں سے مداخلت کر سکتے ہیں، جیسے کہ پبلک انٹرسٹ لِٹگیشن (PIL) کے ذریعے عدالت میں درخواست دینا یا آئینی اقدار کا دفاع کرنا۔ آئین کی اہمیت کو سمجھنا شہریوں کو آئینی عمل میں فعال طور پر حصہ لینے کی ترغیب دیتا ہے۔

6) **آئین کا سماجی اور ثقافتی اثر :** آئین نہ صرف سیاسی اور قانونی امور کے بارے میں بات کرتا ہے بلکہ یہ سماجی اور ثقافتی اقدار کو بھی متعین کرتا ہے۔ شہریوں کو آئین کے ذریعے دیے گئے حقوق اور آزادیوں کی اہمیت کو سمجھنا ضروری ہے تاکہ وہ معاشرتی سطح پر بہتر انداز میں اپنی زندگی گزار سکیں۔ یہ سمجھنا شہریوں کو معاشرتی انصاف کی اہمیت سے آگاہ کرتا ہے اور ان میں ذمہ داری کا احساس پیدا کرتا ہے۔

7) **مضبوط جمہوریت کی تشکیل :** آئین کی اہمیت کو سمجھنا جمہوریت کو مضبوط بنانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ جمہوریت میں عوام کی طاقت ہوتی ہے اور آئین شہریوں کو اس طاقت کا استعمال کرنے کا حق دیتا ہے۔ آئین کے بارے میں آگاہی رکھنے والے شہری جمہوری عمل میں بہتر طریقے سے حصہ لے سکتے ہیں اور اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں، جو جمہوریت کے لیے انتہائی اہم ہے۔

اگر شہری آئین کی اہمیت کو سمجھیں گے، تو وہ نہ صرف اپنے حقوق کا بہتر استعمال کریں گے بلکہ ان کے فرائض کو بھی بہتر طریقے سے سمجھیں گے، جس سے جمہوریت مضبوط ہوگی اور سماجی انصاف کا حصول ممکن ہو گا۔

▪ آئین کی حفاظت کے لیے شہریوں کی ذمہ داری

آئین کی حفاظت کے لیے شہریوں کی ذمہ داری اہمیت رکھتی ہے کیونکہ آئین نہ صرف حکومت کے کام کرنے کے طریقے کو متعین کرتا ہے بلکہ یہ شہریوں کے حقوق کا تحفظ بھی کرتا ہے۔ شہریوں کا آئین کی حفاظت میں کردار اس بات پر منحصر ہے کہ وہ اپنے آئینی حقوق اور فرائض کو سمجھیں اور آئین کی روح کو برقرار رکھنے کے لیے فعال طور پر حصہ لیں۔

1) **آئین کی تعلیم اورآگاہی :** شہریوں کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ آئین کے بارے میں مکمل آگاہی حاصل کریں۔ آئین کی اہمیت اور اس میں دیے گئے حقوق اور فرائض کو سمجھنا شہریوں کے لیے ضروری ہے تاکہ وہ آئین کی حفاظت کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو بہتر طور پر ادا کر سکیں۔ عوامی سطح پر آئینی تعلیم فراہم کرنا اور آئین کے بنیادی اصولوں کی وضاحت کرنا اس میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔
2) **آئینی حقوق کا دفاع:** شہریوں کا ایک اور اہم فرض یہ ہے کہ وہ اپنے آئینی حقوق کا دفاع کریں۔ اگر کسی کو آئین میں دیے گئے حقوق کی خلاف ورزی کا سامنا ہو، تو شہریوں کا فرض ہے کہ وہ آئینی طریقہ اختیار کرتے ہوئے ان حقوق کی بازیابی کے لیے قانونی راستہ اپنائیں۔ آئین کے تحت فراہم کردہ حقوق جیسے آزادی، مساوات اور مذہبی آزادی کی حفاظت کرنا شہریوں کی ذمہ داری ہے۔
3) **آئینی اقدار کا احترام :** آئین کی روح کو برقرار رکھنے کے لیے شہریوں کو آئینی اقدار جیسے جمہوریت، سیکولرازم اور سماجی انصاف کا احترام کرنا چاہیے۔ شہریوں کو یہ سمجھنا ضروری ہے کہ آئین کی بنیادی اقدار ملک کے سماجی، اقتصادی، اور سیاسی ڈھانچے کا حصہ ہیں اور ان کا احترام کرنا ملک کے استحکام کے لیے ضروری ہے۔
4) **قانونی عمل میں حصہ لینا :** شہریوں کا ایک اور فرض یہ ہے کہ وہ قانونی عمل میں حصہ لیں تاکہ آئین کی حفاظت کی جا سکے۔ اگر کسی آئینی مسئلے پر تنازعہ پیدا ہوتا ہے تو شہریوں کو عدالت میں پبلک انٹرسٹ لِٹگیشن (PIL) جیسے طریقوں سے حصہ لے کر اپنے حقوق کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اس طرح شہری آئین کے تحفظ میں فعال کردار ادا کر سکتے ہیں۔
5) **مخالفت کا قانونی راستہ اختیار کرنا :** شہریوں کا آئین کے تحفظ کے لیے ایک اہم کردار یہ بھی ہے کہ اگر حکومت یا کوئی اور ادارہ آئین کی خلاف ورزی کرتا ہے تو شہری اس کی مخالفت کریں، لیکن اس مخالفت کو آئینی حدود میں رہ کر اور قانون کے دائرے میں رہ کر کریں۔ آئینی طور پر احتجاج کرنا اور آئین کی خلاف ورزی کرنے والی پالیسیوں کے خلاف آواز اٹھانا شہریوں کی ذمہ داری ہے۔
6) **جمہوریت میں فعال شرکت :** شہریوں کا آئین کی حفاظت کے لیے ایک اور کردار جمہوریت میں فعال شرکت ہے۔ ووٹنگ کے ذریعے اپنے نمائندوں کو منتخب کرنا، پارلیمنٹ اور حکومت کے فیصلوں میں دلچسپی لینا، اور جمہوری عمل کو مضبوط بنانا آئین کی حفاظت میں مددگار ثابت

ہوتا ہے۔ شہریوں کا آئینی حقوق کے بارے میں آگاہ ہونا اور ان کی حفاظت کے لیے اپنے ووٹ کا استعمال کرنا جمہوریت کے استحکام کے لیے اہم ہے۔

7) **آئین کے مطابق اجتماعی ذمہ داری:** شہریوں کی آئین کی حفاظت کے لیے اجتماعی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے معاشرتی تعلقات میں آئین کی موجودگی اور اس کی اہمیت کو تسلیم کریں۔ آئین کی حفاظت میں فرد کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اجتماعی طور پر بھی آئین کی حمایت کرنا ضروری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شہری آئین کے احترام میں کردار ادا کرے اور اس کے مطابق کام کرے۔

8) **دستور کی مخلصانہ حفاظت:** شہریوں کی آئین کی حفاظت میں سب سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ آئین کے خلاف کسی بھی غیر آئینی عمل کی مخالفت کریں۔ آئین کی خلاف ورزی کرنے والے اقدامات یا قوانین کے خلاف احتجاج اور قانونی کارروائی کرنا شہریوں کی اہم ذمہ داری ہے تاکہ آئین کی موجودہ حیثیت کو برقرار رکھا جا سکے۔

آئین کی حفاظت کے لیے شہریوں کا کردار نہ صرف ان کے اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے ضروری ہے بلکہ یہ پورے معاشرتی نظام کے استحکام کے لیے بھی اہم ہے۔ جب شہری آئین کے مطابق اپنے حقوق اور فرائض کا ادراک کرتے ہیں اور آئین کی حفاظت کے لیے مؤثر طریقے سے عمل کرتے ہیں تو وہ جمہوریت، انصاف اور ملک کی فلاح کے لیے اہم قدم اٹھاتے ہیں۔

باب ہشتم: آئین اوراس کا عملی اطلاق

8.1 آئین اور شہریوں کے حقوق

- شہریوں کے حقوق کا عملی اطلاق
- بنیادی حقوق کے تحت مقدمات
- آئین کے تحت عدالتوں کا کردار

8.2 روزمرہ کی زندگی اور آئین کا اطلاق

- آئین کے مختلف حصوں کی عملی تشریح
- روز مرہ زندگی میں آئین کا اطلاق

باب ہشتم : آئین اور اس کا عملی اطلاق

8.3 آئین اور شہریوں کے حقوق

▪ شہریوں کے حقوق کا عملی اطلاق

ہندوستانی آئین میں شہریوں کو دیے گئے حقوق کا عملی اطلاق ایک پیچیدہ عمل ہے جس میں عدلیہ، انتظامیہ، اور مقننہ کی جانب سے مشترکہ تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ آئین میں دیے گئے بنیادی حقوق کا مقصد ہر شہری کی آزادی، مساوات، اور حقوق کا تحفظ کرنا ہے۔ عملی طور پر ان حقوق کا نفاذ تب تک ممکن نہیں جب تک کہ حکومت اور عدالتیں ان حقوق کو ترجیح نہ دیں اور ان کی خلاف ورزیوں پر مؤثر کارروائی نہ کی جائے۔

1) **بنیادی حقوق کا تحفظ:** آئین کے حصہ سوم میں شہریوں کو بنیادی حقوق دیے گئے ہیں، جیسے کہ زندگی اور ذاتی آزادی کا حق، مساوات کا حق، مذہب کی آزادی، زبان کی آزادی، اور تعلیم کا حق۔ ان حقوق کا عملی اطلاق اس وقت ہوتا ہے جب شہری کسی بھی حکومتی یا سرکاری ادارے کی طرف سے ان حقوق کی پامالی کے خلاف عدلیہ سے رجوع کرتے ہیں۔ عدالتیں ان حقوق کی خلاف ورزی پر حکومتی اقدامات کو منسوخ کر سکتی ہیں اور شہریوں کو ان کے حقوق کے بارے میں فوری انصاف فراہم کرتی ہیں۔

مثال: سپریم کورٹ کا فیصلہ "مینکا گاندھی بمقابلہ بھارت یونین" (1978) میں اہمیت رکھتا ہے، جہاں عدالت نے آئین میں دیے گئے ذاتی آزادی کے حق کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ اس کا مطلب صرف جسمانی آزادی نہیں ہے بلکہ اس میں شہری کے تمام ذاتی حقوق کی حفاظت شامل ہے، جیسے کہ بات کرنے، سوچنے، اور زندگی گزارنے کے حق۔

2) **عدلیہ کا کردار اور بنیادی حقوق کا نفاذ:** عدلیہ بنیادی حقوق کے عملی اطلاق میں سب سے اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جب کوئی فرد یا گروہ حکومت کے کسی فیصلے یا قانون کے خلاف بنیادی حقوق کی پامالی کا سامنا کرتا ہے، تو وہ عدالت سے رجوع کرتا ہے۔ عدالتوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ آئین کے مطابق ان حقوق کا تحفظ کریں۔ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس شہریوں کو آئین کے مطابق فیصلے دینے کی ذمہ داری رکھتے ہیں۔

مثال: مینکا گاندھی بنام یونین آف انڈیا (1978) کے مشہور مقدمے میں کیس میں سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ جب کسی حکومتی عمل سے شہریوں کے بنیادی حقوق متاثر ہوں، تو عدالتیں ان کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لیے فوری طور پر مداخلت کریں۔

3) **عوامی مفاد میں مداخلت :** عدلیہ کا ایک اہم کردار عوامی مفاد کا تحفظ کرنا ہے۔ جب حکومتی اقدامات، قوانین یا انتظامی فیصلے عوام کے حقوق اور مفادات کو متاثر کرتے ہیں تو عدالتیں مداخلت کر سکتی ہیں۔ اس مقصد کے لیے عوامی مفاد کی عرضی (Public Interest Litigation - PIL) کا نظام بھی موجود ہے، جس کے ذریعے کوئی بھی شخص یا تنظیم عوامی اہمیت کے معاملات عدالت کے سامنے پیش کر سکتی ہے۔ عدلیہ اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ حکومت اور دیگر ادارے آئین اور قانون کے مطابق کام کریں اور شہریوں کے بنیادی حقوق کا احترام کریں۔

مثال: حسین آرا خاتون بنام ریاست بہار (1979) کے مقدمے میں سپریم کورٹ نے زیرِ سماعت قیدیوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے مداخلت کی اور قرار دیا کہ فوری اور منصفانہ سماعت ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔ اس فیصلے نے عوامی مفاد کی عرضیوں (PIL) کی اہمیت کو اجاگر کیا اور عدلیہ کے عوامی مفاد کے تحفظ میں کردار کو مزید مضبوط بنایا۔

4) **مقدمات کا حل اور حقوق کا نفاذ:** شہریوں کے حقوق کا عملی اطلاق عدالتوں میں دائر کیے گئے مقدمات کے ذریعے ہوتا ہے۔ جب کسی شخص کو اپنے حقوق کی پامالی کا سامنا ہوتا ہے، تو وہ عدالت میں کیس دائر کرتا ہے۔ عدالت اس مقدمے کی سماعت کرکے آئین کے تحت شہری کے حقوق کا نفاذ کرتی ہے۔ اس عمل میں عدلیہ کا آزادانہ کردار اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ شہریوں کے حقوق کا کسی بھی صورت میں استحصال نہ ہو۔

مثال: چمپکم دورائراجن بنام ریاست مدراس (1951) میں سپریم کورٹ نے واضح کیا کہ آئین کے تحت بنیادی حقوق کو قانون سازی پر فوقیت حاصل ہے، اور حکومت ان حقوق کے خلاف قانون سازی نہیں کر سکتی۔ اس فیصلے کے نتیجے میں حکومت کو آئین میں پہلی ترمیم کرنی پڑی تاکہ پبلک ویلفیئر کی اسکیموں کو تحفظ دیا جا سکے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب تک حکومت اور عدلیہ مل کر آئینی حقوق پر عمل نہ کریں، ان کا حقیقی نفاذ ممکن نہیں۔

5) ریاستی اقدامات اور شہریوں کے حقوق: حکومت کے مختلف اقدامات، جیسے کہ نئے قوانین یا پالیسیوں کا نفاذ، بھی شہریوں کے حقوق پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ ان اقدامات کا مقصد شہریوں کو بنیادی حقوق فراہم کرنا ہوتا ہے، مگر کبھی کبھار حکومت کے فیصلے ان حقوق کی خلاف ورزی کر سکتے ہیں۔ عدلیہ ایسے اقدامات کا جائزہ لیتی ہے اور انہیں آئین کے مطابق رکھنے کے لیے ضروری اقدامات کرتی ہے۔

مثال: "آرٹیکل 21" کے تحت عدالتوں نے حکومت کے مختلف اقدامات پر فیصلہ صادر کیا ہے تاکہ شہریوں کے زندگی اور ذاتی آزادی کے حق کا تحفظ کیا جا سکے۔

6) پبلک انٹرسٹ لِٹگیشن (PIL): پبلک انٹرسٹ لِٹگیشن (PIL) کے ذریعے عام لوگ بھی عدالت میں اپنی شکایات درج کروا سکتے ہیں، اور اس کے ذریعے عدالتوں کو شہریوں کے حقوق کے دفاع کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ PIL کے تحت عدالتیں صرف ان افراد کے نہیں بلکہ سماج کے وسیع تر مفاد کے لیے فیصلے کرتی ہیں، جس سے بنیادی حقوق کا عملی اطلاق بڑھتا ہے۔

مثال: ایس پی گپتا بمقابلہ بھارت یونین" (1981) کے مقدمے میں سپریم کورٹ نے پبلک انٹرسٹ لِٹگیشن (PIL) کے دائرہ کار کو وسیع کرتے ہوئے یہ تسلیم کیا کہ عوامی مفاد سے متعلق معاملات میں کوئی بھی ذمہ دار شخص یا تنظیم عدالت سے رجوع کر سکتی ہے۔ اس فیصلے نے PIL کو مضبوط بنیاد فراہم کی اور کمزور و محروم طبقات کے لیے انصاف تک رسائی کو آسان بنایا۔

▪ بنیادی حقوق کے تحت مقدمات

ہندوستان کے آئین میں شہریوں کے بنیادی حقوق کو اہمیت دی گئی ہے اور یہ حقوق انفرادیت، مساوات، آزادی اور انصاف کے حصول کے بنیادی اصولوں پر مبنی ہیں۔ ان حقوق کی خلاف ورزی یا ان کے تحفظ میں کمی کے حوالے سے شہری عدالتوں سے رجوع کرتے ہیں۔ بنیادی حقوق کے تحت مقدمات کا مقصد ان حقوق کی حفاظت کرنا اور ان کے عملی اطلاق کو یقینی بنانا ہے۔ یہ مقدمات مختلف عدالتوں میں دائر کیے جاتے ہیں، جن میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس شامل ہیں۔

1) **بنیادی حقوق کی خلاف ورزی :** آئین کے حصہ III میں درج بنیادی حقوق کا مقصد شہریوں کو تحفظ فراہم کرنا ہے، جن میں زندگی، ذاتی آزادی، مساوات، مذہب، اظہار رائے، تعلیم، اور دیگر اہم حقوق شامل ہیں۔ جب کوئی شہری ان حقوق کی خلاف ورزی محسوس کرتا ہے، تو وہ عدالت میں مقدمہ دائر کر سکتا ہے۔

مثال: "مینکا گاندھی بمقابلہ بھارت یونین" (1978) میں سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ آئین کے آرٹیکل 21 (زندگی اور ذاتی آزادی کا حق) کا دائرہ صرف جسمانی آزادی تک محدود نہیں ہے بلکہ اس میں دیگر حقوق جیسے نقل و حرکت، اظہار رائے، اور معلومات کا حق بھی شامل ہے۔

2) **عدلیہ کا کردار:** عدلیہ کا بنیادی کام یہ ہے کہ وہ شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے مداخلت کرے۔ اگر حکومتی اقدامات یا قوانین ان حقوق کے خلاف ہیں، تو عدالتیں ان کو معطل یا منسوخ کر سکتی ہیں۔ آئین کے مطابق، کسی بھی شخص کی بنیادی حقوق کی پامالی پر عدالتیں اُس شخص کو انصاف فراہم کرنے کے لیے حکومتی اقدامات پر نظر ثانی کر سکتی ہیں۔

مثال: "گولاک ناتھ بمقابلہ بھارت یونین" (1967) کیس میں سپریم کورٹ نے کہا کہ آئین میں بنیادی حقوق کو تبدیل کرنے کے لیے آئینی ترمیم کو محدود نہیں کیا جا سکتا، اور یہ حقوق سرکاری اقدامات کے خلاف تحفظ فراہم کرتے ہیں۔

3) **پبلک انٹرسٹ لٹگیشن (PIL) :** پبلک انٹرسٹ لِٹگیشن (PIL) ایک اہم طریقہ ہے جس کے ذریعے کسی بھی شہری یا گروہ کے حقوق کی پامالی کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا جا سکتا ہے۔ PIL کے ذریعے عدالتیں عوامی مفاد میں مداخلت کرتی ہیں اور ان حقوق کی

پامالیوں کے خلاف فوری کارروائی کرتی ہیں۔ PIL کو 1980 کی دہائی میں عدلیہ کی طرف سے متعارف کرایا گیا تھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ سماج کے کمزور طبقات کے حقوق کا تحفظ کرے۔

مثال: ایس پی گپتا بمقابلہ بھارت یونین" (1981) کے مقدمے میں سپریم کورٹ نے پبلک انٹرسٹ لِٹیگیشن (PIL) کے دائرہ کار کو وسیع کرتے ہوئے یہ تسلیم کیا کہ عوامی مفاد سے متعلق معاملات میں کوئی بھی ذمہ دار شخص یا تنظیم عدالت سے رجوع کر سکتی ہے۔ اس فیصلے نے PIL کو مضبوط بنیاد فراہم کی اور کمزور و محروم طبقات کے لیے انصاف تک رسائی کو آسان بنایا۔

4) **انفرادی حقوق کی حفاظت:** ہندوستانی آئین شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ اگر کسی فرد کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہو تو وہ عدالت سے رجوع کر سکتا ہے۔ عدلیہ ایسے معاملات میں مداخلت کرکے شہریوں کو آئینی تحفظ فراہم کرتی ہے۔

مثال: مینکا گاندھی بمقابلہ بھارت یونین (1978) میں سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ آرٹیکل 21 (زندگی اور ذاتی آزادی کا حق) کی تشریح وسیع انداز میں کی جائے گی، اور کسی شخص کی آزادی صرف قانون کے منصفانہ، معقول اور منصفانہ طریقۂ کار کے تحت ہی محدود کی جا سکتی ہے۔ اس فیصلے نے بنیادی حقوق کے تحفظ کو مزید مضبوط بنایا۔

5) **عدالت کی تشریحی طاقت:** عدلیہ کو آئین کی تشریح کا اختیار حاصل ہے۔ عدالتیں آئینی دفعات اور بنیادی حقوق کی حدود کا تعین کرتی ہیں تاکہ آئین کی اصل روح برقرار رہے اور شہریوں کے حقوق کا مؤثر تحفظ ہو سکے۔

مثال: کیشوانند بھارتی بمقابلہ ریاست کیرالہ (1973) میں سپریم کورٹ نے "بنیادی ڈھانچہ نظریہ" (Basic Structure Doctrine) پیش کیا اور قرار دیا کہ پارلیمنٹ آئین میں ترمیم تو کر سکتی ہے، لیکن آئین کے بنیادی ڈھانچے کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ یہ فیصلہ آئین کی تشریح میں عدلیہ کے اہم کردار کی بہترین مثال ہے۔

6) **حکومتی اقدامات اور ان کے اثرات:** جب حکومت کوئی ایسا قانون یا پالیسی بناتی ہے جو بنیادی حقوق سے متصادم ہو، تو عدالت اس کا جائزہ لے سکتی ہے۔ اگر کوئی قانون یا حکومتی اقدام آئین کے خلاف پایا جائے تو عدالت اسے کالعدم قرار دے سکتی ہے۔

مثال: محمد احمد خان بمقابلہ شاہ بانو بیگم (1985)، جسے عام طور پر شاہ بانو مقدمہ کہا جاتا ہے، میں سپریم کورٹ نے مطلقہ مسلم خاتون کے نان و نفقہ کے حق کو تسلیم کیا۔ اس فیصلے نے خواتین کے حقوق کے تحفظ اور حکومتی قوانین کے عدالتی جائزے کی اہمیت کو نمایاں کیا۔

▪ آئین کے تحت عدالتوں کا کردار

ہندوستانی آئین میں عدالتوں کا کردار نہایت اہم ہے، کیونکہ آئین کی تشریح اور اس کی روح کے مطابق اس کا نفاذ کرنا عدالتوں کی ذمہ داری ہے۔ عدالتیں بنیادی حقوق کے تحفظ، آئین کی خلاف ورزیوں کی جانچ، اور حکومتی اقدامات کو آئین کے مطابق قرار دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ آئین کے تحت عدالتوں کا کردار ایک نگہبان کی مانند ہے، جو آئین کی بالادستی کو یقینی بناتی ہیں۔

1) **آئین کی تشریح اور نفاذ:** عدلیہ کا سب سے اہم کردار آئین کی تشریح اور اس کے مؤثر نفاذ کو یقینی بنانا ہے۔ عدالتیں آئین کی مختلف دفعات اور آرٹیکلز کی تشریح کرکے ان کے صحیح مفہوم کا تعین کرتی ہیں اور اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ حکومت اور دیگر ادارے آئین کے مطابق کام کریں۔ اگر کوئی قانون یا حکومتی اقدام آئین سے متصادم ہو تو عدلیہ اسے کالعدم قرار دے سکتی ہے۔ اسی طرح بنیادی حقوق کے تحفظ اور آئین کی بالادستی کو برقرار رکھنا بھی عدلیہ کی اہم ذمہ داری ہے۔

مثال: کیشوانند بھارتی بمقابلہ ریاست کیرالہ (1973) میں سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ پارلیمنٹ کو آئین میں ترمیم کا اختیار حاصل ہے، لیکن وہ آئین کے بنیادی ڈھانچے (Basic Structure) کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ عدالت نے واضح کیا کہ جمہوریت، قانون کی حکمرانی، عدلیہ کی آزادی اور بنیادی حقوق جیسے عناصر آئین کے بنیادی ڈھانچے کا حصہ ہیں۔ اس فیصلے نے آئین کی تشریح اور اس کے تحفظ میں عدلیہ کے کردار کو مزید مضبوط بنایا اور آئینی بالادستی کے اصول کو مستحکم کیا۔

2) **بنیادی حقوق کی حفاظت:** ہندوستانی آئین کے حصہ سوم (Part III) میں شہریوں کے بنیادی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔ ان حقوق کے تحفظ کو یقینی بنانا عدلیہ کی اہم ترین ذمہ داریوں میں سے ایک ہے۔ اگر کسی شہری کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہو تو وہ سپریم کورٹ (آرٹیکل 32) یا ہائی کورٹ (آرٹیکل 226) سے رجوع کر سکتا ہے۔ عدالتیں ایسے معاملات میں مداخلت کرکے شہریوں کو انصاف فراہم کرتی ہیں اور اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ حکومت اور دیگر ادارے آئین کے مطابق عمل کریں۔ اس طرح عدلیہ بنیادی حقوق کی محافظ کے طور پر اہم کردار ادا کرتی ہے۔

مثال: مینکا گاندھی بمقابلہ بھارت یونین (1978) میں سپریم کورٹ نے آرٹیکل 21 (زندگی اور ذاتی آزادی کے حق) کی وسیع تشریح کرتے ہوئے قرار دیا کہ یہ حق صرف جسمانی آزادی تک محدود نہیں بلکہ اس میں باوقار زندگی، نقل و حرکت کی آزادی اور دیگر متعلقہ حقوق بھی شامل ہیں۔ اس فیصلے نے بنیادی حقوق کے تحفظ کو مزید مضبوط بنایا اور عدلیہ کے کردار کو نمایاں کیا۔

3) **عدلیہ کا آئین کی بالادستی کو یقینی بنانا:** عدلیہ کا ایک اہم کردار آئین کی بالادستی کو برقرار رکھنا ہے۔ عدالتیں اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ حکومت، پارلیمنٹ اور دیگر سرکاری ادارے آئین کے دائرے میں رہ کر اپنے اختیارات استعمال کریں۔ اگر کوئی قانون، پالیسی یا حکومتی اقدام آئین کی دفعات کے خلاف ہو تو عدالت اسے غیر آئینی قرار دے کر کالعدم کر سکتی ہے۔ اس طرح عدلیہ آئین کی بالادستی، قانون کی حکمرانی اور جمہوری نظام کے تحفظ میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

مثال: کیشوانند بھارتی بمقابلہ ریاست کیرالہ (1973) میں سپریم کورٹ نے "بنیادی ڈھانچہ نظریہ" (Basic Structure Doctrine) پیش کیا اور قرار دیا کہ اگرچہ پارلیمنٹ کو آئین میں ترمیم کا اختیار حاصل ہے، لیکن وہ آئین کے بنیادی ڈھانچے کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ اس فیصلے نے آئین کی بالادستی کو مضبوط بنایا اور واضح کیا کہ عدلیہ آئین کے تحفظ اور اس کی تشریح میں ایک فیصلہ کن کردار رکھتی ہے۔

4) **اختیارات کا توازن اور وفاقی نظام کا تحفظ:** ہندوستان ایک وفاقی ریاست ہے، جہاں اختیارات مرکز اور ریاستوں کے درمیان تقسیم کیے گئے ہیں۔ اس نظام میں عدلیہ کا ایک اہم کردار یہ ہے کہ وہ مرکز اور ریاستوں کے درمیان اختیارات کے توازن کو برقرار رکھے اور آئینی تنازعات کا منصفانہ حل فراہم کرے۔ سپریم کورٹ کو آئین کے تحت یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ مرکز اور ریاستوں یا مختلف ریاستوں کے درمیان پیدا ہونے والے تنازعات کا فیصلہ کرے۔ اس طرح عدلیہ وفاقی ڈھانچے کے تحفظ اور آئینی توازن کو برقرار رکھنے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

مثال: ایس۔آر۔ بومئی بمقابلہ بھارت یونین (1994) میں سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ آرٹیکل 356 کے تحت ریاستی حکومتوں کی برطرفی کا اختیار لامحدود نہیں ہے اور اس کے استعمال کا عدالتی جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ عدالت نے واضح کیا کہ مرکزی حکومت اس اختیار کا من مانی استعمال نہیں کر سکتی۔ اس فیصلے نے وفاقی نظام، ریاستوں کی خودمختاری اور آئین کی بالادستی کو مزید مضبوط بنایا۔

5) آئینی اختیارات اور حکومتی اقدامات پر نظر رکھنا: عدلیہ کا ایک اہم کردار حکومتی اقدامات، قوانین اور انتظامی فیصلوں کا جائزہ لینا ہے تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ وہ آئین کے مطابق ہیں۔ اگر حکومت یا کوئی سرکاری ادارہ ایسا اقدام کرے جو آئین کے بنیادی اصولوں یا شہریوں کے بنیادی حقوق کے خلاف ہو، تو عدالت اس کا عدالتی جائزہ لے سکتی ہے اور ضرورت پڑنے پر اسے کالعدم قرار دے سکتی ہے۔ اس طرح عدلیہ حکومت کے اختیارات پر آئینی نگرانی قائم رکھتی ہے اور قانون کی حکمرانی کو مضبوط بناتی ہے۔

مثال: اے۔ ڈی۔ ایم۔ جبل پور بمقابلہ شیو کانت شکلا (1976)، جسے ہیبیس کارپس کیس بھی کہا جاتا ہے، ایمرجنسی کے دوران بنیادی حقوق کی معطلی سے متعلق تھا۔ اگرچہ اس مقدمے میں سپریم کورٹ نے اس وقت حکومت کے مؤقف کی تائید کی، لیکن بعد میں اس فیصلے کو عدالتی تاریخ کی ایک بڑی غلطی قرار دیا گیا۔ بعد ازاں **جسٹس کے۔ ایس۔ پٹّسوامی بمقابلہ بھارت یونین (2017)** میں سپریم کورٹ نے واضح کیا کہ بنیادی حقوق اور شخصی آزادی آئین کے بنیادی اصول ہیں اور ان کا تحفظ ہر حال میں ضروری ہے۔ اس پیش رفت نے عدلیہ کے حکومتی اقدامات پر مؤثر نگرانی کے کردار کو مزید مضبوط کیا۔

6) اجتماعی مفاد کے تحفظ میں عدلیہ کا کردار: عدلیہ نہ صرف انفرادی حقوق کے تحفظ میں اہم کردار ادا کرتی ہے بلکہ اجتماعی مفاد میں بھی فیصلے صادر کرتی ہے۔ عدالتیں جب یہ دیکھتی ہیں کہ کسی حکومتی اقدام سے عوام کے وسیع تر مفاد کو نقصان پہنچ رہا ہے، تو وہ اس اقدام کو روکنے یا اس میں اصلاحات کرنے کے لیے حکم جاری کرتی ہیں۔

مثال: ایس پی گپتا بمقابلہ بھارت یونین (1981) میں عدالت نے کہا کہ سماجی انصاف کے حصول کے لیے حکومتی اقدامات کو درست طریقے سے نافذ کرنا ضروری ہے، اور اس کے ذریعے عدلیہ نے عوامی مفاد میں فیصلے دیے۔

8.2 روزمرہ کی زندگی اور آئین کا اطلاق

▪ آئین کے مختلف حصوں کی عملی تشریح

ہندوستان کا آئین ملک کی حکمرانی، قانونی نظام اور شہری حقوق کی بنیاد ہے۔ آئین کے مختلف حصوں کے ذریعے حکومت کے ڈھانچے، اختیارات، حقوق اور ذمہ داریوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ ان حصوں کی عملی تشریح سے یہ سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ آئینی اصول روزمرہ زندگی اور حکومتی نظام میں کس طرح نافذ ہوتے ہیں۔

1) **یونین اور ریاستیں (Part I: Union and its Territory)**: آئین کا پہلا حصہ ہندوستان کی وفاقی ساخت، ریاستوں اور مرکز کے باہمی تعلقات، اور ملک کی جغرافیائی وحدت کی وضاحت کرتا ہے۔

عملی مثال: آئین کے آرٹیکل 3 کے تحت مرکزی پارلیمنٹ کسی بھی ریاست کی حدود کو تبدیل کر کے نئی ریاست قائم کر سکتی ہے۔ جیسے سنہ 2014 میں آندھرا پردیش کی تنظیمِ نو کر کے تلنگانہ کو ایک نئی ریاست بنایا گیا، اور سنہ 2019 میں جموں و کشمیر کی آئینی حیثیت تبدیل کر کے اسے مرکزِ زیرِ انتظام علاقوں میں تقسیم کیا گیا۔ یہ اقدامات آئین کے حصہ I کی وفاقی طاقت کو ظاہر کرتے ہیں۔

2) **بنیادی حقوق (Part III: Fundamental Rights)**: بنیادی حقوق ہر شہری کی آزادی، مساوات اور انسانی وقار کی ضمانت دیتے ہیں اور ریاستی اختیارات پر آئینی حدود عائد کرتے ہیں۔

عملی مثال: آرٹیکل 21 کے تحت زندگی اور ذاتی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اگر کسی شخص کو قانونی طریقۂ کار کے بغیر حراست میں لیا جائے تو یہ بنیادی حق کی خلاف ورزی ہوگی۔

عدالتی مثال: مینکا گاندھی بنام یونین آف انڈیا (1978) میں سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ "قانون کے ذریعے مقرر کردہ طریقۂ کار" منصفانہ، معقول اور غیر امتیازی ہونا چاہیے۔

3) **مالی تعلقات اور وسائل کی تقسیم (Part XII):** آئین مرکز اور ریاستوں کے درمیان مالی وسائل، ٹیکسوں اور محصولات کی تقسیم کے اصول متعین کرتا ہے تاکہ وفاقی نظام میں مالی توازن برقرار رہے۔

عملی مثال: آرٹیکل 280 کے تحت قائم فنانس کمیشن مرکز اور ریاستوں کے درمیان ٹیکس محصولات کی تقسیم کے بارے میں سفارشات پیش کرتا ہے، جن کی بنیاد پر ریاستوں کو مالی وسائل فراہم کیے جاتے ہیں۔

4) **عاملہ (Executive):** عاملہ حکومت کی پالیسیوں اور قوانین پر عمل درآمد کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ اس میں صدر، وزیر اعظم، وزراء اور سرکاری افسران شامل ہیں۔

عملی مثال: کووڈ-19 وبا کے دوران مرکزی کابینہ نے مختلف پالیسی فیصلے کیے اور سرکاری اداروں نے ان پر عمل درآمد کیا، جس سے عاملہ کے کردار کی عملی صورت سامنے آتی ہے۔

5) **مقننہ (Parliament / Legislature):** پارلیمنٹ قانون سازی، مالیاتی امور اور حکومت کی نگرانی کی ذمہ دار ہے۔ اس میں لوک سبھا اور راجیہ سبھا شامل ہیں۔

عملی مثال: پارلیمنٹ مختلف قوانین منظور کرتی ہے اور ضرورت کے مطابق ان میں ترمیم کرتی ہے۔ اہم قومی پالیسیوں اور اصلاحات کا نفاذ پارلیمانی منظوری کے بعد ہی ممکن ہوتا ہے۔

6) **عدلیہ (Judiciary):** عدلیہ آئین کی تشریح، بنیادی حقوق کے تحفظ اور قانونی تنازعات کے حل کی ذمہ دار ہے۔

عملی مثال: ایم۔ سی۔ مہتا بنام یونین آف انڈیا (1986) میں سپریم کورٹ نے ماحولیاتی تحفظ کے اصولوں کو فروغ دیا اور عوامی مفاد کی عرضیوں (PIL) کی اہمیت کو مضبوط کیا۔

7) آئینی ترامیم (Constitutional Amendments): آئین میں وقت کے تقاضوں کے مطابق تبدیلی لانے کے لیے ترمیم کا طریقۂ کار فراہم کیا گیا ہے۔

عملی مثال: 61ویں آئینی ترمیم (1988) کے ذریعے ووٹ ڈالنے کی عمر 21 سال سے کم کر کے 18 سال کی گئی۔

مزید مثال: 73 ویں اور 74ویں آئینی ترامیم (1992) کے ذریعے پنچایتی راج اور شہری بلدیاتی اداروں کو آئینی حیثیت دی گئی، جس سے مقامی خود حکومتی نظام کو مضبوطی ملی۔

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ آئین کے مختلف حصے محض نظری اصول نہیں بلکہ عملی طور پر ہندوستان کے سیاسی، قانونی اور انتظامی نظام کی بنیاد ہیں اور عوام کی زندگیوں پر براہِ راست اثر ڈالتے ہیں۔

▪ روز مرہ زندگی میں آئین کا اطلاق

آئین ایک ملک کا بنیادی قانون ہوتا ہے، اور اس کے مختلف حصے حکومت، عدلیہ، مقننہ، اور عوام کے حقوق اور فرائض کو ترتیب دیتے ہیں۔ آئین کا اطلاق صرف عدالتوں یا حکومتی دفاتر تک محدود نہیں رہتا، بلکہ یہ عوام کی روز مرہ زندگی میں بھی نمایاں طور پر اثرانداز ہوتا ہے۔ آئین کی مختلف دفعات اور اصول زندگی کے مختلف شعبوں میں اس طرح نافذ ہوتے ہیں کہ یہ افراد کے حقوق کی حفاظت اور معاشرتی انصاف کو یقینی بناتے ہیں۔ روز مرہ زندگی میں آئین کا اطلاق مختلف سطحوں پر ہوتا ہے، جن میں حکومتی پالیسیوں سے لے کر شہریوں کے حقوق تک شامل ہیں۔

1) **بنیادی حقوق کا تحفظ:** آئین میں شہریوں کے بنیادی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے، جو ہر شہری کی روز مرہ زندگی میں براہ راست اثرانداز ہوتے ہیں۔ بنیادی حقوق کی دفعات کے تحت ہر فرد کو زندگی اور آزادی کی ضمانت، مذہبی آزادی، اظہار رائے کی آزادی، مساوات کے حقوق اور تحفظ کے حقوق ملتے ہیں۔

عملی اطلاق: مثال کے طور پر، اگر کسی فرد کو بغیر کسی وجہ کے حراست میں لیا جائے تو وہ آئین کے آرٹیکل 21 (زندگی اور ذاتی آزادی کے حقوق) کے تحت عدالت میں درخواست دائر کر سکتا ہے۔ اسی طرح کسی فرد کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کا حق حاصل ہے، اور اگر کسی کو اس حق سے محروم کیا جائے تو وہ آئین کے آرٹیکل 25 کے تحت تحفظ کے لیے عدالت سے رجوع کر سکتا ہے۔

2) **عوامی تحفظ اور قانون کا اطلاق:** آئین کی مدد سے عوام کو قانون کے سامنے مساوی حیثیت فراہم کی جاتی ہے، اور آئین میں حکومتی اداروں کو یہ ذمہ داری دی گئی ہے کہ وہ قانون کی حکمرانی کو یقینی بنائیں۔

عملی اطلاق: پولیس کی کارروائیاں یا حکومت کی انتظامی پالیسیوں کے تحت عوام کے حقوق کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اگر کسی شخص کو غیر قانونی طور پر گرفتار کیا جائے یا اس کے ساتھ بدسلوکی کی جائے تو وہ آئین کے تحت فوری طور پر ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ سے رجوع کر سکتا ہے۔ اسی طرح، عوامی تحفظ کے لیے مختلف قوانین اور حکومتی اقدامات آئین کے مطابق تشکیل دیے جاتے ہیں تاکہ شہریوں کو ہر قسم کی جبر سے بچایا جا سکے۔

3) **تعلیمی حقوق:** آئینِ ہند ہر بچے کے لیے تعلیم کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے۔ 86ویں آئینی ترمیم (2002) کے ذریعے آرٹیکل 21-A شامل کیا گیا، جس کے تحت 6 سے 14 سال کی عمر کے تمام بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کو بنیادی حق قرار دیا گیا۔ اس کے مطابق ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر بچے کو معیاری ابتدائی تعلیم کے مواقع فراہم کرے۔

عملی اطلاق: حکومت نے اس حق کے نفاذ کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں، جیسے سرکاری اسکولوں میں مفت تعلیم، مڈ ڈے میل اسکیم اور حقِ تعلیم قانون (Right to Education Act, 2009)۔ ان اقدامات کا مقصد بچوں کو تعلیم کی طرف راغب کرنا اور تعلیمی مواقع کو عام بنانا ہے۔ اگر کسی بچے کو بلاجواز تعلیم سے محروم رکھا جائے تو اس کے حق کے تحفظ کے لیے عدالت سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

4) **صحت کے حقوق:** اگرچہ آئینِ ہند میں صحت کو براہِ راست بنیادی حق کے طور پر درج نہیں کیا گیا، لیکن سپریم کورٹ نے آرٹیکل 21 کی تشریح کرتے ہوئے قرار دیا ہے کہ باعزت زندگی گزارنے کے حق میں صحت کی بنیادی سہولتیں بھی شامل ہیں۔ مزید برآں، آرٹیکل 47 ریاست کو عوامی صحت کے فروغ اور معیارِ زندگی بہتر بنانے کی ہدایت دیتا ہے۔

عملی اطلاق: حکومتی اسپتالوں اور صحت کے مراکز میں علاج کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر، سرکاری اسپتالوں میں علاج کی سہولتیں عوام کو فراہم کی جاتی ہیں، اور حکومت مختلف اسکیموں جیسے "آیوشمان بھارت" کے ذریعے لوگوں کو صحت کی خدمات فراہم کرتی ہے۔ اگر کسی شخص کو علاج میں روکاوٹ ڈالی جائے یا صحت کی سہولتوں سے محروم رکھا جائے، تو وہ عدالت سے رجوع کر کے اپنے حقوق کا تحفظ کر سکتا ہے۔

5) **انتخابی حقوق:** ہندوستانی آئین ہر بالغ شہری کو انتخابات میں حصہ لینے اور اپنے نمائندے کو منتخب کرنے کا حق دیتا ہے۔ یہ حق جمہوری نظام کی بنیاد ہے، کیونکہ اس کے ذریعے عوام حکومت کی تشکیل میں براہِ راست کردار ادا کرتے ہیں۔ آئین کے آرٹیکل 326 کے تحت بالغ رائے دہی ((Adult Suffrage کے اصول کو تسلیم کیا گیا ہے، جس کے مطابق ہر اہل شہری کو بلاامتیاز ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔

عملی اطلاق: ہندوستان میں ہر بالغ شہری، جس کی عمر مقررہ قانونی حد کو پہنچ چکی ہو اور جس کا نام ووٹر فہرست میں درج ہو، انتخابات میں ووٹ ڈال سکتا ہے۔ انتخابی عمل کی شفافیت اور غیر جانبداری کو یقینی بنانے کے لیے الیکشن کمیشن مختلف اقدامات کرتا ہے، جن میں الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں (EVMs) کا استعمال، ووٹر فہرستوں کی تیاری اور انتخابی ضابطۂ اخلاق کا نفاذ شامل ہے۔ اس طرح ہر شہری کو اپنے حقِ رائے دہی کے مؤثر استعمال کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔

6) **خواتین کے حقوق کا تحفظ:** آئین خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے مختلف دفعات فراہم کرتا ہے، تاکہ خواتین کو مساوی حقوق حاصل ہوں اور انہیں کسی بھی قسم کی امتیازی سلوک سے بچایا جا سکے۔

عملی اطلاق: خواتین کو تحفظ دینے کے لیے حکومتی سطح پر کئی پالیسیوں اور قوانین کو نافذ کیا گیا ہے، جیسے "گھر سے باہر خواتین کے تحفظ کے قوانین" اور "مساوی اجرت کے قوانین" تاکہ خواتین کو کام کے مقامات پر برابر کے حقوق مل سکیں۔ اگر کسی جگہ خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک ہو یا ان کے حقوق کی خلاف ورزی ہو، تو وہ عدالت سے اپنی شکایت درج کروا سکتی ہیں۔

7) **مذہبی آزادی کا تحفظ:** آئین ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے کی آزادی دیتا ہے۔ اس کی بنیاد پر کسی بھی مذہب کے پیروکاروں کو ان کے عقائد کے مطابق آزادی دی جاتی ہے۔

عملی اطلاق: مختلف تہواروں پر حکومت کی طرف سے عوام کو مذہبی تعطیلات فراہم کی جاتی ہیں، اور مختلف مذہبی تنظیموں کو اپنے عقائد کے مطابق سرگرمیاں کرنے کی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ اگر کسی شخص یا گروہ کے مذہبی حقوق کی خلاف ورزی کی جائے، تو وہ آئین کے تحت عدالت سے اپنے حقوق کا تحفظ کر سکتا ہے۔

8) **آئینی اصلاحات اور تبدیلیاں:** آئین کے مختلف حصوں کو وقتاً فوقتاً اصلاحات کے ذریعے تبدیل کیا جا سکتا ہے تاکہ وہ جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوں۔

عملی اطلاق: آئین میں ترمیمات کا عمل ہندوستان کی پارلیمنٹ کے ذریعے کیا جاتا ہے، جیسے 73 اور 74 ترمیمات کے ذریعے مقامی سطح پر حکومت کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا تاکہ گرام پنچایت اور میونسپل اداروں کو خودمختاری دی جا سکے۔ اس کے علاوہ، مختلف معاشرتی مسائل پر جدید قوانین اور پالیسیوں کا نفاذ آئین کے تحت کیا جاتا ہے۔

الحاصل، آئین کا روز مرہ زندگی میں اطلاق صرف عدلیہ یا حکومت تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ ہر شہری کے حقوق کے تحفظ کے لیے بنیادی دستاویز ہے۔ اس کا ہر حصہ عوامی زندگی کی ہر سطح پر اثر انداز ہوتا ہے اور ملک کے عدلیہ، مقننہ، ایگزیکٹو اور عوامی شعبوں کے درمیان توازن قائم کرتا ہے تاکہ ملک میں انصاف، مساوات اور امن قائم رکھا جا سکے۔

باب نہم : مرکزی، ریاستی اور مقامی حکومتوں کا عملی اطلاق

9.1 مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے عملی اطلاق

- قانون سازی اور پالیسیوں کا نفاذ
- مرکز اور ریاست کے تعلقات
- انتظامی ڈھانچے کا عملی کردار
- عوامی خدمات کی فراہمی
- آفات اور ہنگامی حالات میں اشتراک

9.2 دیہی اور شہری حکومتوں کا عملی اطلاق

- پنچایتی راج کے کامیاب ماڈلز
- میونسپل کارپوریشنز اور میونسپل کمیٹیوں کی کارکردگی
- مقامی حکومتوں کے عملی مسائل اور ان کے حل کی کوششیں
- دیہی اور شہری حکومتوں کے درمیان تعاون کے مظاہر

باب نہم : مرکزی، ریاستی اور مقامی حکومتوں کا عملی اطلاق

9.1 مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے عملی اطلاق

▪ قانون سازی اور پالیسیوں کا نفاذ

1. مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے قانون سازی کے اختیارات (یونین لسٹ، اسٹیٹ لسٹ اور کنکرنٹ لسٹ)

ہندوستان ایک وفاقی ریاست ہے، جس میں اختیارات مرکز اور ریاستوں کے درمیان تقسیم کیے گئے ہیں۔ آئین کے ساتویں شیڈول (Seventh Schedule) میں قانون سازی کے اختیارات کو تین فہرستوں میں تقسیم کیا گیا ہے: یونین لسٹ، اسٹیٹ لسٹ اور کنکرنٹ لسٹ۔ اس تقسیم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ قومی اہمیت کے معاملات مرکز کے دائرۂ اختیار میں رہیں، مقامی نوعیت کے امور ریاستوں کے سپرد ہوں، اور بعض معاملات میں مرکز اور ریاستیں مشترکہ طور پر قانون سازی کر سکیں۔ اس نظام کے ذریعے وفاقی توازن اور مؤثر حکمرانی کو یقینی بنایا گیا ہے۔

(1) یونین لسٹ (Union List): یونین لسٹ میں وہ موضوعات شامل ہیں جن پر صرف پارلیمنٹ کو قانون سازی کا اختیار حاصل ہے۔ ریاستی مقننہ ان معاملات پر قانون نہیں بنا سکتی، کیونکہ ان کا تعلق قومی سلامتی، ملکی وحدت اور بین الاقوامی امور سے ہوتا ہے۔

یونین لسٹ کے اہم موضوعات درج ذیل ہیں:

- **دفاع (Defence)**
- **خارجہ امور (Foreign Affairs)**
- **بین الاقوامی تجارت (International Trade)**
- **کرنسی اور بینکنگ (Currency and Banking)**
- **ریلویز اور ہوابازی (Railways and Aviation)**
- **مواصلات اور ٹیلی کمیونیکیشن (Telecommunications)**

چونکہ یہ معاملات پورے ملک کو متاثر کرتے ہیں، اس لیے ان پر قانون سازی کا اختیار صرف مرکزی حکومت اور پارلیمنٹ کے پاس ہے۔

(2) اسٹیٹ لسٹ (State List): اسٹیٹ لسٹ میں وہ موضوعات شامل ہیں جن کا تعلق بنیادی طور پر ریاستی انتظام و انصرام اور مقامی ضروریات سے ہوتا ہے۔ ان امور پر قانون سازی کا اختیار ریاستی مقننہ کو حاصل ہوتا ہے۔ اسٹیٹ لسٹ کے اہم موضوعات درج ذیل ہیں:

- **پولیس اور امن و امان (Police and Public Order)**
- **صحت عامہ اور اسپتال (Public Health and Hospitals)**
- **زراعت اور آبپاشی (Agriculture and Irrigation)**
- **مقامی حکومتیں (Local Government)**
- **زمین اور جائیداد کے حقوق (Land and Property Rights)**

عام حالات میں صرف ریاستی حکومتیں ان موضوعات پر قانون بنا سکتی ہیں۔ تاہم، آئین کے آرٹیکل 249 کے تحت اگر راجیہ سبھا قومی مفاد میں حاضر اور ووٹ دینے والے ارکان کی دو تہائی اکثریت سے قرارداد منظور کرے، تو پارلیمنٹ کو بھی ان موضوعات پر قانون سازی کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔ راجیہ سبھا کی یہ قرارداد ایک بار میں صرف ایک سال کے لیے کارآمد ہوتی ہے (تاہم راجیہ سبھا چاہے تو ہر بار نئی قرارداد پاس کر کے اسے مزید ایک ایک سال کے لیے آگے بڑھا سکتی ہے)۔ اس قرارداد کے تحت پارلیمنٹ کا بنایا ہوا قانون مستقل نہیں ہوتا، بلکہ قرارداد کی مدت ختم ہونے کے بعد بھی مزید چھ ماہ تک نافذ العمل رہتا ہے، اور اس کے بعد خود بخود غیر مؤثر ہو جاتا ہے۔

(3) کنکرنٹ لسٹ (Concurrent List): کنکرنٹ لسٹ میں وہ موضوعات شامل ہیں جن پر مرکز اور ریاستیں دونوں قانون سازی کر سکتی ہیں۔ اس فہرست کا مقصد ایسے معاملات میں تعاون اور ہم آہنگی پیدا کرنا ہے جو قومی اور ریاستی دونوں سطحوں پر اہمیت رکھتے ہیں۔ کنکرنٹ لسٹ کے اہم موضوعات درج ذیل ہیں:

- **تعلیم (Education)**
- **مزدور قوانین اور ملازمین کے حقوق (Labour Laws and Employee Rights)**
- **فوجداری قانون اور طریقۂ کار (Criminal Law and Procedure)**
- **ماحولیات اور جنگلات (Environment and Forests)**

- **شادی، طلاق اور خاندانی قوانین (Marriage and Divorce)**

اگر کسی موضوع پر مرکز اور ریاست دونوں نے قانون بنایا ہو اور دونوں قوانین میں تضاد پیدا ہو جائے، تو آئین کے آرٹیکل 254 کے مطابق مرکزی قانون کو فوقیت حاصل ہوگی۔ تاہم، آرٹیکل 254(2) کے تحت، اگر ریاستی قانون کو صدرِ جمہوریہ (President) کی منظوری حاصل ہو جائے، تو اس مخصوص ریاست میں مرکزی قانون کے بجائے وہ ریاستی قانون ہی نافذ مانا جائے گا۔

مختصراً، ہندوستانی آئین میں قانون سازی کے اختیارات کی تقسیم وفاقی نظام کا ایک اہم ستون ہے۔ یونین لسٹ قومی اہمیت کے معاملات کو مرکز کے سپرد کرتی ہے، اسٹیٹ لسٹ مقامی اور ریاستی امور کو ریاستوں کے اختیار میں دیتی ہے، جبکہ کنکرنٹ لسٹ مشترکہ قانون سازی کی سہولت فراہم کرتی ہے۔ یہ نظام مرکز اور ریاستوں کے درمیان اختیارات کے توازن، مؤثر حکمرانی اور قومی یکجہتی کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

2. مرکزی حکومت کی پالیسیوں کا ریاستوں کے ذریعے نفاذ

ہندوستان ایک وفاقی نظامِ حکومت رکھتا ہے، جہاں مرکزی حکومت قومی سطح پر پالیسیاں، قوانین اور ترقیاتی منصوبے مرتب کرتی ہے، جبکہ ان کے نفاذ کی بنیادی ذمہ داری ریاستی حکومتوں پر عائد ہوتی ہے۔ ریاستی حکومتیں اپنے انتظامی ڈھانچے، محکموں اور مقامی اداروں کے ذریعے مرکزی پالیسیوں اور اسکیموں کو زمینی سطح پر نافذ کرتی ہیں۔ اس تعاون کے نتیجے میں قومی ترقیاتی اہداف کو مؤثر انداز میں حاصل کیا جاتا ہے۔

(1) مرکزی معاونت یافتہ اسکیمیں (Centrally Sponsored Schemes – CSS): مرکزی معاونت یافتہ اسکیمیں وہ منصوبے ہیں جن میں مالی وسائل مرکزی اور ریاستی حکومتیں مشترکہ طور پر فراہم کرتی ہیں، جبکہ ان کا عملی نفاذ ریاستی حکومتوں کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ ان اسکیموں کا مقصد قومی ترقیاتی اہداف کو مقامی سطح پر مؤثر انداز میں نافذ کرنا اور عوام کو بنیادی سہولیات فراہم کرنا ہے۔

- **مہاتما گاندھی نیشنل رورل ایمپلائمنٹ گارنٹی ایکٹ (MGNREGA / منریگا):** یہ ایک اہم قانونی اسکیم ہے جو دیہی علاقوں کے غریب خاندانوں کو ایک مالی سال میں کم از کم 100 دن کے گارنٹی شدہ روزگار کی فراہمی کو یقینی بناتی ہے۔ اس منصوبے کا مقصد دیہی عوام کی معاشی حالت بہتر بنانا، غربت میں کمی لانا اور دیہات سے شہروں کی جانب غیر ضروری نقل مکانی کو روکنا ہے۔

- **پردھان منتری گرامین سڑک یوجنا (PMGSY)**: اس اسکیم کا آغاز سال 2000 میں کیا گیا۔ اس کا بنیادی مقصد دیہی علاقوں اور دور دراز دیہاتوں کو ہر موسم میں قابلِ استعمال پکی سڑکوں کے ذریعے مرکزی شاہراہوں سے جوڑنا ہے، تاکہ نقل و حمل، تجارت اور معاشی سرگرمیوں کو فروغ دیا جا سکے۔
- **آیوشمان بھارت – پردھان منتری جن آروگیہ یوجنا (PMJAY)**: یہ دنیا کی سب سے بڑی سرکاری صحت بیمہ اسکیموں میں سے ایک ہے۔ اس کے تحت مستحق اور کم آمدنی والے خاندانوں کو سنگین بیماریوں کے علاج کے لیے سالانہ 5 لاکھ روپے تک کی مفت اور کیش لیس طبی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ (حالیہ توسیع کے تحت اب 70 سال اور اس سے زائد عمر کے تمام بزرگ شہریوں کو بھی اس اسکیم کے دائرے میں لا کر سالانہ 5 لاکھ روپے کا علیحدہ کور دیا گیا ہے)۔
- **سوچھ بھارت مشن (Swachh Bharat Mission)**: اس قومی مہم کا مقصد ملک بھر میں صفائی ستھرائی کو فروغ دینا اور کھلے میں رفع حاجت کے رجحان کا خاتمہ کرنا ہے۔ اس کے تحت بیت الخلا کی تعمیر، صفائی کے بہتر انتظام اور کچرے کی مؤثر تلفی پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

(2) مرکزی شعبے کی اسکیمیں (Central Sector Schemes): مرکزی شعبے کی اسکیمیں وہ منصوبے ہیں جن کے تمام اخراجات مرکزی حکومت خود برداشت کرتی ہے۔ ان اسکیموں کا مقصد قومی سطح پر ترقیاتی اہداف حاصل کرنا اور مختلف طبقات کو براہِ راست فوائد فراہم کرنا ہے۔

- **پردھان منتری کسان سمان ندھی (PM-KISAN)**: اس اسکیم کے تحت زمیندار کسان خاندانوں کو مالی امداد کے طور پر سالانہ 6,000 روپے فراہم کیے جاتے ہیں۔ یہ رقم براہِ راست مستفید کسانوں کے بینک اکاؤنٹس میں 2,000 روپے کی تین مساوی اقساط کی صورت میں منتقل کی جاتی ہے، تاکہ وہ زرعی اخراجات پورے کر سکیں۔
- **اسٹارٹ اپ انڈیا (Startup India)**: اس منصوبے کا مقصد ملک میں نئے کاروباروں اور اختراعی منصوبوں کو فروغ دینا ہے۔ اس کے تحت نئے کاروباری افراد کو ٹیکس میں رعایت، مالی معاونت، آسان قرضوں اور کاروباری سہولیات کی فراہمی کے ذریعے روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے میں مدد دی جاتی ہے۔

- **بیٹی بچاؤ، بیٹی پڑھاؤ (Beti Bachao, Beti Padhao)**: یہ اسکیم لڑکیوں کے تحفظ، تعلیم اور بااختیار بنانے کے لیے شروع کی گئی۔ اس کا مقصد صنفی امتیاز کا خاتمہ، بچیوں کی تعلیم کو فروغ دینا اور معاشرے میں خواتین کے حقوق سے متعلق آگاہی پیدا کرنا ہے۔ "مشن شکتی" (Sambal) کے رہنما خطوط کے تحت اب یہ 100٪ مرکزی فنڈنگ سے چلتی ہے۔

(3) مشترکہ موضوعات پر مرکزی قوانین کا ریاستی سطح پر نفاذ: کچھ موضوعات ایسے ہیں جو آئین کی کنکرنٹ لسٹ (مشترکہ فہرست) میں شامل ہیں۔ ان پر پارلیمنٹ ایسے مرکزی قوانین وضع کرتی ہے جو پورے ملک میں یکساں رہنمائی فراہم کرتے ہیں، لیکن ان کے اندرونی قواعد (Rules) بنانے اور انہیں زمینی سطح پر لاگو کرنے کا کلیدی اختیار ریاستی حکومتوں کے محکموں اور انتظامی اداروں کے پاس ہوتا ہے۔

مثالیں:

- **مزدور قوانین (Labour Laws)**: صنعتی تعلقات اور مزدوروں کے حقوق پر مرکزی کوڈز موجود ہیں، لیکن ہر ریاست کا محکمہ محنت (Labour Department) اپنے حالات کے مطابق ان کے قواعد طے اور نافذ کرتا ہے۔
- **ماحولیاتی تحفظ کے قوانین**: مرکز کے 'انوائرمنٹ پروٹیکشن ایکٹ' کے تحت ملک بھر میں کام ہوتا ہے، لیکن اس کا عملی نفاذ ہر ریاست کا اپنا 'اسٹیٹ پلوشن کنٹرول بورڈ' (SPCB) کرتا ہے۔
- **حقِ تعلیم قانون (RTE Act)**: مرکز نے یہ قانون بنایا، لیکن اس کے تحت اسکولوں کے داخلے، فیس کی رعایت اور اساتذہ کی تقرری کے اصل اصول ریاستی تعلیمی محکمے طے اور نافذ کرتے ہیں۔

مختصراً، مرکزی حکومت قومی سطح پر پالیسیاں، قوانین اور ترقیاتی پروگرام تشکیل دیتی ہے، جبکہ ریاستی حکومتیں ان کے عملی نفاذ میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ مالی تعاون پر مبنی اسکیموں، مرکزی معاونت یافتہ منصوبوں اور مشترکہ قوانین کے نفاذ کے ذریعے ریاستی حکومتیں قومی پالیسیوں کو عوام تک پہنچاتی ہیں۔ اس طرح مرکز اور ریاستوں کے درمیان باہمی تعاون ہندوستان کے وفاقی نظام کو مؤثر اور مضبوط بناتا ہے۔

3. ریاستی قوانین کی تشکیل اور ان کا نفاذ

ہندوستان کے وفاقی نظام میں ریاستی حکومتوں کو قانون سازی کے اختیارات آئین کی ساتویں شیڈول (Seventh Schedule) کے تحت حاصل ہیں۔ ریاستیں بنیادی طور پر اسٹیٹ لسٹ (State List) اور بعض معاملات میں کنکرنٹ لسٹ (Concurrent List) کے موضوعات پر قانون سازی کر سکتی ہیں۔ ریاستی اسمبلی قوانین بناتی ہے، جبکہ ریاستی انتظامیہ، عدلیہ اور دیگر ادارے ان قوانین کے نفاذ کو یقینی بناتے ہیں۔

(1) ریاستی قوانین کی تشکیل: ریاستی قوانین کی تشکیل کا عمل ریاستی مقننہ کے ذریعے انجام پاتا ہے۔

- **ریاستی اسمبلی میں قانون سازی:** ریاستی اسمبلی کو ان تمام موضوعات پر قانون بنانے کا اختیار حاصل ہے جو اسٹیٹ لسٹ میں شامل ہیں۔ ان موضوعات میں پولیس، امن و امان، زراعت، صحت عامہ، مقامی حکومت اور زمین سے متعلق امور شامل ہیں۔ ریاستیں کنکرنٹ لسٹ میں شامل موضوعات پر بھی قانون سازی کر سکتی ہیں، لیکن اگر کسی معاملے میں ریاستی اور مرکزی قوانین کے درمیان تضاد پیدا ہو جائے تو آئین کے آرٹیکل 254 کے مطابق مرکزی قانون کو فوقیت حاصل ہوتی ہے۔
- **گورنر کی منظوری:** ریاستی اسمبلی سے قانون منظور ہونے کے بعد اسے گورنر کے پاس منظوری کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ گورنر منظوری دے سکتا ہے، قانون کو دوبارہ غور کے لیے واپس بھیج سکتا ہے یا بعض مخصوص معاملات میں اسے صدرِ جمہوریہ کی منظوری کے لیے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ گورنر کی منظوری کے بعد بل قانون کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

(2) ریاستی قوانین کے نفاذ کے طریقے: ریاستی قوانین کے مؤثر نفاذ کے لیے مختلف انتظامی اور قانونی ادارے کام کرتے ہیں۔

(الف) قانون نافذ کرنے والے ادارے

ریاستی قوانین پر عمل درآمد میں پولیس، عدلیہ اور نگرانی کے ادارے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

- **ریاستی پولیس:** یہ براہِ راست ریاستی حکومت کے ماتحت ہوتی ہے اور جرائم کی روک تھام، امن و امان کے قیام اور ریاستی قوانین کے نفاذ کی بنیادی ذمہ دار ہوتی ہے۔

- **عدلیہ (ہائی کورٹ اور ماتحت عدالتیں)**: ہندوستان کے مربوط عدالتی نظام (Integrated Judiciary) کے تحت یہ عدالتیں جہاں مرکزی قوانین کو نافذ کرتی ہیں، وہیں ریاستی قوانین کی تشریح اور ان کے تحت انصاف کی فراہمی بھی یقینی بناتی ہیں۔
- **لوک آیوکت (Lokayukta)**: یہ ریاست کی سطح پر بدعنوانی اور انتظامی بے ضابطگیوں کی نگرانی کرنے والا ایک خود مختار ادارہ ہے جو عوامی شکایات کی جانچ کرتا ہے۔

(ب) مقامی حکومتیں اور بلدیاتی ادارے

ریاستی قوانین کے نفاذ میں مقامی اداروں کا کردار بھی نہایت اہم ہے۔

میونسپل کارپوریشنز اور میونسپل کونسلیں شہری علاقوں میں صفائی، پانی کی فراہمی، ٹریفک کے نظم و نسق اور بلدیاتی قوانین پر عمل درآمد کرتی ہیں۔

پنچایتی راج ادارے دیہی علاقوں میں زرعی زمین، آبی وسائل، مقامی ترقی اور پنچایتی قوانین کے نفاذ کو یقینی بناتے ہیں۔

(ج) ریاستی محکمے اور بیوروکریسی

ریاستی حکومت کے مختلف محکمے اپنے اپنے شعبوں سے متعلق قوانین پر عمل درآمد کرتے ہیں۔

محکمہ داخلہ امن و امان اور داخلی سلامتی سے متعلق قوانین نافذ کرتا ہے۔

محکمہ محنت و روزگار مزدوروں کے حقوق اور صنعتی قوانین پر عمل درآمد کراتا ہے۔

محکمہ تعلیم تعلیمی قوانین اور حقِ تعلیم (RTE) جیسے ضوابط کے نفاذ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

محکمہ صحت صحت عامہ، طبی سہولیات اور عوامی صحت سے متعلق قوانین نافذ کرتا ہے۔

(3) ریاستی قوانین کے نفاذ میں درپیش چیلنجز: ریاستی حکومتوں کو قوانین کے نفاذ کے دوران مختلف مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جن میں درج ذیل نمایاں ہیں:

- **مالی وسائل کی کمی:** کئی ریاستوں کو محدود مالی وسائل کی وجہ سے ترقیاتی اور فلاحی قوانین پر مکمل طور پر عمل درآمد کرنے میں دشواری پیش آتی ہے۔
- **مرکز اور ریاست کے اختیارات میں تنازع:** کنکرنٹ لسٹ کے بعض معاملات میں مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے درمیان اختیارات کے حوالے سے اختلافات پیدا ہو سکتے ہیں، جس سے قانون کے نفاذ میں پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔
- **انتظامی کمزوریاں:** بدعنوانی، بیوروکریسی کی سست روی اور انتظامی نااہلی بعض اوقات قوانین کے مؤثر نفاذ میں رکاوٹ بنتی ہیں۔
- **عوامی آگاہی کا فقدان:** بہت سے شہری اپنے قانونی حقوق اور ریاستی قوانین سے مکمل آگاہی نہیں رکھتے، جس کے باعث قوانین کے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہو پاتے۔

مختصراً، ریاستی حکومتیں ہندوستانی وفاقی نظام کا ایک اہم ستون ہیں۔ وہ اسٹیٹ لسٹ اور کنکرنٹ لسٹ کے موضوعات پر قانون سازی کرتی ہیں اور مختلف انتظامی، عدالتی اور مقامی اداروں کے ذریعے ان قوانین کا نفاذ یقینی بناتی ہیں۔ اگرچہ مالی، انتظامی اور آئینی چیلنجز موجود ہیں، تاہم ریاستی حکومتیں عوامی فلاح، امن و امان اور ترقیاتی اہداف کے حصول میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔

▪ مرکز اور ریاست کے تعلقات

1. وفاقی ڈھانچہ اور آئینی تقاضے

ہندوستانی حکومت کا ڈھانچہ وفاقی (Federal) نوعیت کا ہے، لیکن اس میں کچھ وحدانی (Unitary) خصوصیات بھی شامل ہیں۔ آئین میں مرکز اور ریاستوں کے درمیان اختیارات کی تقسیم کو واضح کیا گیا ہے تاکہ حکمرانی کا نظام موثر طریقے سے چلایا جا سکے۔

(1) ہندوستان میں وفاقیت کا تصور: ہندوستان کا آئین روایتی معنوں میں مکمل طور پر وفاقی (Federal) نہیں بلکہ ایک "مضبوط مرکز والا وفاقی نظام" (Federation with a Strong Centre) ہے۔ ڈاکٹر بی آر امبیڈکر نے ہندوستانی وفاق کو "یونین آف اسٹیٹس" قرار دیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ ریاستیں آئین کے تحت وجود میں آئی ہیں اور وہ خودمختار نہیں بلکہ مرکز کے تابع ہیں۔ یہ نظام امریکی وفاقی نظام (جہاں ریاستیں خودمختار ہوتی ہیں) اور برطانوی وحدانی نظام (جہاں تمام اختیارات مرکز کے پاس ہوتے ہیں) کے درمیان ایک متوازن شکل پیش کرتا ہے۔

(2) آئینی دفعات اور اختیارات کی تقسیم: ہندوستان میں مرکز اور ریاست کے تعلقات کو آئین کے ساتویں شیڈول (Seventh Schedule) کے تحت تین فہرستوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

(i) یونین لسٹ (Union List) – صرف مرکزی حکومت کے اختیارات: یہ فہرست ان موضوعات پر مشتمل ہے جن پر صرف مرکزی حکومت قانون بنا سکتی ہے۔ اس میں تقریباً 100 موضوعات شامل ہیں، جن میں چند اہم درج ذیل ہیں:

- دفاع (Defence)
- خارجی امور (Foreign Affairs)
- مواصلات (Communication)
- کرنسی اور مالیات (Currency & Finance)
- نیوکلیئر انرجی (Nuclear Energy)

(ii) اسٹیٹ لسٹ (State List) – صرف ریاستی حکومت کے اختیارات: یہ فہرست ان موضوعات پر مشتمل ہے جن پر ریاستی حکومتیں قانون بنا سکتی ہیں۔ اس میں 61 موضوعات شامل ہیں، جیسے:

- پولیس اور عوامی نظم و نسق (Police & Public Order)
- صحت عامہ (Public Health)
- زراعت اور آبپاشی (Agriculture & Irrigation)
- جائیداد سے متعلق قوانین (Land & Property Laws)

(iii) کنکرنٹ لسٹ (Concurrent List) – مشترکہ اختیارات: یہ فہرست ان موضوعات پر مشتمل ہے جن پر مرکز اور ریاستیں دونوں قانون سازی کر سکتے ہیں۔ اگر دونوں حکومتوں کا قانون آپس میں متصادم ہو جائے تو مرکزی حکومت کا قانون فوقیت رکھتا ہے۔ اس میں 52 موضوعات شامل ہیں، جیسے:

- فوجداری قوانین اور سِول پروسیجر (Criminal & Civil Laws)
- شادی اور طلاق (Marriage & Divorce)
- مزدور قوانین (Labour Laws)
- تعلیم (Education)
- جنگلات اور ماحولیات (Forests & Environment)

(3) ہندوستانی وفاقی ڈھانچے کی خصوصیات: ہندوستانی وفاق کے چند نمایاں پہلو درج ذیل ہیں:

- **ایک مضبوط مرکز:** مرکز کے پاس ریاستوں کے مقابلے میں زیادہ اختیارات ہیں، خاص طور پر یونین لسٹ میں شامل موضوعات پر مکمل اختیار رکھتا ہے۔ مالیاتی وسائل کی تقسیم بھی زیادہ تر مرکز کے کنٹرول میں ہوتی ہے۔
- **آئینی برتری:** ہندوستان میں وفاقیت آئین کی بنیاد پر قائم ہے، اور کوئی بھی ریاست یکطرفہ طور پر خودمختاری کا اعلان نہیں کر سکتی۔

- **ایک ہی شہریت :** ہندوستان میں تمام شہریوں کے لیے ایک ہی شہریت ہے، جبکہ کچھ وفاقی ممالک جیسے امریکہ میں شہریوں کے پاس ریاستی شہریت بھی ہوتی ہے۔
- **گورنر کا کردار :** گورنر کو صدرِ جمہوریہ مقرر کرتا ہے اور وہ ریاست میں مرکزی حکومت کا نمائندہ ہوتا ہے، جو اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ ریاست آئینی حدود میں رہ کر کام کرے۔
- **بحران کی صورت میں مرکز کی بالادستی :** آرٹیکل 356 (صدر راج) کے تحت اگر کسی ریاست میں آئینی مشینری ناکام ہو جائے تو مرکز براہ راست کنٹرول سنبھال سکتا ہے۔

2. مرکز اور ریاستوں کے درمیان مالیاتی تعلقات (فنانس کمیشن، جی ایس ٹی کونسل)

ہندوستان میں مرکز اور ریاستوں کے درمیان مالیاتی تعلقات آئینی دفعات، مالیاتی اداروں اور محصولات کی تقسیم کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ چونکہ ہندوستانی وفاقی نظام میں مرکز کو زیادہ مالیاتی اختیارات حاصل ہیں، اس لیے مالیاتی وسائل کی تقسیم کو متوازن رکھنے کے لیے مختلف آئینی اقدامات کیے گئے ہیں، جن میں فنانس کمیشن اور جی ایس ٹی کونسل کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔

(1) فنانس کمیشن (Finance Commission)

تعارف : فنانس کمیشن ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 280 کے تحت قائم کیا جانے والا ایک آئینی ادارہ ہے، جس کا بنیادی کام مرکز اور ریاستوں کے درمیان مالیاتی وسائل کی تقسیم سے متعلق سفارشات پیش کرنا ہے۔ فنانس کمیشن ہر پانچ سال بعد صدرِ جمہوریہ کے ذریعہ تشکیل دیا جاتا ہے۔ اس میں ایک چیئرمین اور چار دیگر ارکان شامل ہوتے ہیں، جو مختلف مالیاتی اور اقتصادی امور کے ماہر ہوتے ہیں۔

اختیارات اور ذمہ داریاں :

- **ٹیکس محصولات کی تقسیم:** ہندوستان میں کچھ محصولات مرکز کے دائرہ اختیار میں ہوتے ہیں (جیسے انکم ٹیکس، کارپوریٹ ٹیکس) اور کچھ ریاستوں کے اختیار میں (جیسے زرعی آمدنی پر ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس)۔ فنانس کمیشن اس بات کی سفارش کرتا ہے کہ مرکزی حکومت کے ٹیکس

کا کتنا فیصد ریاستوں کو دیا جائے۔ 15ویں اور حالیہ 16ویں فنانس کمیشن (مدت 2026–2031) نے مرکزی ٹیکسوں کے قابلِ تقسیم پول سے ریاستوں کا حصہ 41٪ برقرار رکھنے کی سفارش کی ہے، جسے حکومت نے قبول کر لیا ہے۔

- **گارنٹڈ گرانٹس اور اسپیشل اسسٹنس:** کم آمدنی والی ریاستوں کو مالی امداد فراہم کرنے کے لیے اسپیشل گرانٹس تجویز کی جاتی ہیں۔ مخصوص ریاستوں کو اضافی مالیاتی مدد (Special Grants) دینے پر بھی سفارشات دی جاتی ہیں۔
- مقامی حکومتوں کی فنڈنگ: دیہی اور شہری مقامی حکومتوں (پنچایتیں اور میونسپلٹیز) کے لیے مالی وسائل کی فراہمی کے اصول طے کرنا۔
- مالیاتی توازن برقرار رکھنا: ریاستوں کی ضروریات اور آمدنی میں فرق کو کم کرنے کے لیے اقدامات تجویز کرنا۔ مالی خسارے (Fiscal Deficit) کو کنٹرول کرنے کے طریقے تجویز کرنا۔

فنانس کمیشن کی اہمیت

- یہ مرکز اور ریاستوں کے درمیان مالیاتی تنازعات کو کم کرنے میں مدد کرتا ہے۔
- کمزور ریاستوں کو اضافی مالیاتی مدد دے کر علاقائی ترقی کے فرق کو کم کرتا ہے۔
- مالیاتی شفافیت کو فروغ دیتا ہے، تاکہ محصولات کی تقسیم منصفانہ طریقے سے ہو۔

(2) جی ایس ٹی کونسل (GST Council)

تعارف: جی ایس ٹی کونسل (GST Council) ہندوستان میں اشیا اور خدمات کے ٹیکس (Goods and Services Tax – GST) کے نفاذ، انتظام اور پالیسی سازی کے لیے قائم ایک آئینی ادارہ ہے۔ اسے آئین کے آرٹیکل 279-A کے تحت تشکیل دیا گیا۔ جی ایس ٹی کے نفاذ سے قبل مرکز اور ریاستیں مختلف قسم کے بالواسطہ ٹیکس عائد کرتی تھیں، جس سے ٹیکس نظام پیچیدہ ہو جاتا تھا۔ جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد پورے ملک میں ایک یکساں ٹیکس نظام قائم کیا گیا۔ جی ایس ٹی کونسل اس بات کا فیصلہ کرتی ہے کہ ٹیکس کی شرح کیا ہوگی، کن اشیا اور خدمات پر لاگو ہوگی، اور مرکز و ریاستوں کے درمیان ٹیکس کی تقسیم کس طرح کی جائے گی۔

جی ایس ٹی کونسل کی ساخت: جی ایس ٹی کونسل مرکز اور ریاستوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک مشترکہ ادارہ ہے۔ اس کی تشکیل درج ذیل ارکان پر مشتمل ہوتی ہے:

1. چیئرمین — مرکزی وزیر خزانہ (Union Finance Minister)
2. مرکزی حکومت کا ایک نامزد وزیر — عموماً وزیر مملکت برائے خزانہ
3. تمام ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے وزرائے خزانہ یا ان کے نامزد نمائندے

جی ایس ٹی کونسل میں فیصلے اور ووٹنگ کا ڈھانچہ: جی ایس ٹی کونسل میں فیصلے عموماً اتفاقِ رائے (Consensus) کی بنیاد پر کیے جاتے ہیں، تاہم ضرورت پڑنے پر ووٹنگ کا طریقۂ کار بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ کونسل کا کوئی بھی فیصلہ کم از کم تین چوتھائی (75 فیصد) وزنی اکثریت سے منظور کیا جاتا ہے۔ اس نظام کے تحت مرکزی حکومت کے پاس کل ووٹنگ طاقت کا ایک تہائی (33.3 فیصد) حصہ ہوتا ہے، جبکہ تمام ریاستوں اور مقننہ رکھنے والے مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے پاس مجموعی طور پر دو تہائی (66.7 فیصد) ووٹنگ طاقت ہوتی ہے۔ اس ووٹنگ ڈھانچے کی خاص بات یہ ہے کہ نہ تو مرکزی حکومت اکیلے کسی فیصلے کو منظور کرا سکتی ہے اور نہ ہی ریاستیں مرکز کی منظوری کے بغیر کوئی فیصلہ نافذ کر سکتی ہیں۔ اس طرح جی ایس ٹی کونسل مرکز اور ریاستوں کے درمیان باہمی تعاون، مشاورت اور وفاقی ہم آہنگی (Cooperative Federalism) کی ایک بہترین مثال پیش کرتی ہے، جس کے ذریعے ٹیکس سے متعلق اہم فیصلے اتفاقِ رائے اور مشترکہ ذمہ داری کے اصول پر کیے جاتے ہیں۔

اختیارات اور ذمہ داریاں

- **جی ایس ٹی کی شرحوں کا تعین:** کونسل مختلف اشیا اور خدمات پر لاگو ہونے والی جی ایس ٹی کی شرحوں کا تعین کرتی ہے۔ حالیہ "جی ایس ٹی ریفارمز 2.0" کے بعد پرانے چار سلیب کے بجائے اب بنیادی طور پر دو سطحی نظام (5٪ اور 18٪) رائج ہے۔ جبکہ تمباکو اور لگژری اشیاء کے لیے 40٪ کا ایک خصوصی سلیب مقرر کیا گیا ہے، اور کئی روزمرہ کی اشیاء کو جی ایس ٹی سے مکمل مستثنیٰ (0٪) رکھا گیا ہے۔

- **ریاستوں کے مالیاتی مفادات کا تحفظ:** جی ایس ٹی کے آغاز پر ریاستوں کی ٹیکس آمدنی میں کمی کے خدشے کو دور کرنے کے لیے پانچ سالہ 'جی ایس ٹی کمپنسیشن فنڈ' قائم کیا گیا تھا، جسے بعد میں قرضوں کی ادائیگی کے لیے بڑھایا گیا اور وہ 31 مارچ 2026 کو باضابطہ طور پر ختم ہو چکا ہے۔ اب کونسل ریاستوں کے طویل مدتی مالی استحکام اور محصولات کے تحفظ کے لیے متبادل وفاقی پالیسیوں پر کام کرتی ہے۔
- **مرکز اور ریاستوں کے درمیان محصولات کی تقسیم:**
  - CGST (Central GST) کی آمدنی مرکزی حکومت کو حاصل ہوتی ہے۔
  - SGST (State GST) کی آمدنی متعلقہ ریاستی حکومت کو ملتی ہے۔
  - IGST (Integrated GST) بین الریاستی تجارت پر عائد کیا جاتا ہے اور اس کی آمدنی مرکز اور ریاستوں کے درمیان تقسیم کی جاتی ہے۔
- **پالیسی سازی اور قانونی ترامیم:** جی ایس ٹی کونسل وقتاً فوقتاً ٹیکس قوانین میں ترامیم، نئی پالیسیوں کی تشکیل اور ٹیکس نظام میں اصلاحات کی سفارش کرتی ہے تاکہ نظام زیادہ مؤثر اور شفاف بنایا جا سکے۔

جی ایس ٹی کونسل کی اہمیت:

- ہندوستان میں بالواسطہ ٹیکس کے نظام کو یکساں اور شفاف بنایا۔
- مختلف ریاستوں کے درمیان ٹیکس کے اختلافات کو کم کیا۔
- کاروبار اور تجارت کو آسان بنایا۔
- مرکز اور ریاستوں کے درمیان مالیاتی تنازعات میں کمی لائی۔
- ریاستوں کے مالی مفادات کے تحفظ اور مالی استحکام کو یقینی بنایا۔
- تعاون پر مبنی وفاقیت (Cooperative Federalism) کو فروغ دیا۔

3. آئینی ادارے جیسے انٹر اسٹیٹ کونسل اور نیتی آیوگ کا کردار

ہندوستان میں وفاقی ڈھانچے کے استحکام اور مرکز و ریاستوں کے درمیان بہتر تعاون کے لیے کئی آئینی و نیم آئینی ادارے قائم کیے گئے ہیں۔ ان میں انٹر اسٹیٹ کونسل (Inter-State Council) اور نیتی آیوگ (NITI Aayog) اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

(1) انٹر اسٹیٹ کونسل (Inter-State Council)

تعارف : انٹر اسٹیٹ کونسل ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 263 کے تحت قائم کیا گیا ایک مشاورتی ادارہ ہے۔ اس کا بنیادی مقصد مرکز اور ریاستوں کے درمیان تعاون کو فروغ دینا اور ریاستوں کے آپسی تنازعات کو حل کرنا ہے۔ یہ ایک وفاقی پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے جہاں ریاستیں اور مرکزی حکومت مل کر پالیسی سازی پر تبادلہ خیال کر سکیں۔

انٹر اسٹیٹ کونسل کی تشکیل : یہ کونسل درج ذیل ارکان پر مشتمل ہوتی ہے:

1. چیئرمین – وزیر اعظم
2. اراکین – تمام ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ، مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لیفٹیننٹ گورنرز اور مرکزی وزراء
3. مستقل سیکریٹریٹ – جو وزارت داخلہ کے تحت کام کرتا ہے اور انتظامی امور دیکھتا ہے

اختیارات اور ذمہ داریاں

- **مرکز اور ریاستوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا :** آئینی و انتظامی امور پر مشاورت کے ذریعے اختیارات کی تقسیم کو متوازن بنانا۔ ایسی پالیسیوں کی تجویز دینا جو ریاستوں اور مرکز کے درمیان تنازعات کو کم کر سکیں۔
- **ریاستوں کے درمیان تنازعات کا حل :** اگر دو یا زیادہ ریاستوں کے درمیان پانی کی تقسیم، سرحدی مسائل یا دیگر امور پر اختلاف ہو، تو کونسل ثالثی (Mediation) کا کردار ادا کرتی ہے۔

- **وفاقی ڈھانچے کو مضبوط بنانا:** آئینی اصلاحات، مالیاتی معاملات، داخلی سلامتی اور دیگر پالیسیوں پر ریاستوں کو مشاورت میں شامل کرنا۔
- **پالیسیوں کے نفاذ میں ریاستوں کی شراکت داری:** کونسل مرکز کے ترقیاتی منصوبوں اور اسکیموں کے نفاذ میں ریاستوں کی شرکت اور کردار کا جائزہ لیتی ہے۔

انٹر اسٹیٹ کونسل کی اہمیت

- مرکز اور ریاستوں کے درمیان تنازعات کو حل کرنے میں مددگار۔
- پالیسی سازی میں ریاستوں کی شمولیت کو یقینی بناتا ہے۔
- ریاستوں کے مالیاتی اور انتظامی اختیارات کے تحفظ میں معاون۔

(2) نیتی آیوگ (NITI Aayog)

تعارف: نیتی آیوگ (National Institution for Transforming India) 2015 میں قائم کیا گیا ایک تھنک ٹینک ہے، جو یوجنا آیوگ (Planning Commission) کی جگہ بنایا گیا۔ یہ ہندوستان میں پالیسی سازی، اقتصادی ترقی اور سماجی اصلاحات کے لیے مشاورتی کردار ادا کرتا ہے۔ اس کا مقصد مرکز اور ریاستوں کے درمیان تعاون کو فروغ دینا اور اسٹیٹ اسپیسفک (State-Specific) ترقیاتی منصوبے تیار کرنا ہے۔

نیتی آیوگ کی ساخت

1. چیئرمین – وزیر اعظم
2. وائس چیئرمین – حکومت کے ذریعہ مقرر کردہ ماہر
3. مستقل ارکان – ماہرینِ معیشت، صنعت اور ترقیاتی امور کے ماہرین

4. ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ – گورننگ کونسل کے رکن

اختیارات اور ذمہ داریاں

- **پالیسی سازی اور ترقیاتی منصوبہ بندی:** طویل المدتی اور قلیل المدتی منصوبے تیار کرنا جو ریاستوں کی مخصوص ضروریات کے مطابق ہوں۔ پالیسی سازی میں زمینی حقائق اور جدید تحقیق کو شامل کرنا۔
- **تعاون پر مبنی وفاقیت (Cooperative Federalism):** ریاستوں کو ترقیاتی پالیسیوں میں براہِ راست شامل کرنا تاکہ ان کی ضروریات کو مدنظر رکھا جا سکے۔ ریاستوں کو فیصلہ سازی میں مزید اختیارات دینا۔
- **فلاحی اسکیموں کی نگرانی اور تجزیہ:** مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی ترقیاتی اسکیموں کی موثر نگرانی اور جائزہ لینا۔ ڈیٹا بیس اور تحقیق کے ذریعے حکومتی منصوبوں کی افادیت کو جانچنا۔
- **پرائیویٹ سیکٹر اور عالمی اداروں سے اشتراک:** معیشت کے فروغ کے لیے نجی شعبے کے ساتھ مل کر کام کرنا۔ عالمی بینک اور اقوام متحدہ جیسے اداروں سے ترقیاتی منصوبوں میں اشتراک۔

نیتی آیوگ کی اہمیت

- یوجنا آیوگ کے مقابلے میں زیادہ لچکدار اور مؤثر ادارہ۔
- پالیسی سازی میں ریاستوں کی ضروریات کو ترجیح دینے والا نظام۔
- جدید تحقیق، ڈیٹا، اور تجزیہ کے ذریعے حقیقی مسائل پر مبنی پالیسیاں بنانے والا ادارہ۔

▪ انتظامی ڈھانچے کا عملی کردار

1. بیوروکریسی، سول سروسز، اور ضلعی انتظامیہ کی عملی ذمہ داریاں

بیوروکریسی، سول سروسز، اور ضلعی انتظامیہ حکومت کے فیصلوں کو زمینی سطح پر نافذ کرنے کے لیے بنیادی ڈھانچہ فراہم کرتی ہیں۔ ان کے عملی کردار کو درج ذیل نکات کے تحت سمجھا جا سکتا ہے:

(1) بیوروکریسی کا عملی کردار: بیوروکریسی حکومت کی پالیسیوں کے نفاذ، فیصلوں کی عمل داری، اور عوامی خدمات کی فراہمی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

- پالیسی سازی اور مشاورت – بیوروکریٹس حکومت کو پالیسی فیصلوں میں مشورے فراہم کرتے ہیں، نئے قوانین اور اسکیموں کے لیے تحقیق کرتے ہیں، اور ان کے نفاذ کے منصوبے تیار کرتے ہیں۔
- قوانین اور پالیسیوں کا نفاذ – بیوروکریٹس حکومت کے احکامات کو انتظامیہ کے مختلف درجات تک پہنچاتے ہیں اور ان پر عمل درآمد کرواتے ہیں۔
- عوامی خدمات کی نگرانی – صحت، تعلیم، انفراسٹرکچر، اور سماجی بہبود کے منصوبوں کو بہتر طور پر نافذ کرنے کے لیے نگرانی اور رپورٹنگ کا نظام سنبھالتے ہیں۔
- ریاستی اور مرکزی حکومتوں کے درمیان رابطہ – بیوروکریسی مرکز اور ریاستی حکومت کے درمیان پالیسیوں کے ہم آہنگی کو یقینی بناتی ہے۔

(2) سول سروسز کا عملی کردار: سول سروسز، خاص طور پر انڈین ایڈمنسٹریٹو سروس (IAS)، انڈین پولیس سروس (IPS)، اور انڈین ریونیو سروس (IRS)، ملکی نظم و نسق کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔

- انتظامی امور کی انجام دہی – ضلع اور ریاستی سطح پر سرکاری اداروں اور مختلف شعبوں کا انتظام سنبھالنا۔
- قانون کا نفاذ اور نظم و نسق برقرار رکھنا – IPS افسران داخلی سلامتی، امن و امان، اور مجرمانہ سرگرمیوں کی روک تھام کو یقینی بناتے ہیں۔

- مالیاتی امور اور محصولات کی وصولی – IRS افسران ٹیکس وصولی، مالیاتی پالیسیوں کے نفاذ، اور کرپشن کے خلاف اقدامات میں کردار ادا کرتے ہیں۔
- فلاحی اسکیموں کی نگرانی – IAS افسران حکومت کی ترقیاتی اور سماجی فلاحی اسکیموں کو ضلعی سطح پر نافذ کرتے ہیں اور ان کی کارکردگی کا جائزہ لیتے ہیں۔

(3) ضلعی انتظامیہ کی عملی ذمہ داریاں: ضلعی انتظامیہ حکومت کے انتظامی ڈھانچے کا سب سے نچلا مگر مؤثر ترین حصہ ہے، جو عام شہریوں سے براہ راست جڑا ہوتا ہے۔ اس کی اہم ذمہ داریاں درج ذیل ہیں:

- ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ (DM) یا کلکٹر کا کردار – ضلع میں تمام سرکاری معاملات کی نگرانی، قانون و امن و امان قائم رکھنا، اور حکومتی اسکیموں پر عمل درآمد۔
- ضلعی سطح پر حکومتی پالیسیوں کا نفاذ – تعلیم، صحت، زراعت، پنچایتی راج، اور دیگر ترقیاتی منصوبوں کو نافذ کرنا۔
- آفات کے دوران ہنگامی اقدامات – سیلاب، زلزلے، وبائی امراض، اور دیگر قدرتی آفات کے دوران امدادی کارروائیوں کی نگرانی۔
- مقامی حکومتوں کے ساتھ تعاون – ضلع میں میونسپل کارپوریشنز اور پنچایتی راج اداروں کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کر کے ترقیاتی کاموں کو آگے بڑھانا۔

یہ تینوں عناصر یعنی بیوروکریسی، سول سروسز، اور ضلعی انتظامیہ، حکومت کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں اور ملکی نظم و نسق کو مؤثر بنانے میں مدد دیتے ہیں۔

2. مرکز اور ریاست کے درمیان پولیس، صحت، تعلیم، اور انفراسٹرکچر میں تعاون

مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے درمیان پولیس، صحت، تعلیم، اور انفراسٹرکچر جیسے شعبوں میں تعاون ملکی ترقی اور عوامی فلاح و بہبود کے لیے نہایت اہم ہے۔ آئینی طور پر کچھ شعبے مرکز کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں، کچھ ریاستوں کے، اور کچھ میں دونوں حکومتیں مشترکہ طور پر کام کرتی ہیں۔

(1) پولیس اور داخلی سلامتی میں مرکز اور ریاست کا تعاون : پولیس کا انتظام ریاستی حکومتوں کے تحت آتا ہے، مگر داخلی سلامتی اور قومی جرائم کے مسائل میں مرکز اور ریاست مل کر کام کرتے ہیں۔

- **مرکزی پولیس فورسز اور ریاستی پولیس کا اشتراک:** ریاستی حکومت کے تحت ریاستی پولیس کام کرتی ہے، جبکہ سی آر پی ایف، بی ایس ایف، اور سی آئی ایس ایف جیسی مرکزی فورسز ریاستوں کو مدد فراہم کرتی ہیں۔ دہشت گردی، نکسل ازم، اور داخلی سلامتی کے چیلنجز سے نمٹنے کے لیے مرکز اور ریاست مل کر کام کرتے ہیں۔
- **انٹیلیجنس شیئرنگ اور قانون کا نفاذ:** انٹیلیجنس بیورو (IB) اور ریاستی انٹیلیجنس یونٹس کے درمیان معلومات کا تبادلہ۔ نیشنل انویسٹی گیشن ایجنسی (NIA) اور سینٹرل بیورو آف انویسٹی گیشن (CBI) بعض مخصوص مقدمات میں ریاستی پولیس کے ساتھ تعاون کرتی ہیں۔
- **آفات اور ہنگامی حالات میں پولیس تعاون:** دنگوں، ہنگاموں، یا قدرتی آفات کے دوران مرکز ریاستوں کو پیرا ملٹری فورسز فراہم کرتا ہے۔ کووڈ-19 لاک ڈاؤن کے دوران مرکزی اور ریاستی پولیس نے مل کر عوامی نظم و نسق برقرار رکھا۔

(2) صحت کے شعبے میں مرکز اور ریاست کا تعاون : صحت عامہ اور اسپتال (Public Health and Hospitals) آئینی طور پر اسٹیٹ لسٹ (State List) کا حصہ ہیں۔ تاہم، متعدی بیماریوں کی روک تھام اور خاندانی بہبود جیسے کچھ ذیلی امور مشترکہ دائرہ اختیار میں آتے ہیں، جس کی وجہ سے مرکز اور ریاست دونوں مل کر اس شعبے میں کام کرتے ہیں۔

- **قومی صحت پالیسیوں کا نفاذ:** آیوشمان بھارت یوجنا، قومی صحت مشن (NHM)، اور ملک گیر ویکسینیشن پروگرام جیسے بڑے اقدامات مرکز اور ریاست کی مشترکہ کوششوں سے نافذ کیے جاتے ہیں۔ صحت عامہ کے بنیادی ڈھانچے کو مضبوط بنانے کے لیے مرکزی حکومت ریاستوں کو بڑے پیمانے پر مالی امداد (Grants) فراہم کرتی ہے۔
- **مرکز اور ریاست کے تحت صحت کے ادارے:** آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز (AIIMS) جیسے ادارے مرکز کے تحت آتے ہیں، جبکہ ضلع اسپتال اور پرائمری ہیلتھ سینٹرز ریاستی حکومتیں چلاتی ہیں۔ وبائی امراض کے کنٹرول اور ویکسینیشن مہمات میں مرکز اور ریاست کے ادارے مل کر کام کرتے ہیں۔

- **ہنگامی صحتی مداخلت:** کووڈ-19، ڈینگی، ملیریا، اور دیگر وبائی امراض کے دوران مرکزی وزارت صحت ریاستوں کو فنڈز اور میڈیکل وسائل فراہم کرتی ہے۔ ڈاکٹرز، نرسنگ اسٹاف، اور وینٹی لیٹرز کی تقسیم مرکز اور ریاست کے تعاون سے کی جاتی ہے۔

(3) تعلیم کے شعبے میں مرکز اور ریاست کا تعاون : تعلیم بھی کنکرنٹ لسٹ میں شامل ہے، لہذا مرکز اور ریاست دونوں تعلیم کی ترقی میں کردار ادا کرتے ہیں۔

- **قومی تعلیمی پالیسیوں کا نفاذ:** نئی تعلیمی پالیسی (NEP 2020) کا نفاذ مرکز اور ریاست کی مشاورت سے ہوا۔ سرو شکشا ابھیان، مڈ ڈے میل، اور اسکالرشپ اسکیمیں مرکز اور ریاستوں کے تعاون سے چلائی جاتی ہیں۔
- **تعلیمی ادارے اور اختیارات کی تقسیم:** مرکزی حکومت NITs، IIMs، IITs، اور یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (UGC) جیسے ادارے چلاتی ہے۔ ریاستی حکومتیں اسکول ایجوکیشن، کالج، اور یونیورسٹی سطح کی تعلیم کو سنبھالتی ہیں۔
- **تعلیمی اصلاحات اور مشترکہ اقدامات:** ریاستوں کے ساتھ مل کر تعلیمی نصاب میں اصلاحات اور معیاری تعلیم کے فروغ کے لیے کام کیا جاتا ہے۔ ڈیجیٹل ایجوکیشن، آن لائن لرننگ، اور اسمارٹ کلاس رومز کے منصوبے مرکز اور ریاست مل کر نافذ کرتے ہیں۔

(4) انفراسٹرکچر میں مرکز اور ریاست کا تعاون : ملک کی ترقی کے لیے بنیادی ڈھانچے جیسے سڑکیں، ریلوے، بجلی، پانی، اور شہروں کی ترقی میں مرکز اور ریاست کا اشتراک ضروری ہے۔

- **بڑی انفراسٹرکچر اسکیمیں:** بھارت مالا پروجیکٹ، امروت یوجنا، اسمارٹ سٹیز مشن، اور پردھان منتری گرامین سڑک یوجنا جیسے منصوبے مرکز اور ریاستی حکومتوں کے تعاون سے مکمل ہوتے ہیں۔ ریاستی حکومتیں مقامی سطح پر شہری ترقی، میٹرو پروجیکٹس، اور سیوریج سسٹمز کو نافذ کرتی ہیں۔
- **مرکز اور ریاست کے تحت منصوبے:** ریلوے، نیشنل ہائی وے، اور بڑے ڈیمز مرکزی حکومت کی نگرانی میں ہوتے ہیں۔ ریاستی سڑکیں، مقامی ٹرانسپورٹ، اور واٹر سپلائی ریاستی حکومتوں کے دائرے میں آتے ہیں۔

(5) فنڈنگ اور پالیسی میں تعاون: مرکزی حکومت بڑے ترقیاتی منصوبوں کے لیے ریاستوں کو فنڈنگ، سبسڈیز، اور تکنیکی مدد فراہم کرتی ہے۔

پی پی پی ماڈل (Public-Private Partnership) کے تحت مرکز اور ریاست مل کر بنیادی ڈھانچے کے منصوبے بناتے ہیں۔

پولیس، صحت، تعلیم، اور انفراسٹرکچر کے شعبے میں مرکز اور ریاستی حکومتوں کا تعاون ملکی ترقی کے لیے ضروری ہے۔ آئینی دائرہ کار کے مطابق ان شعبوں میں پالیسیوں کے نفاذ، مالی وسائل کی تقسیم، اور انتظامی سطح پر ہم آہنگی کے ذریعے ملک کے تمام علاقوں میں ترقی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔

3. گورنر، چیف منسٹر، اور دیگر ایڈمنسٹریٹو اداروں کا عملی کردار

ریاستی حکومت کا انتظامی ڈھانچہ گورنر، وزیر اعلیٰ، اور دیگر انتظامی اداروں پر مشتمل ہوتا ہے، جو ریاست میں پالیسی سازی اور حکمرانی کے مختلف پہلوؤں کو عملی جامہ پہنانے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ آئین میں ریاستی حکومت کے اختیارات اور ذمہ داریوں کو واضح کیا گیا ہے، تاکہ عوامی فلاح و بہبود کو یقینی بنایا جا سکے۔

(1) گورنر کا عملی کردار: گورنر ریاست کا آئینی سربراہ ہوتا ہے اور اسے صدرِ جمہوریہ کی طرف سے نامزد کیا جاتا ہے۔ اس کا کردار رسمی (ceremonial) بھی ہوتا ہے اور کچھ معاملات میں عملی (executive) بھی۔

- **آئینی ذمہ داریاں اور اختیارات:**
  - **وزیر اعلیٰ کی تقرری:** گورنر ریاستی اسمبلی میں اکثریت رکھنے والی پارٹی کے لیڈر کو وزیر اعلیٰ مقرر کرتا ہے۔
  - **قانون سازی کا عمل:** گورنر ریاستی اسمبلی سے منظور شدہ بلوں کی توثیق کرتا ہے اور مخصوص بلوں کو صدرِ جمہوریہ کے پاس بھیج سکتا ہے۔
  - **ہنگامی اختیارات:** اگر کسی ریاست میں آئینی بحران پیدا ہو جائے تو گورنر آرٹیکل 356 کے تحت صدرِ جمہوریہ کو ریاست میں صدر راج (President's Rule) نافذ کرنے کی سفارش بھیج سکتا ہے۔
- **انتظامی اور پالیسی کردار:**
  - **پالیسی امور میں مشاورت:** گورنر ریاستی حکومت کو مشورہ دیتا ہے اور ایڈمنسٹریٹو امور میں شفافیت کو یقینی بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

- **مالی اختیارات:** ریاستی اسمبلی میں بجٹ اور دیگر مالیاتی بلوں (Money Bills) کو پیش کرنے کی پیشگی منظوری دینا۔ (یاد رہے کہ مالی ایمرجنسی لگانے کا اختیار صرف صدرِ جمہوریہ کے پاس ہوتا ہے)۔
- **یونیورسٹیوں کے چانسلر:** بیشتر ریاستوں میں گورنر سرکاری یونیورسٹیوں کے چانسلر ہوتے ہیں اور وائس چانسلرز کی تقرری میں کردار ادا کرتے ہیں۔

❖ **عملی مثال:** کئی مواقع پر گورنر نے ریاستی حکومتوں کے فیصلوں پر نظر ثانی کی ہے، جیسے کسی متنازعہ بل کو صدرِ جمہوریہ کے پاس بھیجنا یا اسمبلی تحلیل کرنے کی سفارش کرنا۔

(2) وزیر اعلیٰ کا عملی کردار: وزیر اعلیٰ ریاست کا ایگزیکٹو سربراہ ہوتا ہے اور اس کا عملی کردار پالیسی سازی، ترقیاتی منصوبوں کے نفاذ، اور انتظامی امور کی نگرانی پر مشتمل ہوتا ہے۔

- **انتظامی اور حکومتی اختیارات:**
  - **کابینہ کی قیادت:** وزیر اعلیٰ اپنی کابینہ کے وزراء کی مدد سے ریاست کے مختلف شعبوں میں پالیسیوں پر عمل درآمد کرواتا ہے۔
  - **قانون سازی میں کردار:** وزیر اعلیٰ اسمبلی میں پیش کیے جانے والے بلوں کی نگرانی کرتا ہے اور انہیں نافذ کروانے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔
  - **مرکز اور ریاست کے تعلقات:** وزیر اعلیٰ مرکز سے فنڈز، پالیسی معاونت، اور ترقیاتی منصوبوں کے لیے بات چیت کرتا ہے۔
- **عوامی فلاح و بہبود کے اقدامات:**
  - **ریاستی ترقیاتی اسکیمیں:** وزیر اعلیٰ تعلیم، صحت، زراعت، اور انفراسٹرکچر کے لیے مختلف اسکیمیں نافذ کرتا ہے۔
  - **کرپشن اور انتظامی اصلاحات:** شفافیت اور جوابدہی کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے اقدامات کرتا ہے۔
  - **ہنگامی حالات میں کردار:** قدرتی آفات، وبائی امراض، یا دیگر بحرانوں کے دوران وزیر اعلیٰ ریاستی مشینری کو متحرک کرتا ہے۔

❖ **عملی مثال:** مختلف ریاستوں میں وزرائے اعلیٰ نے صحت عامہ کی بہتری کے لیے مخصوص اسکیمیں نافذ کی ہیں، جیسے تمل ناڈو میں "اما کینٹین" یا دہلی میں "محلہ کلینک" کا قیام۔

(3) دیگر انتظامی ادارے اور ان کا عملی کردار: ریاستی حکومت کے مختلف محکمے اور ادارے عوامی خدمات کے نفاذ میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ ان میں بیوروکریسی، سول سروسز، اور ضلعی انتظامیہ شامل ہیں۔

1) بیوروکریسی اور سول سروسز

- **پالیسی پر عمل درآمد:** بیوروکریسی حکومتی پالیسیوں کو عملی جامہ پہناتی ہے اور فیلڈ لیول پر ان کا نفاذ یقینی بناتی ہے۔
- **سرکاری محکموں کی نگرانی:** مختلف محکموں جیسے تعلیم، صحت، اور زراعت کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں مدد دیتی ہے۔
- **شفافیت اور احتساب:** حکومت کے فیصلوں کو مؤثر بنانے اور کرپشن کے خاتمے کے لیے اصلاحاتی اقدامات کرتی ہے۔

2) **ضلعی انتظامیہ**

- **ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ (DM) یا کلکٹر:** ضلع میں حکومتی پالیسیوں کا نفاذ، قانون و انتظام، اور ترقیاتی کاموں کی نگرانی کرتا ہے۔
- **پولیس کا کردار:** ضلعی پولیس سپرنٹنڈنٹ (SP) عوامی نظم و ضبط کو برقرار رکھنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔
- **بلدیاتی ادارے:** میونسپل کارپوریشن اور پنچایتی راج ادارے شہری اور دیہی سطح پر ترقیاتی کاموں کو سنبھالتے ہیں۔

ریاستی حکومت کے انتظامی ڈھانچے میں گورنر ایک آئینی نگران، وزیر اعلیٰ ایک پالیسی ساز اور عمل درآمد کرنے والا، اور بیوروکریسی و ضلعی انتظامیہ ان پالیسیوں کے نفاذ کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ مرکز اور ریاست کے درمیان توازن اور ہم آہنگی بہتر حکمرانی کے لیے ضروری ہے، تاکہ عوامی مسائل کا مؤثر حل نکالا جا سکے۔

▪ عوامی خدمات کی فراہمی

1. مرکزی حکومت کی فلاحی اسکیمیں اور ان کا عملی نفاذ (آیوشمان بھارت، منریگا، سوچھ بھارت مشن)

مرکزی حکومت کی فلاحی اسکیمیں ملک میں عوامی بہبود کو یقینی بنانے کے لیے تشکیل دی جاتی ہیں۔ ان اسکیموں کا نفاذ ریاستی حکومتوں اور ضلعی انتظامیہ کے تعاون سے کیا جاتا ہے۔ یہاں تین اہم فلاحی اسکیموں—آیوشمان بھارت، منریگا، اور سوچھ بھارت مشن—کا جائزہ لیا جا رہا ہے، جو صحت، روزگار، اور صفائی کے شعبوں میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔

(1) آیوشمان بھارت یوجنا (Pradhan Mantri Jan Arogya Yojana - PMJAY)

پس منظر: یہ اسکیم 2018 میں شروع کی گئی تھی اور اسے دنیا کا سب سے بڑا صحت بیمہ پروگرام کہا جاتا ہے۔ اس کا مقصد غریب اور کمزور طبقات کو مفت اور معیاری صحت سہولیات فراہم کرنا ہے۔

- **عملی نفاذ:**
  - ہر مستحق خاندان کو پانچ لاکھ روپے تک کا سالانہ صحت بیمہ فراہم کیا جاتا ہے۔
  - حالیہ توسیع کے بعد اب 55 کروڑ سے زائد افراد اس اسکیم کے دائرے میں آتے ہیں۔
  - ستمبر 2024 سے 70 سال اور اس سے زائد عمر کے تمام بزرگ شہریوں کو بھی اس میں شامل کر کے سالانہ 5 لاکھ روپے کا علیحدہ کور دیا گیا ہے۔
  - ملک بھر کے پینل میں شامل (Empaneled) سرکاری اور نجی اسپتالوں میں اس کے تحت مفت علاج کی سہولت دی جاتی ہے۔
  - ہیلتھ اینڈ ویلنیس سینٹرز قائم کیے گئے ہیں تاکہ بنیادی صحت کی خدمات گھر کے قریب دستیاب ہوں۔
  - اس اسکیم کا نفاذ نیشنل ہیلتھ اتھارٹی (NHA) کے ذریعے کیا جاتا ہے، جب کہ ریاستی سطح پر الگ ایجنسیاں موجود ہیں۔
- **چیلنجز اور بہتری کی گنجائش:**
  - کئی مستحق افراد کو اس اسکیم سے متعلق آگاہی نہیں ہے۔
  - کچھ نجی اسپتال اس اسکیم کے تحت مریضوں کا علاج کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

- ○ اسکیم کی کامیابی کو یقینی بنانے کے لیے سخت مانیٹرنگ اور موثر عمل درآمد ضروری ہے۔

(2) منریگا (مہاتما گاندھی نیشنل رورل ایمپلائمنٹ گارنٹی ایکٹ – MGNREGA)

پس منظر: یہ اسکیم 2005 میں شروع کی گئی تھی تاکہ دیہی عوام کو کم از کم 100 دن کا روزگار فراہم کیا جا سکے اور دیہی ترقی کے کاموں میں ان کی شمولیت کو یقینی بنایا جا سکے۔

- **عملی نفاذ:**
  - ○ دیہی مزدوروں کو 100 دن کا یقینی روزگار دیا جاتا ہے، جس میں کھدائی، سڑک کی تعمیر، نہریں، اور دیگر ترقیاتی کام شامل ہیں۔
  - ○ نقد ادائیگی کے بجائے براہ راست بینک کھاتوں میں رقم ٹرانسفر کی جاتی ہے۔
  - ○ دیہی ترقیاتی منصوبوں جیسے تالاب کھودنا، سڑک بنانا، اور پانی کے ذخائر بنانا اس اسکیم کے تحت کیے جاتے ہیں۔
  - ○ مقامی سطح پر گرام پنچایتیں اس اسکیم کے نفاذ کی نگرانی کرتی ہیں۔
- **چیلنجز اور بہتری کی گنجائش:**
  - ○ بدعنوانی اور فرضی ملازمین (Bogus Workers) کا مسئلہ درپیش ہے۔
  - ○ کچھ علاقوں میں مزدوری کی اجرت وقت پر نہیں ملتی، جس سے مزدوروں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔
  - ○ شفافیت اور موثر مانیٹرنگ کے ذریعے اس اسکیم کو مزید مؤثر بنایا جا سکتا ہے۔

(3) سوچھ بھارت مشن (Swachh Bharat Mission – SBM)

پس منظر: یہ اسکیم 2014 میں شروع کی گئی، جس کا مقصد کھلے میں رفع حاجت کا خاتمہ، صفائی کا فروغ، اور صاف ستھرا ماحول فراہم کرنا تھا۔

- **عملی نفاذ:**
  - ○ ملک بھر میں 11 کروڑ سے زائد بیت الخلا تعمیر کیے گئے تاکہ کھلے میں رفع حاجت کی روایت ختم کی جا سکے۔

- شہروں اور دیہاتوں میں کچرے کی سائنسی بنیادوں پر صفائی اور ویسٹ مینجمنٹ سسٹم متعارف کرایا گیا۔
- اسکولوں، اسپتالوں، اور عوامی مقامات پر صفائی مہمیں چلائی گئیں۔
- ریاستی اور ضلعی سطح پر نگرانی کمیٹیاں قائم کی گئیں تاکہ اس منصوبے پر عمل درآمد یقینی بنایا جا سکے۔

- **چیلنجز اور بہتری کی گنجائش:**
  - کچھ علاقوں میں تعمیر شدہ بیت الخلا پانی یا نکاسی کے مسائل کی وجہ سے غیر فعال ہیں۔
  - عوام میں صفائی کے حوالے سے مزید شعور پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔
  - مستقل نگرانی اور صفائی کی عادات کو فروغ دے کر اس مشن کو مزید مؤثر بنایا جا سکتا ہے۔

2. ریاستی حکومتوں کے تحت عوامی بہبود کی اسکیمیں اور ان کا اثر

ریاستی حکومتیں اپنی ضروریات اور علاقائی حالات کے مطابق عوامی بہبود کے مختلف منصوبے چلاتی ہیں، جو مرکزی اسکیموں کے ساتھ ساتھ مخصوص ریاستوں کے مسائل کے حل کے لیے بنائے جاتے ہیں۔ یہ اسکیمیں تعلیم، صحت، روزگار، خواتین کی فلاح و بہبود، اور دیگر سماجی امور کا احاطہ کرتی ہیں۔ یہاں چند نمایاں ریاستی فلاحی اسکیموں اور ان کے عملی اثرات پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔

(1) مدرہ تھائی تھِتّم (Tamil Nadu's Amma Scheme) – تمل ناڈو

پس منظر: تمل ناڈو حکومت نے غریب عوام کو سستی خوراک، رہائش، اور دیگر سہولیات فراہم کرنے کے لیے متعدد اسکیمیں شروع کی ہیں، جن میں "اما کینٹین" (Amma Canteen) سب سے مشہور ہے۔

- **عملی نفاذ:**
  - ریاست بھر میں سبسڈی والے کھانے کے مراکز قائم کیے گئے، جہاں انتہائی کم قیمت پر خوراک دستیاب ہے۔
  - غریب اور مزدور طبقہ اس اسکیم سے براہ راست مستفید ہو رہا ہے۔
  - ریاست میں دیگر اسکیمیں جیسے اما پانی اسکیم (سستا پینے کا پانی) اور اما فارمیسی (سستی دوائیں) بھی کامیابی سے چلائی جا رہی ہیں۔

- **اثر:**
  - غریبوں اور مزدوروں کے لیے سستی خوراک کی فراہمی ممکن ہوئی۔
  - خوراک کی قلت اور غذائی قلت (Malnutrition) پر قابو پانے میں مدد ملی۔
  - دیگر ریاستوں نے بھی اس ماڈل سے متاثر ہو کر اپنے یہاں اسی طرح کی اسکیمیں متعارف کروائیں۔

(2) راجستھان جن آدھار یوجنا (سابقہ بھاماشاہ یوجنا) – راجستھان

پس منظر: راجستھان حکومت نے خواتین کی مالیاتی شمولیت اور سرکاری فوائد کی براہِ راست منتقلی (DBT) کے لیے پہلے "بھاماشاہ یوجنا" شروع کی تھی، جسے بعد میں تبدیل کر کے دسمبر 2019 سے "جن آدھار یوجنا" کے نام سے نافذ کیا گیا ہے۔

- **عملی نفاذ:**
  - خاندان کی خاتون سربراہ کو "جن آدھار کارڈ" کے ذریعے گھر کا سربراہ تسلیم کیا جاتا ہے اور اسی کے بینک اکاؤنٹ کو مرکزی شناختی لنک بنایا جاتا ہے۔
  - خواتین کو مختلف سرکاری اسکیموں سے ملنے والی مالی امداد، راشن، پینشن، اور اسکالرشپس براہِ راست ان کے بینک اکاؤنٹس میں منتقل کی جاتی ہیں۔
  - یہ کارڈ ریاست کے تمام شہریوں کے لیے ایک واحد شناختی اور مالیاتی دستاویز کا کام کرتا ہے۔
- **اثر:**
  - کرپشن اور درمیانی واسطوں (Middlemen) کا خاتمہ ہوا کیونکہ پیسے براہِ راست مستحقین کے اکاؤنٹ میں پہنچتے ہیں۔
  - خواتین کو حقیقی معنوں میں مالی خودمختاری حاصل ہوئی، جس سے ان کا گھریلو اور سماجی مقام مضبوط ہوا۔

(3) کرشنا مراٹھواڑہ آبپاشی منصوبہ (Krishna Marathwada Irrigation Project) – مہاراشٹر

پس منظر: مہاراشٹر کا مراٹھواڑہ خطہ شدید قحط اور پانی کی قلت کا شکار رہا ہے۔ اس دیرینہ مسئلے کو مستقل طور پر حل کرنے کے لیے ریاستی حکومت نے "کرشنا مراٹھواڑہ لفٹ اریگیشن اسکیم" متعارف کروائی، تاکہ کرشنا بیسن کے پانی کو موڑ کر خشک سالی والے علاقوں کو سیراب کیا جا سکے۔

- **عملی نفاذ:**
  - اس اسکیم کے تحت کرشنا ندی کے ذیلی طاس اور اجنی ڈیم سے پانی اٹھا کر (Lift Irrigation) مراٹھواڑہ کے دور دراز علاقوں تک پہنچانے کے لیے اربوں روپے کا انفراسٹرکچر اور سرنگیں تعمیر کی گئی ہیں۔
  - اس کے ذریعے مراٹھواڑہ کے اہم اضلاع (جیسے دھاراشیو/عثمان آباد اور بیڑ) کے لاکھوں ہیکٹر زرعی رقبے کو پانی فراہم کرنے کا ہدف طے کیا گیا ہے۔
  - مقامی واٹر شیڈ مینجمنٹ اور گرام پنچایتوں کے اشتراک سے دیہی علاقوں میں پینے کے پانی اور آبپاشی کے نیٹ ورک کو جوڑا جا رہا ہے۔
- **اثر:**
  - قحط سالی سے متاثرہ اضلاع میں کسانوں کو فصلوں کے لیے مستقل پانی ملنے کی راہ ہموار ہوئی ہے۔
  - پانی کی شدید قلت کی وجہ سے جو کسان شہروں کی طرف ہجرت (Migration) پر مجبور تھے، اس میں واضح کمی واقع ہوئی ہے۔

(4) دیگر اسکیمیں

- **کنیاشری پرکالپ یوجنا – مغربی بنگال :** یہ اسکیم مغربی بنگال حکومت نے غریب لڑکیوں کی تعلیم کو فروغ دینے کے لیے شروع کی۔ اس کے تحت اہل طالبات کو مالی مدد فراہم کی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں اور کم عمری میں شادی سے بچ سکیں۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ریاست میں لڑکیوں کی اسکولی تعلیم میں بہتری آئی اور کم عمری کی شادیوں میں کمی دیکھنے کو ملی۔

- **لاڈلی لکشمی یوجنا – مدھیہ پردیش :** یہ اسکیم مدھیہ پردیش میں بچیوں کے بہتر مستقبل کو یقینی بنانے کے لیے متعارف کروائی گئی۔ اس کے تحت والدین کو بچی کی پیدائش سے لے کر اس کی تعلیم مکمل ہونے تک مالی مدد دی جاتی ہے۔ اس اسکیم سے خواتین کے تعلیمی مواقع میں اضافہ ہوا اور ریاست میں بچیوں کی پیدائش کو مثبت نظر سے دیکھنے کی سوچ کو فروغ ملا۔
- **محلہ کلینک یوجنا – دہلی :** دہلی حکومت نے صحت عامہ کو بہتر بنانے کے لیے محلہ کلینک قائم کیے جہاں عوام کو مفت بنیادی طبی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ یہ اسکیم خاص طور پر کم آمدنی والے طبقے کے لیے فائدہ مند ثابت ہوئی اور صحت کے شعبے میں بہتری دیکھنے کو ملی۔

یہ تمام اسکیمیں ریاستوں کی مخصوص ضروریات کے مطابق تیار کی گئی ہیں اور ان کے مثبت نتائج دیکھنے کو ملے ہیں۔ تاہم، بہتر شفافیت، بہتر نفاذ، اور کرپشن کے خاتمے کے بغیر ان اسکیموں کی مکمل کامیابی ممکن نہیں۔

3. زمینی سطح پر عوامی خدمات کی فراہمی میں حائل مشکلات

عوامی خدمات جیسے صحت، تعلیم، روزگار، بنیادی ڈھانچہ (Infrastructure) اور دیگر فلاحی اسکیموں کے موثر نفاذ میں مختلف رکاوٹیں درپیش آتی ہیں۔ یہ رکاوٹیں انتظامی، مالی، سماجی اور تکنیکی نوعیت کی ہو سکتی ہیں۔ ذیل میں ان مشکلات کی تفصیل اور ان کے اثرات پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔

(1) مالی وسائل کی کمی : عوامی خدمات کی فراہمی کے لیے خاطر خواہ مالی وسائل کی ضرورت ہوتی ہے، مگر اکثر ریاستی اور مقامی حکومتوں کو بجٹ کی قلت کا سامنا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے کئی فلاحی منصوبے یا تو تاخیر کا شکار ہو جاتے ہیں یا مکمل طور پر بند ہو جاتے ہیں۔

اثرات:

- عوام کو بنیادی سہولیات میں کمی کا سامنا ہوتا ہے۔
- ترقیاتی منصوبے ادھورے رہ جاتے ہیں۔
- انفراسٹرکچر کی کمی عوامی مسائل میں اضافہ کرتی ہے۔

(2) بدعنوانی اور ناقص انتظام : کرپشن ایک بڑی رکاوٹ ہے جو عوامی فلاحی منصوبوں کے موثر نفاذ میں رکاوٹ بنتی ہے۔ فنڈز کا غلط استعمال، سرکاری افسران کی غفلت، اور غیر شفاف طریقہ کار عوامی سہولیات کی فراہمی میں مسائل پیدا کرتے ہیں۔

اثرات:

- عوام کو مقررہ سہولیات نہیں ملتیں۔
- کرپشن کے سبب ترقیاتی بجٹ کا بڑا حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔
- بدعنوانی کی وجہ سے عوام کا حکومتی اداروں پر اعتماد کم ہو جاتا ہے۔

(3) غیر منصوبہ بند شہری آبادی میں اضافہ : تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی اور غیر منصوبہ بند شہری بستیاں انفراسٹرکچر پر دباؤ ڈالتی ہیں، جس سے عوامی خدمات میں خلل پیدا ہوتا ہے۔

اثرات:

- ٹریفک کے مسائل، پانی اور بجلی کی قلت، اور صفائی ستھرائی میں کمی۔
- سرکاری اسکولوں اور اسپتالوں میں گنجائش سے زیادہ مریضوں اور طلبہ کا دباؤ۔
- بے ہنگم شہری منصوبہ بندی کی وجہ سے نکاسی آب، رہائش اور بنیادی سہولیات میں مشکلات۔

(4) دیہی اور شہری علاقوں میں سہولیات کا تفاوت : دیہی علاقوں میں بنیادی سہولیات جیسے صحت، تعلیم اور روزگار کے مواقع کم ہوتے ہیں، جس سے شہری اور دیہی علاقوں میں نمایاں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔

اثرات:

- دیہی عوام کو معیاری تعلیم اور صحت کی خدمات حاصل کرنے کے لیے شہروں کا رخ کرنا پڑتا ہے۔

- شہروں میں آبادی کا دباؤ بڑھتا ہے، جو مزید مسائل کو جنم دیتا ہے۔
- دیہی علاقوں کی ترقی سست روی کا شکار ہو جاتی ہے۔

(5) عوامی بیداری اور شفافیت کا فقدان: بہت سی عوامی خدمات سے لوگ لاعلم ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ حکومتی فلاحی اسکیموں سے مکمل فائدہ نہیں اٹھا پاتے۔

اثرات:

- مستحق افراد تک حکومتی سہولیات نہیں پہنچ پاتیں۔
- بیوروکریسی اور درمیانی افراد (Middlemen) کا غیر ضروری عمل دخل بڑھ جاتا ہے۔
- عوامی عدم اعتماد بڑھتا ہے اور وہ متبادل غیر رسمی ذرائع پر انحصار کرنے لگتے ہیں۔

(6) مرکز اور ریاست کے درمیان اختیارات کی تقسیم: بعض اوقات مرکز اور ریاستی حکومتوں کے درمیان وسائل اور اختیارات کی تقسیم پر تنازعات پیدا ہو جاتے ہیں، جس سے عوامی خدمات میں رکاوٹ آتی ہے۔

اثرات:

- ترقیاتی منصوبے سیاسی رسہ کشی کا شکار ہو جاتے ہیں۔
- بجٹ کی منظوری اور فنڈز کے اجرا میں تاخیر ہوتی ہے۔
- عوامی بہبود کی پالیسیوں پر عملدرآمد کمزور ہو جاتا ہے۔

(7) ماحولیاتی اور قدرتی چیلنجز: قدرتی آفات جیسے سیلاب، زلزلے اور خشک سالی عوامی خدمات کی ترسیل کو متاثر کر سکتے ہیں۔ ماحولیاتی آلودگی اور موسمیاتی تبدیلی بھی انفراسٹرکچر اور وسائل پر دباؤ ڈالتی ہیں۔

اثرات:

- صحت کے مسائل میں اضافہ ہوتا ہے، جیسے آلودگی کی وجہ سے بیماریاں بڑھ جاتی ہیں۔
- بنیادی سہولیات جیسے پانی، بجلی اور ٹرانسپورٹ پر اثر پڑتا ہے۔
- آفات کے نتیجے میں ترقیاتی منصوبے متاثر ہوتے ہیں اور بحالی کے کاموں میں تاخیر ہوتی ہے۔

▪ آفات اور ہنگامی حالات میں اشتراک

1. قدرتی آفات اور قومی بحرانوں میں مرکز اور ریاستوں کے درمیان تعاون

مرکز اور ریاستوں کے درمیان تعاون کا مؤثر نظام کسی بھی قدرتی آفت یا قومی بحران کے دوران فوری اور مربوط رد عمل کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ بھارتی آئین میں ڈیزاسٹر مینجمنٹ کو ریاستی حکومتوں کی بنیادی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے، لیکن قومی سطح پر تعاون کے بغیر مؤثر اقدامات ممکن نہیں۔

(1) آئینی اور قانونی فریم ورک : ڈیزاسٹر مینجمنٹ ایکٹ 2005 کے تحت نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) اور اسٹیٹ ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (SDMA) کا قیام عمل میں آیا۔ ساتویں شیڈول کے مطابق، عوامی صحت اور مقامی انتظام ریاستی حکومت کی ذمہ داری ہے، جبکہ بڑے پیمانے پر بحرانوں میں مرکز مداخلت کر سکتا ہے۔

(2) قدرتی آفات کے دوران تعاون کی شکلیں

- **فنڈنگ اور مالی امداد:**
  - مرکز نیشنل ڈیزاسٹر رسپانس فنڈ (NDRF) سے ریاستوں کو فنڈ فراہم کرتا ہے۔
  - ریاستیں اسٹیٹ ڈیزاسٹر رسپانس فنڈ (SDRF) کے ذریعے مقامی سطح پر کام کرتی ہیں۔
  - زلزلہ، سیلاب، سائیکلون، خشک سالی وغیرہ کے دوران ریاستیں مرکزی امداد کی درخواست کر سکتی ہیں۔
- **بچاؤ اور راحت کاری آپریشنز:**
  - قدرتی آفات میں نیشنل ڈیزاسٹر رسپانس فورس (NDRF) فوری کارروائی کرتی ہے۔
  - ریاستی حکومتیں ریاستی پولیس، فائر بریگیڈ، اور مقامی ایجنسیوں کو متحرک کرتی ہیں۔
  - فوج اور پیرا ملٹری فورسز کو بھی ہنگامی بنیادوں پر تعینات کیا جا سکتا ہے۔

- **پیشگی انتباہی نظام اور منصوبہ بندی:**
  - انڈین میٹرولوجیکل ڈیپارٹمنٹ (IMD)، نیشنل سینٹر فار سیسمولوجی اور دیگر ادارے موسمی اور زلزلوں کی پیشگوئی کر کے ریاستی حکومتوں کو بروقت اطلاع دیتے ہیں۔
  - فلڈ مینجمنٹ کے لیے سنٹرل واٹر کمیشن (CWC) ریاستوں کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے۔
  - طوفانوں کے دوران انڈین نیشنل سینٹر فار اوشین انفارمیشن سروسز (INCOIS) اطلاعات فراہم کرتا ہے۔
- **طویل مدتی اقدامات اور بحالی:**
  - قدرتی آفات کے بعد بنیادی ڈھانچے (Infrastructure) کی بحالی کے لیے مرکز اور ریاستیں مشترکہ منصوبے بناتی ہیں۔
  - قومی اور ریاستی سطح پر پالیسی سازی جیسے اسمارٹ سٹیز مشن میں آفات سے محفوظ منصوبہ بندی شامل کی گئی ہے۔
  - NDMA اور SDMA آفات سے نمٹنے کے منصوبے بناتی ہیں تاکہ مستقبل میں نقصانات کم ہوں۔

(3) قومی بحرانوں میں مرکز-ریاست تعاون

- **وبا اور صحت عامہ کے بحران:**
  - کووڈ-19 جیسی وبا کے دوران مرکزی اور ریاستی حکومتوں نے ویکسینیشن مہم، لاک ڈاؤن پالیسی، اور طبی امداد میں اشتراک کیا۔
  - نیشنل ہیلتھ مشن (NHM) کے تحت مرکز نے ریاستوں کو فنڈ اور وسائل فراہم کیے۔
- **سیکورٹی اور دہشت گردی سے متعلق بحران:**
  - نکسلی تشدد یا دہشت گرد حملوں میں مرکز اور ریاستوں کے درمیان انٹیلی جنس شیئرنگ ہوتی ہے۔
  - نیشنل انویسٹی گیشن ایجنسی (NIA) اور سنٹرل آرمڈ پولیس فورسز (CAPF) ریاستی پولیس کے ساتھ مل کر کارروائی کرتی ہیں۔
- **معاشی بحران اور زرعی آفات:**
  - خشک سالی اور فصلوں کی تباہی کے دوران مرکز پردھان منتری فصل بیمہ یوجنا جیسے پروگراموں کے ذریعے ریاستوں کو مدد دیتا ہے۔
  - معیشت میں بحران کی صورت میں مرکز اور ریاستیں جی ایس ٹی کونسل کے ذریعے مالیاتی پالیسیوں پر مشاورت کرتی ہیں۔

2. نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) اور اسٹیٹ ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (SDMA) کا کردار

بھارت میں قدرتی آفات اور دیگر ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لیے ڈیزاسٹر مینجمنٹ ایکٹ 2005 کے تحت نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) اور اسٹیٹ ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (SDMA) قائم کی گئی تھیں۔ ان اداروں کا مقصد آفات کی روک تھام، تیاری، رد عمل، اور بحالی کے لیے مؤثر حکمت عملی وضع کرنا اور اسے نافذ کرنا ہے۔

(1) نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) کا کردار: NDMA بھارت میں آفات سے نمٹنے کے لیے مرکزی سطح پر پالیسی سازی اور حکمت عملی کی ذمہ دار اتھارٹی ہے۔ یہ براہ راست وزیر اعظم کے تحت کام کرتی ہے۔

NDMA کے اہم فرائض اور کردار:

- **پالیسی سازی اور منصوبہ بندی:**
  - نیشنل پالیسی آن ڈیزاسٹر مینجمنٹ (NPDM) کی تشکیل اور عمل درآمد۔
  - مختلف آفات (زلزلہ، سیلاب، سائیکلون، وبائی امراض، صنعتی حادثات وغیرہ) سے نمٹنے کے لیے مخصوص گائیڈلائنز تیار کرنا۔
  - ریاستوں کو ڈیزاسٹر مینجمنٹ کی بہتر منصوبہ بندی کے لیے تکنیکی اور مالی مدد فراہم کرنا۔
- **ڈیزاسٹر ریلیف اور ریسپانس آپریشن:**
  - نیشنل ڈیزاسٹر رسپانس فورس (NDRF) کی قیادت اور آپریشنل ہدایات۔
  - مرکزی اور ریاستی اداروں کے ساتھ ہم آہنگی کے ذریعے ریسکیو آپریشنز میں مدد فراہم کرنا۔
  - فوج، پیرا ملٹری فورسز، اور دیگر اداروں کے ساتھ مل کر امدادی کارروائیوں کو مؤثر بنانا۔
- **پیشگی انتباہی نظام اور عوامی آگاہی:**
  - موسمیاتی اور زلزلے کی وارننگ کے لیے انڈین میٹرولوجیکل ڈیپارٹمنٹ (IMD)، انڈین نیشنل سینٹر فار اوشین انفارمیشن سروسز (INCOIS)، اور سنٹرل واٹر کمیشن (CWC) جیسے اداروں کے ساتھ تعاون۔
  - اسکولوں، کالجوں، اور مقامی سطح پر عوامی آگاہی پروگرامز کا انعقاد۔
  - ایمرجنسی الرٹ سسٹم، موبائل ایپس، اور مواصلاتی ذرائع کے ذریعے بروقت اطلاعات کی ترسیل۔
- **بحالی اور تعمیر نو:**

- آفات سے متاثرہ علاقوں میں بنیادی ڈھانچے (سڑکیں، مکانات، اسکول، اسپتال) کی بحالی کے منصوبے۔
- متاثرین کے لیے مالی مدد اور باز آبادکاری پیکیجز کا اعلان۔
- ریاستوں کو بحالی کے عمل میں تکنیکی اور مالی معاونت فراہم کرنا۔

- **ریسرچ اور ٹیکنالوجی کا فروغ:**
  - زلزلہ، سیلاب، اور دیگر آفات کی تحقیق کے لیے انسٹی ٹیوٹس کے ساتھ شراکت داری۔
  - ڈرون، سیٹلائٹ امیجنگ، اور دیگر ٹیکنالوجیز کا استعمال کر کے آفات کی پیشگی نگرانی اور ردعمل کو بہتر بنانا۔
  - ڈیزاسٹر ریزیلینٹ انفراسٹرکچر کے فروغ کے لیے منصوبے۔

(2) اسٹیٹ ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (SDMA) کا کردار: SDMA ریاستی سطح پر آفات سے نمٹنے کے لیے ریاستی حکومت کے ماتحت ایک خودمختار ادارہ ہوتا ہے۔ اس کی قیادت ریاست کے وزیر اعلیٰ کرتے ہیں اور اس کے دائرہ کار میں ریاست کے تمام اضلاع اور مقامی حکومتیں آتی ہیں۔

SDMA کے اہم فرائض اور کردار:

- **ریاستی سطح پر پالیسی اور منصوبہ بندی:**
  - ریاست میں قدرتی آفات کے ممکنہ خطرات کی نشاندہی اور اس کے مطابق ڈیزاسٹر مینجمنٹ پلان تیار کرنا۔
  - ریاستی ایجنسیوں، ضلعی انتظامیہ، اور مقامی حکومتوں کے ساتھ مل کر حفاظتی اقدامات کو یقینی بنانا۔
  - NDMA کی پالیسیوں کے مطابق ریاستی سطح پر عملی حکمت عملی ترتیب دینا۔
- **ریاستی ڈیزاسٹر ریسپانس فورس (SDRF) کی قیادت:**
  - SDMA کے تحت ریاستی سطح پر تشکیل دی گئی اسٹیٹ ڈیزاسٹر رسپانس فورس (SDRF) کام کرتی ہے، جو کسی بھی ہنگامی صورتحال اور آفت کے مقام پر فوری ایکشن لینے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔
  - یہ فورس مقامی پولیس، فائر بریگیڈ، ہوم گارڈز، اور دیگر ضلعی انتظامی اداروں کے ساتھ مل کر بچاؤ اور راحت کاری آپریشنز کی نگرانی کرتی ہے۔

- **ڈیزاسٹر الرٹ سسٹم اور عوامی آگاہی:**
  - ریاست کے اندر زلزلہ، سیلاب، سائیکلون، اور دیگر آفات کی بروقت اطلاع دینے کے لیے وارننگ سسٹم کا قیام۔
  - مقامی سطح پر کمیونٹیز کی تربیت اور اسکولوں میں ڈیزاسٹر مینجمنٹ ڈرلز کا انعقاد۔
- **بحالی اور ریلیف فنڈز کا انتظام:**
  - اسٹیٹ ڈیزاسٹر رسپانس فنڈ (SDRF) کے ذریعے متاثرہ علاقوں میں امدادی کارروائیاں۔
  - بنیادی ڈھانچے (پل، سڑکیں، مکانات، اسپتال) کی فوری مرمت اور بحالی کے منصوبے۔
  - متاثرین کے لیے مالی معاونت اور بازآبادکاری پروگراموں کا نفاذ۔
- **ضلعی سطح پر اقدامات:**
  - ہر ریاست میں ڈسٹرکٹ ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (DDMA) کام کرتی ہے جو ضلعی مجسٹریٹ کے ماتحت ہوتی ہے۔
  - مقامی حکومتوں، پنچایتوں، اور میونسپل کارپوریشنز کے ذریعے بنیادی سطح پر آفات سے نمٹنے کے اقدامات۔

NDMA اور SDMA کے درمیان ہم آہنگی

NDMA اور SDMA کے درمیان ہم آہنگی ضروری ہے تاکہ ریاستی حکومتوں کو مرکزی سطح پر پالیسیوں اور وسائل کی مدد حاصل ہو۔ ان کے درمیان تعاون کی چند اہم مثالیں درج ذیل ہیں:

1. قومی اور ریاستی آفات مینجمنٹ منصوبوں میں اشتراک
2. قدرتی آفات کی پیش گوئی اور بچاؤ کے لیے ڈیٹا شیئرنگ
3. نیشنل ڈیزاسٹر رسپانس فورس (NDRF) اور اسٹیٹ ڈیزاسٹر رسپانس فورس (SDRF) کے درمیان مشترکہ مشقیں
4. مالی امداد اور بحالی منصوبوں میں مرکز اور ریاست کے درمیان تعاون
5. بین الاقوامی معیارات کے مطابق پالیسی اپڈیٹ کرنے میں اشتراک

وبائی امراض جیسے کووڈ-19 میں مشترکہ اقدامات

وبا جیسے ہنگامی حالات میں مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے درمیان ہم آہنگی نہایت ضروری ہوتی ہے تاکہ عوام کی صحت، معیشت، اور روزمرہ زندگی پر کم سے کم اثر پڑے۔ کووڈ-19 ایک عالمی وبا تھی جس کا سامنا بھارت سمیت پوری دنیا نے کیا، اور اس دوران مرکز اور ریاستوں کے درمیان مختلف سطحوں پر تعاون دیکھنے میں آیا۔

1. پالیسی سازی اور قانونی اقدامات

- **ڈیزاسٹر مینجمنٹ ایکٹ 2005 کے تحت مرکزی سطح پر اقدامات:**
  - مرکزی حکومت نے مارچ 2020 میں نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ ایکٹ 2005 کے تحت کووڈ-19 کو قومی آفت قرار دیا، جس سے مرکز کو ملک گیر اقدامات کا اختیار ملا۔
  - نیشنل ایگزیکٹیو کمیٹی (NEC) نے ریاستوں کے لیے گائیڈلائنز جاری کیں۔
  - مختلف لاک ڈاؤن مراحل کا نفاذ اور ریاستوں کے لیے مخصوص ہدایات مرتب کی گئیں۔
- **ریاستی سطح پر عملی اقدامات:**
  - ریاستوں کو اپنے مخصوص حالات کے مطابق لاک ڈاؤن اور کرفیو نافذ کرنے کا اختیار دیا گیا۔
  - صحت عامہ ریاستی فہرست کا موضوع ہونے کے باعث، ہر ریاست نے اپنے طور پر ہسپتالوں، قرنطینہ مراکز، اور صحت کی سہولیات میں اضافہ کیا۔

2. صحت کے شعبے میں تعاون

- **ویکسینیشن پروگرام: 'کووڈ-19 ویکسین مہم':**
  - مرکز نے ویکسین تیار کرنے والی کمپنیوں کو مالی اور تحقیقی مدد فراہم کی (جیسے کووی شیلڈ اور کو ویکسین)۔
  - ویکسین کی تقسیم کے لیے کو-ون (Co-WIN) پورٹل بنایا گیا، جس کے ذریعے ریاستوں میں ویکسین کا مؤثر نظام قائم کیا گیا۔
  - ریاستوں نے مقامی سطح پر ویکسینیشن کیمپ قائم کیے اور عوام کو آگاہی فراہم کی۔

- **ہسپتالوں اور طبی سہولیات کی بہتری:**
  - مرکزی حکومت نے آکسیجن ایکسپریس، DRDO ہسپتال، اور میک شفٹ ICUs کا انتظام کیا۔
  - ریاستوں نے مقامی اسپتالوں میں بیڈز، وینٹی لیٹرز، اور آکسیجن سلنڈرز کی دستیابی کو یقینی بنایا۔
  - نجی اور سرکاری اسپتالوں کے درمیان تعاون کے تحت ٹیسٹنگ، ویکسینیشن، اور علاج کے مراکز قائم کیے گئے۔
- **دوائیوں اور طبی آلات کی تقسیم:**
  - مرکزی حکومت نے ریاستوں کو ریمیڈیسویر، فویپیراویر، اور دیگر ضروری ادویات فراہم کیں۔
  - ریاستوں نے مقامی سطح پر ادویات کی تقسیم اور قیمتوں پر کنٹرول کیا تاکہ بلیک مارکیٹنگ کو روکا جا سکے۔

3. معیشت اور مالی امداد میں تعاون

- **مرکزی حکومت کے امدادی پیکیجز:**
  - پردھان منتری غریب کلیان یوجنا کے تحت غریبوں کو مفت راشن اور مالی امداد فراہم کی گئی۔
  - ایم ایس ایم ای (MSME) سیکٹر کے لیے 3 لاکھ کروڑ کا معاشی پیکیج دیا گیا تاکہ کاروبار بحال ہو سکیں۔
  - ریاستوں کو ڈیزاسٹر ریلیف فنڈ (SDRF) کے ذریعے اضافی بجٹ دیا گیا۔
- **ریاستی حکومتوں کی عوامی فلاحی اسکیمیں:**
  - کئی ریاستوں نے بے روزگار مزدوروں کے لیے کیش ٹرانسفر اور فری راشن اسکیمیں شروع کیں۔
  - کچھ ریاستوں نے مائگرنٹ مزدوروں کے لیے خصوصی ٹرینیں اور بسیں فراہم کیں۔
  - کسانوں کو مالی امداد اور سبسڈی فراہم کی گئی۔

4. نقل و حرکت اور لاک ڈاؤن اقدامات

- **بین الریاستی سفری پابندیاں اور نقل و حرکت کی نگرانی:**
  - مرکزی حکومت نے ریلوے، ہوائی سفر، اور بین الریاستی بس سروسز پر پابندیاں عائد کیں اور بعد میں بتدریج ان میں نرمی کی۔

- ریاستوں نے اپنے حالات کے مطابق مختلف سطحوں پر لاک ڈاؤن اور نائٹ کرفیو نافذ کیا۔
- مائگرنٹ مزدوروں کے لیے 'شرمک اسپیشل ٹرینیں' چلائی گئیں تاکہ وہ اپنے گھروں کو لوٹ سکیں۔

- **ای پاس اور ای گورننس سسٹم**
  - مرکزی حکومت نے Aarogya Setu ایپ متعارف کرائی تاکہ متاثرہ افراد کو ٹریک کیا جا سکے۔
  - کئی ریاستوں نے E-Pass سسٹم نافذ کیا تاکہ ضروری خدمات کے کارکن آسانی سے سفر کر سکیں۔

5. عوامی آگاہی اور سوشل میڈیا کا استعمال

- **مرکزی حکومت کے اقدامات:**
  - 'دو گز دوری، ماسک ہے ضروری' جیسی مہمیں چلائیں۔
  - ٹی وی، ریڈیو، اور اخبارات کے ذریعے کووڈ پروٹوکول کی آگاہی دی گئی۔
- **ریاستی حکومتوں کے اقدامات :**
  - مقامی زبانوں میں آگاہی مہمات، ٹیلی کالنگ سروسز، اور رضاکار گروپس کے ذریعے لوگوں کو گائیڈ کیا گیا۔
  - مقامی سطح پر NGOs، مساجد، مندر، اور کمیونٹی سینٹرز کے ذریعے آگاہی مہمات چلائی گئیں۔

9.2 دیہی اور شہری حکومتوں کا عملی اطلاق

▪ پنچایتی راج کے کامیاب ماڈلز

ہندوستان میں پنچایتی راج کے کئی کامیاب ماڈلز سامنے آئے ہیں، جنہوں نے دیہی ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ کچھ نمایاں مثالیں درج ذیل ہیں:

1. **کیرالہ ماڈل:** کیرالہ میں پنچایتی راج کو موثر بنانے کے لیے عوامی منصوبہ بندی مہم (People's Plan Campaign) کا آغاز کیا گیا، جس کے تحت مقامی حکومتوں کو زیادہ خودمختاری دی گئی۔ ترقیاتی منصوبہ بندی میں عوامی شراکت داری کو فروغ دیا گیا۔ مالی وسائل اور منصوبہ بندی کا 40 فیصد حصہ پنچایتوں کے سپرد کیا گیا۔ تعلیم، صحت اور بنیادی سہولیات میں بہتری لائی گئی۔

2. **کرناٹک ماڈل:** کرناٹک میں اشوک مہتا کمیٹی کی سفارشات کے تحت 1980 کی دہائی میں پنچایتی راج کو مضبوط بنایا گیا۔ تین سطحی پنچایتی نظام کو فعال کیا گیا۔ مقامی سطح پر فیصلے لینے کی صلاحیت میں اضافہ ہوا۔ 'گرام سبھا' کو اختیارات دے کر عوام کی شرکت کو یقینی بنایا گیا۔

3. **مہاراشٹر ماڈل:** مہاراشٹر میں پنچایتی راج کے تحت ضلع پریشدوں (Zilla Parishads) کو مضبوط بنایا گیا، جس سے ترقیاتی کاموں میں تیزی آئی۔ مہاتما گاندھی نریگا (MGNREGA) جیسی اسکیموں کا کامیاب نفاذ کیا گیا۔ صحت، تعلیم اور زراعت کے شعبے میں قابلِ ذکر ترقی ہوئی۔

4. **راجستھان ماڈل:** راجستھان میں پنچایتی راج کا آغاز 1959 میں ناگور ضلع سے ہوا، اور بعد میں اسے پورے ملک میں ماڈل کے طور پر اپنایا گیا۔ گرام سبھا کو مضبوط بنا کر عوامی مسائل کے فوری حل پر توجہ دی گئی۔ خواتین اور دلتوں کی نمائندگی میں اضافہ کیا گیا۔ سوشیل آڈٹ (Social Audit) کے ذریعے شفافیت کو یقینی بنایا گیا۔

5. **مدھیہ پردیش ماڈل:** مدھیہ پردیش نے پنچایتی راج کو مضبوط بنانے کے لیے 'گاؤں کی حکومت' کا تصور متعارف کروایا۔ گرام پنچایتوں کو خودمختار بنایا گیا۔ دیہی ترقی کے منصوبوں میں مقامی حکومتوں کی شراکت داری کو یقینی بنایا گیا۔ ڈیجیٹل گورننس اور شفافیت کو فروغ دیا گیا۔

یہ ماڈلز ہندوستان میں پنچایتی راج کی کامیابی کی عمدہ مثالیں ہیں اور دیگر ریاستوں کے لیے ایک مثالی نمونہ فراہم کرتے ہیں۔

پنچایتی راج کے چیلنجز

اگرچہ ہندوستان میں کیرالہ، کرناٹک، مہاراشٹر، راجستھان، اور مدھیہ پردیش جیسے کامیاب پنچایتی راج ماڈلز سامنے آئے ہیں، لیکن اب بھی کئی چیلنجز موجود ہیں جو مقامی حکومتوں کی مؤثر کارکردگی میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

- **مالی وسائل کی کمی**
  - زیادہ تر پنچایتیں ریاستی اور مرکزی حکومت کے فنڈز پر منحصر ہوتی ہیں، جو اکثر ناکافی ہوتے ہیں۔
  - مقامی حکومتوں کو ٹیکس وصولی کے محدود اختیارات حاصل ہیں، جس کی وجہ سے وہ خود کفیل نہیں بن پاتیں۔
  - کئی ریاستوں میں بجٹ کی غیر مساوی تقسیم کی وجہ سے کمزور پنچایتیں ترقیاتی کام مؤثر طریقے سے نہیں کر پاتیں۔
- **اختیارات کی کمی اور ریاستی حکومتوں کا کنٹرول**
  - ریاستی حکومتیں اکثر پنچایتی راج کے فیصلوں میں مداخلت کرتی ہیں، جس سے مقامی خودمختاری متاثر ہوتی ہے۔
  - سرکاری افسران کو زیادہ اختیارات حاصل ہیں، جبکہ منتخب گرام پنچایت نمائندے انتظامی لحاظ سے کمزور محسوس کرتے ہیں۔
  - کئی مقامات پر افسر شاہی کی تاخیر اور پیچیدہ قواعد و ضوابط ترقیاتی کاموں میں رکاوٹ بنتے ہیں۔
- **کرپشن اور شفافیت کا فقدان**
  - ترقیاتی فنڈز اور سرکاری اسکیموں میں بدعنوانی اور اقربا پروری عام مسائل ہیں۔
  - سوشل آڈٹ (Social Audit) اور شفافیت کے اقدامات ہر جگہ مؤثر طریقے سے نافذ نہیں ہو رہے۔

- مقامی سطح پر وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم بعض طبقات کو محروم رکھتی ہے۔

- **عوامی شمولیت اور آگاہی کی کمی**
  - گرام سبھا کی میٹنگز میں عوام کی شرکت کم ہوتی ہے، جس سے شفافیت اور احتساب پر اثر پڑتا ہے۔
  - عام شہریوں کو حکومتی اسکیموں اور پنچایتی راج کے اختیارات کے بارے میں مکمل آگاہی نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے وہ اپنے حقوق کا استعمال نہیں کر پاتے۔
  - کئی علاقوں میں دیہی عوام کی محدود تعلیمی قابلیت کی وجہ سے وہ اپنی پنچایت کے فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہو پاتے۔
- **خواتین اور کمزور طبقات کی نمائندگی کے مسائل**
  - اگرچہ آئین کے تحت خواتین اور دلتوں کے لیے مخصوص نشستیں رکھی گئی ہیں، لیکن عملی طور پر انہیں فیصلہ سازی میں کم مواقع دیے جاتے ہیں۔
  - کئی جگہوں پر "پردہ شاہی" (Proxy Representation) کا مسئلہ پایا جاتا ہے، جہاں خواتین نمائندے صرف نام کی حد تک موجود ہوتی ہیں اور اصل فیصلے ان کے مرد رشتہ دار کرتے ہیں۔
- **انفراسٹرکچر اور ڈیجیٹل سہولیات کی کمی**
  - کئی گرام پنچایتوں میں ڈیجیٹل گورننس، انٹرنیٹ، اور جدید انفراسٹرکچر کی کمی پائی جاتی ہے۔
  - آن لائن سرکاری خدمات اور اسکیموں کے مؤثر نفاذ کے لیے تکنیکی مہارت اور وسائل کی کمی ایک بڑا چیلنج ہے۔
  - دیہی علاقوں میں بنیادی سہولیات (سڑکیں، بجلی، پانی) کی کمی پنچایتی راج کے مؤثر نفاذ میں رکاوٹ بنتی ہے۔

▪ میونسپل کارپوریشنز اور میونسپل کمیٹیوں کی کارکردگی

ہندوستان میں شہری حکومتوں کا نظام بنیادی طور پر میونسپل کارپوریشنز (Municipal Corporations) اور میونسپل کمیٹیوں (Municipal Councils/Committees) پر مشتمل ہے۔ ان اداروں کا مقصد شہری علاقوں میں بنیادی سہولیات کی فراہمی، ترقیاتی منصوبہ بندی، اور شہری انتظام کو بہتر بنانا ہے۔ مختلف شہروں میں ان کی کارکردگی مختلف رہی ہے، کچھ نمایاں کامیاب مثالیں اور درپیش چیلنجز درج ذیل ہیں:

1. میونسپل کارپوریشنز کی کارکردگی

میونسپل کارپوریشنز بڑے شہروں میں شہری سہولیات کا انتظام سنبھالتی ہیں اور کئی کامیاب ماڈلز سامنے آئے ہیں:

1) اندور میونسپل کارپوریشن (مدھیہ پردیش)

- مسلسل صاف ستھرا شہر ایوارڈ (Swachh Survekshan Awards) جیتنے والا ہندوستان کا سب سے صاف شہر۔
- کچرے کے مؤثر انتظام کے لیے R3 ماڈل (Reduce, Reuse, Recycle) کا کامیاب نفاذ۔
- شہری ترقی کے لیے سرکاری و نجی شراکت داری (PPP Model) کو فروغ دینا۔

2) سورت میونسپل کارپوریشن (گجرات)

- اسمارٹ سٹی پروجیکٹ کے تحت جدید ٹیکنالوجی کا استعمال۔
- شہری سہولیات، ٹریفک نظم و نسق، اور آفات کے خلاف موثر منصوبہ بندی۔
- صفائی، پبلک ہیلتھ اور انفراسٹرکچر میں نمایاں بہتری۔

3) پونے میونسپل کارپوریشن (مہاراشٹر)

- ڈیجیٹل گورننس کے لیے GIS (Geographic Information System) کا استعمال۔
- شہری ٹریفک اور نقل و حمل کے لیے بس ریپڈ ٹرانزٹ سسٹم (BRTS) کا نفاذ۔
- شہریوں کی شرکت بڑھانے کے لیے آن لائن پورٹل اور ای-گورننس کا مؤثر استعمال۔

چیلنجز

- مالی وسائل کی کمی، جس کی وجہ سے کئی ترقیاتی منصوبے ادھورے رہ جاتے ہیں۔
- غیر منصوبہ بند شہری بستیاں، جن کی وجہ سے شہری انفراسٹرکچر پر غیر ضروری دباؤ بڑھ رہا ہے۔
- بدعنوانی اور ناقص گورننس، جس کے نتیجے میں ترقیاتی کاموں میں رکاوٹ آتی ہے۔

2. میونسپل کمیٹیوں کی کارکردگی

ہندوستان میں میونسپل کمیٹیاں (یا بلدیہ) عام طور پر چھوٹے اور درمیانے درجے کے شہروں یا قصبوں (جن کی آبادی عام طور پر 25,000 سے 3 لاکھ کے درمیان ہوتی ہے) میں شہری حکومت کی ذمہ داری سنبھالتی ہیں۔

کامیاب مثالیں

1) کراہاڈ میونسپل کونسل (مہاراشٹر)

- یہ کونسل ملک بھر کے چھوٹے شہروں کے زمرے میں 'سوچھ سرویکشن' (Swachh Survekshan) میں مسلسل صف اول میں رہی ہے۔
- اس نے کچرے کی 100٪ علیحدگی (Segregation) اور گیلے کچرے سے نامیاتی کھاد بنانے کا بہترین نظام قائم کیا ہے۔

2) پلواچا میونسپل کونسل (تلنگانہ)

- پینے کے پانی کی سپلائی اور ماحول دوست اقدامات میں شاندار کارکردگی۔
- کونسل نے 'مشن بھاگیرتھ' کے تحت ہر گھر تک پینے کا صاف پانی پہنچایا اور عوامی مقامات پر بڑے پیمانے پر شجرکاری (Greenery) کو فروغ دیا۔

3) ویام میونسپل کونسل (آندھرا پردیش)

- ڈیجیٹل گورننس اور ٹیکس وصولی کی شفافیت۔
- کونسل نے بلدیاتی خدمات، جیسے پراپرٹی ٹیکس کی ادائیگی اور پیدائش و موت کے سرٹیفکیٹ، کو مکمل طور پر آن لائن اور آسان بنا دیا۔

چیلنجز

- **محدود مالی وسائل:** بڑے شہروں (میونسپل کارپوریشنز) کے مقابلے میں ان کمیٹیوں کی اپنی آمدنی کے ذرائع انتہائی محدود ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے یہ فنڈز کے لیے پوری طرح ریاستی حکومتوں پر انحصار کرتی ہیں اور ترقیاتی کاموں میں تاخیر ہوتی ہے۔
- **انتظامی اور تکنیکی صلاحیتوں کی کمی:** چھوٹے شہروں میں جدید ٹیکنالوجی (جیسے GIS میپنگ یا سمارٹ ویسٹ مینجمنٹ) کو چلانے کے لیے ماہر عملے اور بیوروکریسی کی سست روی ایک بڑا مسئلہ ہے۔
- **عوامی شرکت کا فقدان:** وارڈ کمیٹیوں کے فعال نہ ہونے کی وجہ سے مقامی پالیسی سازی میں عام شہریوں کی رائے شامل نہیں ہو پاتی، جس سے گلی محلوں کے اصل مسائل حل ہونے میں دشواری ہوتی ہے۔

▪ مقامی حکومتوں کے عملی مسائل اور ان کے حل کی کوششیں

مقامی حکومتیں کسی بھی ملک کے جمہوری نظام کی بنیادی اکائی ہوتی ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد شہری اور دیہی علاقوں میں عوامی سہولیات فراہم کرنا، ترقیاتی منصوبوں کا نفاذ اور مقامی سطح پر گورننس کو مؤثر بنانا ہوتا ہے۔ تاہم، ہندوستان میں مقامی حکومتوں کو کئی عملی مسائل کا سامنا ہے، جن کی وجہ سے ان کے کام کرنے کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔ حکومت اور مختلف ادارے ان مسائل کے حل کے لیے مختلف اقدامات بھی کر رہے ہیں۔

مقامی حکومتوں کے عملی مسائل

1. **مالی وسائل کی کمی:** مقامی حکومتوں کے لیے وسائل کی سب سے بڑی رکاوٹ فنڈز کی کمی ہے۔ ٹیکس وصولی کا نظام غیر مؤثر ہونے کی وجہ سے مقامی حکومتیں ریاستی اور مرکزی حکومت کی گرانٹس پر منحصر رہتی ہیں۔ کئی ترقیاتی منصوبے فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے مکمل نہیں ہو پاتے۔
2. **اختیارات کی محدودیت:** مقامی حکومتوں کے پاس خود مختارانہ فیصلے کرنے کا اختیار محدود ہوتا ہے۔ کئی اہم معاملات میں ریاستی اور مرکزی حکومت کی مداخلت ہوتی ہے، جس سے مقامی سطح پر فیصلہ سازی کا عمل متاثر ہوتا ہے۔ اختیارات کی واضح تقسیم نہ ہونے سے ترقیاتی منصوبوں میں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔
3. **بدعنوانی اور ناقص گورننس:** مقامی حکومتوں میں شفافیت اور جواب دہی کا فقدان اکثر کرپشن کا باعث بنتا ہے۔ فنڈز کے غلط استعمال، رشوت خوری اور اقربا پروری جیسے مسائل پائے جاتے ہیں۔ ترقیاتی منصوبے اکثر بدعنوانی کی وجہ سے تاخیر کا شکار ہو جاتے ہیں۔
4. **غیر منصوبہ بند شہری ترقی:** بڑے شہروں میں بے ہنگم ترقی کی وجہ سے انفراسٹرکچر پر دباؤ بڑھ گیا ہے۔ غیر منصوبہ بند بستیاں، ٹریفک کے مسائل اور ناکافی شہری سہولیات شہری حکومتوں کے لیے بڑے چیلنجز ہیں۔ ماحولیات اور نکاسی آب کے مسائل بھی اس کا نتیجہ ہیں۔
5. **تکنیکی اور انتظامی خامیاں:** کئی مقامی حکومتوں میں جدید ای-گورننس اور ڈیجیٹل مینجمنٹ سسٹم کا فقدان ہے۔ بلدیاتی افسران اور عملے کی تربیت اور تکنیکی صلاحیتوں میں کمی بھی مسائل کو جنم دیتی ہے۔ عوامی شکایات کے ازالے کا کوئی مؤثر نظام موجود نہیں ہوتا۔

ان مسائل کے حل کی کوششیں

(1) مالی وسائل میں بہتری

- **حکومتی اقدامات:**
  - 73ویں اور 74ویں آئینی ترامیم کے بعد مقامی حکومتوں کو براہ راست مالی وسائل فراہم کیے گئے۔
  - مالیاتی کمیشن (Finance Commission) کی سفارشات کے تحت مقامی اداروں کو گرانٹس ملتی ہیں۔
  - پراپرٹی ٹیکس اور دیگر بلدیاتی ٹیکسز کے نظام کو بہتر بنایا جا رہا ہے۔

(2) مقامی حکومتوں کو مزید اختیارات دینا

- **ریاستی اور مرکزی حکومتوں کی جانب سے اصلاحات:**
  - اختیارات کی منتقلی (Decentralization) کے عمل کو مؤثر بنانے کے لیے پالیسی سازی کی جا رہی ہے۔
  - کئی ریاستوں میں مقامی حکومتوں کو براہ راست ترقیاتی منصوبے بنانے کا اختیار دیا جا رہا ہے۔
  - سٹی ڈویلپمنٹ پلان (CDP) کے تحت شہری حکومتوں کو بااختیار بنایا جا رہا ہے۔

(3) بدعنوانی کے خاتمے کے لیے شفافیت

- **احتسابی نظام میں بہتری:**
  - RTI (Right to Information) Act کے تحت عوام کو مقامی حکومتوں کے فیصلوں تک رسائی حاصل ہو رہی ہے۔
  - آن لائن پبلک گورننس سسٹمز متعارف کروائے جا رہے ہیں تاکہ مالی معاملات میں شفافیت برقرار رکھی جا سکے۔
  - لوک آیکت (Lokayukta) اور ویجلنس کمیشن جیسے ادارے مقامی حکومتوں میں کرپشن کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں۔

(4) شہری منصوبہ بندی میں بہتری

- **منصوبہ بندی کے اقدامات:**
  - "اسمارٹ سٹیز مشن" کے تحت جدید شہری منصوبہ بندی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔
  - GIS (Geographic Information System) اور دیگر جدید ٹیکنالوجیز کو شہری منصوبہ بندی میں شامل کیا جا رہا ہے۔
  - غیر منصوبہ بند بستیوں کی ترقی کے لیے شہری تجدیدی منصوبے (Urban Renewal Projects) شروع کیے جا رہے ہیں۔

(5) انتظامی صلاحیتوں میں بہتری

- **افسران کی تربیت اور ای-گورننس کا فروغ:**
  - "ای-گورننس" اور ڈیجیٹل سروسز کے فروغ کے لیے کئی منصوبے متعارف کرائے جا چکے ہیں۔
  - بلدیاتی افسران اور عملے کی تربیت کے لیے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اربن افیئرز (NIUA) جیسے ادارے قائم کیے گئے ہیں۔
  - عوامی شکایات کے ازالے کے لیے آن لائن پورٹلز اور موبائل ایپلیکیشنز متعارف کروائی گئی ہیں۔

▪ دیہی اور شہری حکومتوں کے درمیان تعاون کے مظاہر

دیہی اور شہری حکومتیں کسی بھی ملک کے مقامی گورننس کا لازمی جزو ہیں۔ اگرچہ ان کا دائرہ کار اور دائرہ اختیار مختلف ہوتا ہے، لیکن کئی معاملات میں ان کے درمیان تعاون اور ہم آہنگی ضروری ہوتی ہے تاکہ قومی ترقی کو یقینی بنایا جا سکے۔ ہندوستان میں پنچایتی راج اور میونسپل گورننس کے درمیان مختلف سطحوں پر تعاون کے کئی مظاہر دیکھنے کو ملتے ہیں۔

1. بنیادی سہولیات کی فراہمی میں تعاون

- **مشترکہ ترقیاتی منصوبے:**
    - دیہی اور شہری علاقوں میں پانی، بجلی، صفائی، اور صحت عامہ جیسی بنیادی سہولیات کے لیے مشترکہ منصوبے بنائے جاتے ہیں۔
    - کئی ریاستوں میں پانی کی تقسیم اور نکاسی آب کے نظام میں دیہی اور شہری حکومتوں کا اشتراک دیکھا جاتا ہے۔
    - ضلع ترقیاتی کمیٹیاں (District Development Committees) دیہی اور شہری حکومتوں کو ایک دوسرے سے مربوط رکھتی ہیں۔
- **نقل و حمل اور انفراسٹرکچر:**
    - دیہی سڑکوں کو شہری سڑکوں سے جوڑنے کے لیے منصوبے تیار کیے جاتے ہیں۔
    - بس اور ریل سروسز کے ذریعے دیہی علاقوں کو شہری مراکز سے جوڑا جاتا ہے تاکہ روزگار اور معاشی ترقی کے مواقع پیدا کیے جا سکیں۔
    - پردھان منتری گرام سڑک یوجنا جیسے منصوبے دیہی اور شہری حکومتوں کے درمیان تعاون کی مثال ہیں۔

2. معیشت اور تجارتی سرگرمیوں میں تعاون

- **زرعی پیداوار اور شہری منڈیوں کا تعلق:**
    - دیہی علاقوں میں زرعی پیداوار کے لیے شہری منڈیوں کا کردار اہم ہے، جہاں کسان اپنی پیداوار فروخت کرتے ہیں۔
    - منڈی بورڈز اور زرعی منڈیاں (Agricultural Market Boards) دیہی اور شہری حکومتوں کے اشتراک سے چلتی ہیں۔

- ای-نام (e-NAM) پلیٹ فارم کے ذریعے کسانوں کو ملک بھر میں خریداروں سے جوڑا جا رہا ہے۔

- **دیہی صنعتوں کی ترقی:**
  - خودی روزگار اسکیمیں (Self-Employment Schemes) جیسے مدرا یوجنا دیہی صنعتوں کو فروغ دینے میں شہری حکومتوں کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہیں۔
  - دستکاری اور چھوٹے کاروباروں کو شہری مراکز میں فروغ دینے کے لیے میونسپل کارپوریشنز اور دیہی ادارے مشترکہ اقدامات کرتے ہیں۔

3. ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کا انتظام

- **مشترکہ ماحولیاتی منصوبے:**
  - جنگلات کے تحفظ، صاف پانی کی دستیابی اور کچرے کی ری سائیکلنگ کے لیے دیہی اور شہری حکومتیں مشترکہ منصوبے بناتی ہیں۔
  - شہری فضلہ کو دیہی علاقوں میں کھاد میں تبدیل کرنے کے منصوبے (Composting Units) ماحولیاتی استحکام میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔
  - دریاؤں اور جھیلوں کی صفائی کے منصوبوں میں دیہی اور شہری حکومتوں کا اشتراک ہوتا ہے، جیسے "نمامی گنگے پروگرام"۔
- **ماحولیاتی تبدیلی سے نمٹنے کے اقدامات:**
  - شہری آلودگی کے اثرات دیہی علاقوں پر بھی پڑتے ہیں، اس لیے ماحول کے تحفظ کے لیے مشترکہ پالیسیاں اپنائی جاتی ہیں۔
  - گرین بیلٹس (Green Belts) اور اربن فارمنگ جیسے منصوبے دیہی اور شہری حکومتوں کے اشتراک سے چلائے جا رہے ہیں۔

4. صحت اور تعلیم میں اشتراک

- **بنیادی صحت کی خدمات:**
  - دیہی صحت مراکز (PHCs) اور شہری اسپتالوں کے درمیان مریضوں کے ریفرل سسٹم کو مؤثر بنایا جا رہا ہے۔
  - ٹیلی میڈیسن سروسز دیہی اور شہری علاقوں کو جوڑنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔
  - آشا (ASHA) اور آنگن واڑی پروگرام شہری اور دیہی سطح پر صحت کی سہولیات فراہم کرنے میں حکومتوں کے اشتراک کی مثال ہیں۔
- **تعلیم اور ہنر کی ترقی:**
  - دیہی طلبہ کے لیے شہری تعلیمی اداروں میں وظائف اور داخلے کی سہولت فراہم کی جا رہی ہے۔
  - دیہی ہنر مندی کے مراکز (Skill Development Centers) شہری صنعتوں سے جوڑنے میں مدد دیتے ہیں۔
  - آن لائن ایجوکیشن اور ڈیجیٹل لرننگ پلیٹ فارمز کے ذریعے دیہی طلبہ کو شہری تعلیمی نظام سے جوڑا جا رہا ہے۔

5. پالیسی اور گورننس میں اشتراک

- **ضلعی سطح پر ہم آہنگی:**
  - ضلعی سطح پر مشترکہ انتظامی کمیٹیاں دیہی اور شہری حکومتوں کو مربوط کرنے میں مدد دیتی ہیں۔
  - ڈیجیٹل گورننس اور مشترکہ ڈیٹا بیس کے ذریعے ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی کی جا رہی ہے۔
  - گڈ گورننس پروگرامز جیسے "اسمارٹ گاؤں" اور "اسمارٹ سٹیز مشن" میں دیہی اور شہری حکومتیں مل کر کام کر رہی ہیں۔
- **قانونی اور انتظامی سطح پر تعاون:**
  - دیہی اور شہری پولیس کا باہمی تعاون قانون و امن قائم رکھنے میں مدد دیتا ہے۔
  - ریاستی حکومتیں مقامی حکومتوں کے مسائل حل کرنے کے لیے مشترکہ فورمز تشکیل دے رہی ہیں۔
  - پنچایتی راج اور میونسپل ایکٹ میں ترامیم کرکے ان کے درمیان ہم آہنگی کو مزید مضبوط بنایا جا رہا ہے۔

اختتامیہ

1. آئین ہمارے لیے کیوں اہم ہے؟
2. آئین کو سمجھنے اور اس کی حفاظت کرنے کی اہمیت

اختتامیہ

1. آئین ہمارے لیے کیوں اہم ہے؟

آئین ہمارے لیے بہت اہم ہے کیونکہ یہ ملک کی بنیاد اور ریاست کے تمام نظام کی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ آئین صرف ایک قانونی دستاویز نہیں ہے، بلکہ یہ ایک مجموعہ ہے جس میں وہ اصول اور ضوابط درج ہیں جو ملک کے تمام شہریوں، حکومتوں اور اداروں کی کارروائیوں کو منظم کرتے ہیں۔ یہ ملک کی جمہوریت، انصاف، مساوات، اور آزادی کو قائم رکھنے کے لیے ایک مضبوط فریم ورک مہیا کرتا ہے۔

1) **حقوق کا تحفظ:** آئین ہمارے بنیادی حقوق کا تحفظ کرتا ہے اور یہ یقینی بناتا ہے کہ ہر شہری کو برابری، آزادی، مذہبی آزادی، اظہار کی آزادی اور دیگر حقوق حاصل ہوں۔ آئین کے تحت دیے گئے حقوق ہر شہری کو ان کے مقام، رنگ، نسل یا مذہب کی تفریق کے بغیر یکساں طور پر ملتے ہیں۔

2) **قانونی فریم ورک فراہم کرتا ہے:** آئین کے ذریعے حکومت کی تمام شاخوں کو متعین کیا گیا ہے، یعنی قانون ساز، ایگزیکٹو، اور عدلیہ کو الگ الگ اختیارات دیے گئے ہیں تاکہ ان میں کسی بھی قسم کی مداخلت نہ ہو اور ہر ادارہ اپنے دائرہ اختیار میں رہ کر کام کرے۔ آئین ان اداروں کے درمیان توازن قائم رکھتا ہے تاکہ کوئی بھی ادارہ دوسرے پر غلبہ نہ پائے اور نظام میں استحکام رہے۔

3) **جمہوریت کی بنیاد:** آئین جمہوریت کا محافظ ہے۔ یہ عوام کی مرضی کو اقتدار کے حصول کا ذریعہ بناتا ہے۔ انتخابات کے ذریعے عوام اپنے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں، اور آئین اس پورے عمل کو قانون کے مطابق مرتب کرتا ہے۔ آئین کی بدولت جمہوریت میں شفافیت اور برابری برقرار رہتی ہے، اور عوام کے حقوق کا تحفظ ہوتا ہے۔

4) **سماجی انصاف کا ضامن:** آئین سماجی انصاف کی ضمانت دیتا ہے، جہاں ہر فرد کو مساوات، استحقاق اور مواقع ملتے ہیں۔ یہ اقلیتوں، پسماندہ طبقات، اور کمزور گروہوں کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے اور ملک میں فرقہ واریت اور عدم مساوات کے خلاف کام کرتا ہے۔ آئین کی موجودگی یہ یقینی بناتی ہے کہ تمام افراد کو یکساں سلوک اور مواقع ملیں۔

5) **معاشرتی ہم آہنگی کی تشکیل:** آئین ملک کے مختلف مذہبی، ثقافتی اور نسلی گروہوں کے درمیان ہم آہنگی کی فضا قائم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ تمام شہریوں کو احترام، برابری اور آزادی کے اصولوں کے تحت یکجا کرتا ہے تاکہ مختلف پس منظر کے افراد ایک مضبوط اور مربوط معاشرہ تشکیل دے سکیں۔

6) **آئینی اختیارات کا تعین :** آئین حکومت کے اختیارات اور حدود کا تعین کرتا ہے، تاکہ حکومتی ادارے اپنی طاقت کو غلط استعمال نہ کریں۔ یہ ایک نظامِ چیک اینڈ بیلنس فراہم کرتا ہے جس کے ذریعے طاقت کا توازن برقرار رکھا جاتا ہے اور کسی بھی ادارے کو آمرانہ اقدامات کرنے سے روکا جاتا ہے۔

7) **آگاہی اور ذمہ داریوں کا تعین :** آئین ہر شہری کو اپنے حقوق اور فرائض سے آگاہ کرتا ہے، تاکہ وہ اپنے آئینی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ملک کی فلاح میں حصہ لیں۔ شہریوں کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آئین کے تحت ان کے کیا حقوق ہیں اور ان کے کیے گئے اقدامات کس حد تک آئین کے مطابق ہیں۔

8) **ملک کی ترقی میں معاونت :** آئین ریاست کے مختلف اداروں کے ساتھ تعاون کی فضا پیدا کرتا ہے تاکہ ملک کی معاشی، سماجی اور ثقافتی ترقی کو ایک منظم انداز میں آگے بڑھایا جا سکے۔ آئین کی بدولت حکومت کو ترقیاتی منصوبوں کے لیے حکمت عملی بنانے، وسائل کی تقسیم کرنے اور عوام کے فلاحی کاموں کو بڑھانے کی آزادی حاصل ہوتی ہے۔

آئین ہماری زندگی کا حصہ ہے کیونکہ یہ صرف ہمارے حقوق کا تحفظ نہیں کرتا بلکہ ہمارے ملک کی سالمیت اور ترقی کی بنیاد بھی ہے۔ جب ہم آئین کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور اس کے مطابق زندگی گزارتے ہیں تو ہم ایک مضبوط، جمہوری اور انصاف پسند معاشرہ قائم کر سکتے ہیں۔

2. آئین کو سمجھنے اور اس کی حفاظت کرنے کی اہمیت

آئین کو سمجھنا اور اس کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ آئین ملک کے استحکام، انصاف، اور جمہوریت کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اگر شہری آئین کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کے تحفظ کے لیے سرگرم رہیں، تو وہ نہ صرف اپنے حقوق کا بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں بلکہ ملک میں انصاف اور قانون کی حکمرانی کو بھی مضبوط کر سکتے ہیں۔ آئین کا تحفظ اور اس کی صحیح تشریح ملک کی ترقی، امن، اور ہم آہنگی کے لیے ضروری ہیں۔

1) **حقوق کا صحیح استفادہ :** آئین کا مقصد شہریوں کو ان کے حقوق فراہم کرنا ہے، اور اگر لوگ آئین کو سمجھیں گے تو وہ اپنے حقوق کا مکمل فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ آئین میں دیے گئے بنیادی حقوق، جیسے آزادی، مساوات، اور تحفظ، کی سمجھ بوجھ سے شہری اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کر سکتے ہیں اور کسی بھی غیر آئینی عمل کے خلاف مزاحمت کر سکتے ہیں۔

2) **آئینی اقدار کا تحفظ:** آئین کی روح میں جمہوریت، آزادی، اور انصاف شامل ہیں۔ اگر شہری آئین کی اصل روح کو سمجھیں اور اس کی حفاظت کریں، تو وہ ان اقدار کو محفوظ رکھ سکیں گے جو ملک کی ترقی اور فلاح کے لیے ضروری ہیں۔ آئین کا دفاع کرنا ان اصولوں کا دفاع کرنا ہے جو معاشرتی ہم آہنگی اور قانون کی حکمرانی کو برقرار رکھتے ہیں۔

3) **قانونی تحفظ کی اہمیت :** آئین کا مقصد حکومت اور اس کے اداروں کو محدود کرنا ہے تاکہ وہ طاقت کا غلط استعمال نہ کریں۔ اگر شہری آئین کو سمجھیں گے تو وہ اس بات کی نگرانی کر سکیں گے کہ حکومت اپنے اختیارات کے اندر رہ کر کام کرے۔ آئین کی حفاظت اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ حکومت کے کسی بھی ادارے کو آمرانہ اقدامات کرنے کا موقع نہ ملے۔

4) **سماجی انصاف کا فروغ :** آئین میں مختلف طبقات کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے، جیسے اقلیتی گروپوں، خواتین، دلتوں اور پسماندہ طبقات کے حقوق۔ آئین کو سمجھ کر شہری ان طبقات کے حقوق کے دفاع میں آواز اٹھا سکتے ہیں، اور ان کے حقوق کی خلاف ورزی کے خلاف آئینی طریقے سے اقدامات کر سکتے ہیں۔ آئین کی حفاظت سماجی انصاف کو فروغ دینے کے لیے ضروری ہے۔

5) **جمہوری نظام کا استحکام :** آئین جمہوریت کی بنیاد ہے، اور اس کی حفاظت جمہوریت کے استحکام کے لیے ضروری ہے۔ اگر شہری آئین کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں، تو وہ جمہوری اداروں کے تحفظ میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ آئین کے تحت انتخابات، حقوق، اور حکومت کے طریقہ کار کا احترام کرنا جمہوریت کی مضبوطی کے لیے ضروری ہے۔

6) **آئینی تشریح اور اس کی رہنمائی :** آئین کی صحیح تشریح کرنا ضروری ہے تاکہ اس کی روح کو محفوظ رکھا جا سکے اور اس کے مطابق حکومت کی کارروائیاں انجام دی جا سکیں۔ اگر شہری آئین کو سمجھیں اور اس کی تشریح پر عمل کریں تو وہ حکومت کی جانب سے کسی بھی غلط اقدام کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور آئین کی محافظت میں مدد کر سکتے ہیں۔

7) **امن و امان کی برقراری :** آئین کے تحفظ سے معاشرتی امن برقرار رہتا ہے۔ اگر ہر فرد آئین کی اہمیت کو سمجھے اور اس کے مطابق عمل کرے، تو وہ ملک میں امن، سکون، اور استحکام کو فروغ دے سکتا ہے۔ آئین کی حفاظت کا مطلب ہے کہ ملک میں قانون اور انصاف کی حکمرانی کو یقینی بنایا جائے۔

8) **شہریوں کی ذمہ داری :** آئین کو سمجھنا اور اس کی حفاظت کرنا ہر شہری کی ذمہ داری ہے۔ یہ ایک قومی فریضہ ہے جس کے ذریعے فرد اور ریاست کے درمیان تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ جب شہری آئین کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور اس کی حفاظت کے لیے قدم اٹھاتے ہیں، تو وہ اپنے ملک کی ترقی اور خوشحالی میں حصہ ڈالتے ہیں۔

آئین کو سمجھنا اور اس کی حفاظت کرنا صرف ایک قانونی تقاضا نہیں ہے، بلکہ یہ ہر شہری کا اخلاقی فرض بھی ہے۔ یہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ ملک میں قانون کی حکمرانی رہے، حقوق محفوظ ہوں، اور جمہوریت مضبوط ہو۔ جب ہم آئین کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور اس کا تحفظ کرتے ہیں تو ہم اپنے ملک کی ترقی کی بنیاد مضبوط بناتے ہیں اور ایک انصاف پسند معاشرے کی تعمیر میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

ضمیمہ

1. آئین کے ابواب، اہم دفعات اور شیڈیولز کی تفصیل

2. اہم آئینی اصطلاحات کی لغت

3. مزید مطالعہ کے لیے کتابیں اور وسائل .

4. آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

5. وقف بورڈ

ضمیمہ

1. آئین کے ابواب، اہم دفعات اور شیڈیولز کی تفصیل

ہندوستان کا آئین 26 جنوری 1950 کو نافذ ہوا۔ اس وقت آئین میں 395 دفعات، 22 ابواب، اور 8 شیڈیولز شامل تھے۔ آئین کو مختلف اوقات میں ترامیم اور تبدیلیوں کے ذریعے جدید دور کی ضروریات کے مطابق ڈھالا گیا۔

آج (2026) میں، آئین ہند میں 448 دفعات، 25 ابواب، اور 12 شیڈیولز موجود ہیں۔ ان ترامیم کی وجہ سے آئین کا دائرہ وسیع ہوا اور اس میں مختلف شعبوں کی تفصیلات شامل کی گئیں تاکہ ملک کی سیاسی، سماجی، اور اقتصادی ضروریات کو بہتر طریقے سے پورا کیا جا سکے۔

یہ تبدیلیاں آئین کی لچک اور ترقی پذیر ملک کے تقاضوں کے مطابق ہیں، تاکہ ہندوستان کے آئین کی ساخت اور اس کے اصول عوامی مفاد میں مضبوط اور ہم آہنگ رہیں۔

(1) ابواب (Parts)

آئین کے ابواب (Parts) دراصل آئین کی تنظیم کا ایک اہم جزو ہیں، جو آئین کی مختلف دفعات (Articles) کو مخصوص موضوعات یا اقسام کے تحت مرتب کرتے ہیں۔ یہ ابواب آئین کی مختلف خصوصیات اور اصولوں کو منظم طریقے سے پیش کرتے ہیں، تاکہ آئین کو سمجھنے اور اس پر عمل درآمد کرنے میں آسانی ہو۔ ہر باب ایک مخصوص قانونی یا انتظامی شعبہ کی تفصیل پیش کرتا ہے، اور یہ آئین کے مختلف پہلوؤں جیسے حکومت کا ڈھانچہ، شہریوں کے حقوق، حکومتی اختیارات، اور دیگر اہم موضوعات پر روشنی ڈالتا ہے۔

1. Part I: The Union and Its Territory

اس باب میں ہندوستان کی سرحدیں، اس کے صوبے، اور اس کی تنظیم کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں آئین کے تحت مرکزی حکومت کے دائرہ اختیار کی وضاحت کی گئی ہے۔

2. Part II: Citizenship

اس باب میں ہندوستانی شہریت حاصل کرنے کے طریقہ کار اور شہریت کے حقوق اور ذمہ داریوں کی تفصیل دی گئی ہے۔

3. Part III: Fundamental Rights

یہ باب ہندوستان کے شہریوں کے بنیادی حقوق سے متعلق ہے، جیسے مساوات، آزادی، اور تحفظ کے حقوق۔ اس میں ان حقوق کے تحفظ کی وضاحت کی گئی ہے، جن کی خلاف ورزی پر عدلیہ شہریوں کو انصاف فراہم کرتا ہے۔

4. Part IV: Directive Principles of State Policy

اس باب میں ریاست کو ان رہنمائی اصولوں کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو سماجی انصاف، اقتصادی ترقی، اور عوام کی فلاح کے لیے ہیں۔ یہ اصول عدالتی طور پر ناقابلِ نفاذ (Non-justiciable) ہوتے ہیں، یعنی ان کے نفاذ کے لیے عدالت کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا جا سکتا، لیکن یہ حکومت کے پالیسی فیصلوں کی بنیادی رہنمائی کرتے ہیں۔

5. Part IV-A: Fundamental Duties

اس میں شہریوں کے فرائض کو واضح کیا گیا ہے، جو آئین کے مطابق قوم اور ریاست کے ساتھ تعلقات میں ایمانداری اور ذمہ داری کا تقاضا کرتے ہیں۔

6. Part V: The Union

اس باب میں مرکزی حکومت کی ساخت کی تفصیل دی گئی ہے، جس میں صدر کی ذمہ داریاں، مرکزی وزیر اعظم، کابینہ، اور پارلیمنٹ (لوک سبھا اور راجیہ سبھا) کے اختیارات شامل ہیں۔

7. Part VI: The States

اس میں ریاستی حکومتوں کا انتظام، ریاستی گورنر، وزیرِ اعلیٰ، اور ریاستی اسمبلی کے اختیارات کی وضاحت کی گئی ہے۔

8. Part VII: The States in Part B of the First Schedule

یہ باب ریاستوں کے مخصوص انتظامات کے بارے میں تھا، لیکن موجودہ دور میں اس کا اثر نہیں رہا۔

9. Part VIII: The Union Territories

اس میں مرکزی زیر انتظام علاقوں (یعنی یونین ٹیریٹریز) کی تفصیل اور ان کے انتظامی ڈھانچے کی وضاحت کی گئی ہے۔

10. Part IX: Panchayats

اس باب میں پنچایت راج کے اصولوں کی وضاحت کی گئی ہے اور مقامی حکومت کے اختیار کو مضبوط کرنے کے لیے اصول دیے گئے ہیں۔

11. Part IX-A: Municipalities

اس میں میونسپلٹیوں کے کام، تنظیم اور ان کے اختیارات کا ذکر کیا گیا ہے۔

12. Part X: The Scheduled Areas and Tribal Areas

اس باب میں قبائلی علاقوں کی تنظیم، ان کے حقوق اور آئین کے تحت خصوصی تحفظات کی تفصیل دی گئی ہے۔

13. Part XI: Relations between the Union and the States

اس میں مرکز اور ریاستوں کے درمیان اختیارات کی تقسیم، ان کے تعلقات، اور ریاستوں کی قانون سازی کی حدود کی وضاحت کی گئی ہے۔

14. Part XII: Finance, Property, Contracts, and Suits

اس میں مالی معاملات، جائیداد، معاہدے، اور عدالتوں میں مقدمات کی تفصیل دی گئی ہے، جو ریاستوں اور مرکز کے درمیان مسائل کی وضاحت کرتا ہے۔

15. Part XIII: Trade, Commerce, and Intercourse within the Territory of India

اس باب میں ہندوستان کے اندر تجارت اور نقل و حرکت کے ضوابط اور قواعد کی وضاحت کی گئی ہے۔

16. Part XIV: Services under the Union and the States

اس میں سرکاری ملازمین کے حقوق، ان کی بھرتی، اور ان کے اختیارات کی تفصیل ہے جو مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے تحت کام کرتے ہیں۔

17. Part XIV-A: Tribunals

اس میں مختلف ٹربیونلز کے قیام اور ان کے اختیارات کی وضاحت کی گئی ہے۔

18. Part XV: Elections

اس باب میں ہندوستان کے انتخابی عمل اور الیکشن کمیشن کے کردار کی تفصیل ہے، جیسے انتخابات کی تنظیم اور ضوابط۔

19. Part XVI: Special Provisions Relating to Certain Classes

اس میں دلتوں، قبائلیوں اور دیگر پسماندہ طبقات کے لیے مخصوص آئینی دفعات اور تحفظات کا ذکر کیا گیا ہے۔

20. Part XVII: Official Language of the Republic of India

اس میں ہندوستان کی سرکاری زبانوں کے بارے میں تفصیل دی گئی ہے، اور اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ ان زبانوں کا استعمال کس طرح کیا جائے گا۔

21. Part XVIII: Emergency Provisions

اس میں ہنگامی حالات میں آئین کی مختلف دفعات کی معطلی اور اس کے تحت مرکزی حکومت کو خصوصی اختیارات دینے کی وضاحت کی گئی ہے۔

22. Part XIX: Miscellaneous Provisions

اس میں آئین کی مختلف متفرق دفعات ہیں، جن میں ریاستوں اور مرکز کے تعلقات، مخصوص قومی اداروں کے قیام، اور دیگر قانونی ضوابط شامل ہیں۔

23. Part XX: Amendment of the Constitution

اس میں آئین میں ترامیم کرنے کے عمل کی وضاحت کی گئی ہے اور ان ترامیم کے طریقہ کار کو بیان کیا گیا ہے۔

24. Part XXI: Temporary, Transitional, and special Provisions

اس باب میں آئین میں کچھ خصوصی دفعات ہیں جو عارضی، عبوری اور خاص حالات سے متعلق ہیں۔

25. Part XXII: Short Title, Commencement, and Repeals

اس میں آئین کی ابتدائی دفعات کا ذکر ہے، جیسے آئین کے نفاذ کا آغاز اور سابقہ قوانین کی منسوخی کی تفصیل۔

یہ 25 ابواب ہندوستان کے آئین کی تفصیل فراہم کرتے ہیں اور ان میں آئین کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی گئی ہے، جیسے حکومت کا ڈھانچہ، شہریوں کے حقوق، ریاستی پالیسی کے اصول، اور آئین کی ترمیم کا عمل۔

(2) دفعات (Articles)

آرٹیکلز آئین کی وہ دفعات ہیں جو آئین کے مختلف اصولوں، حقوق، اور طریقہ کار کو وضاحت سے بیان کرتی ہیں۔ یہ آئین کی بنیاد ہوتی ہیں اور اس کے تمام احکام، ضوابط، اور قوانین کا تعین کرتی ہیں۔ ہر آرٹیکل کسی خاص موضوع پر روشنی ڈالتا ہے اور آئین کی مخصوص دفعات یا قوانین کے نفاذ کو یقینی بناتا ہے۔

ہندوستان کے آئین کے اہم آرٹیکلز کی تفصیل:

آرٹیکل 1: ہندوستان کی سرحدوں کی تعریف: یہ آرٹیکل ہندوستان کی سرحدوں اور ریاستوں کے حدود کی وضاحت کرتا ہے۔ اس میں ہندوستان کے علاقے کو ایک وفاقی ملک کی حیثیت سے متعین کیا گیا ہے اور اسے ایک مکمل ملک کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔

آرٹیکل 14: مساوات کا حق: یہ آرٹیکل تمام شہریوں کو قانون کے سامنے مساوات کا حق دیتا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ ریاست کسی بھی شخص کو بلاوجہ امتیاز کا شکار نہیں کرے گی۔

آرٹیکل 19: آزادی کا حق: اس آرٹیکل میں شہریوں کو چھ بنیادی آزادیاں دی گئی ہیں، جن میں اظہارِ رائے، پرامن اور بغیر ہتھیار کے اجتماع، یونین یا تنظیم بنانے، ہندوستان بھر میں آزادانہ نقل و حرکت، کسی بھی حصے میں رہنے اور کوئی بھی پیشہ یا کاروبار اختیار کرنے کی آزادی شامل ہے۔ (یاد رہے کہ مذہبی آزادی آرٹیکل 25 سے 28 میں ہے)

آرٹیکل 21: زندگی اور ذاتی آزادی کا حق: یہ آرٹیکل شہریوں کو زندگی اور ذاتی آزادی کا حق دیتا ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ کسی بھی شخص کو اس کی زندگی یا آزادی سے بے گناہ محروم نہیں کیا جا سکتا، سوائے قانون کے مطابق۔

آرٹیکل 32: آئینی علاج کا حق: یہ آرٹیکل شہریوں کو آئین کے تحت حقوق کی حفاظت کے لیے عدالت سے رجوع کرنے کا حق دیتا ہے۔ اس آرٹیکل کے تحت، سپریم کورٹ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کی صورت میں شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔

آرٹیکل 50: عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی: ریاستی پالیسی کے اس رہنمائی اصول کے تحت ریاست کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ وہ ملک کی پبلک سروسز میں عدلیہ (Judiciary) کو انتظامیہ (Executive) سے الگ رکھنے کے لیے اقدامات کرے۔

آرٹیکل 76: اٹارنی جنرل کا کردار: یہ آرٹیکل اٹارنی جنرل (حکومت کا قانونی مشیر) کی تقرری اور اس کے اختیارات کی وضاحت کرتا ہے۔ یہ اٹارنی جنرل کو مرکزی حکومت کی طرف سے قانونی مشورہ دینے کا اختیار دیتا ہے۔

آرٹیکل 368: آئین میں ترمیم: یہ آرٹیکل آئین میں ترمیم کے عمل کو بیان کرتا ہے۔ اس کے تحت، پارلیمنٹ آئین میں تبدیلیاں کر سکتی ہے، لیکن اس میں ایک مخصوص طریقہ کار کی ضرورت ہوتی ہے۔

آرٹیکل 352: قومی ایمرجنسی (National Emergency): جنگ، بیرونی حملے، یا مسلح بغاوت (Armed Rebellion) کی صورت میں صدرِ جمہوریہ پورے ملک یا اس کے کسی حصے میں قومی ایمرجنسی نافذ کر سکتے ہیں۔ اس دوران مرکز کے اختیارات بے حد بڑھ جاتے ہیں اور شہریوں کے بعض بنیادی حقوق معطل ہو جاتے ہیں۔

آرٹیکل 356: صدر راج (President's Rule / ریاستی ایمرجنسی): اگر کسی ریاست کا گورنر یہ رپورٹ دے کہ وہاں کی حکومت آئین کے مطابق کام کرنے میں ناکام ہو گئی ہے، تو صدرِ جمہوریہ اس ریاست میں صدر راج نافذ کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں ریاستی حکومت معطل ہو جاتی ہے اور ریاست کا کنٹرول براہِ راست مرکزی حکومت کے ہاتھ میں آ جاتا ہے۔

آرٹیکل 360: مالیاتی ایمرجنسی (Financial Emergency): اگر صدرِ جمہوریہ کو یقین ہو جائے کہ ملک یا اس کے کسی حصے کا مالیاتی استحکام (Financial Stability) یا ساکھ خطرے میں ہے، تو وہ مالیاتی ایمرجنسی کا اعلان کر سکتے ہیں۔ اس دوران سرکاری ملازمین اور ججوں کی تنخواہوں میں کٹوتی کی جا سکتی ہے (یاد رہے کہ ہندوستان کی تاریخ میں اب تک کبھی بھی مالیاتی ایمرجنسی نافذ نہیں کی گئی)۔

آرٹیکل 265: قانون کے بغیر ٹیکس پر پابندی: اس آرٹیکل کے تحت یہ واضح کیا گیا ہے کہ کوئی بھی ٹیکس صرف اور صرف قانون کے اختیار (Authority of Law) کے ذریعے ہی عائد یا وصول کیا جا سکتا ہے، اس کے بغیر نہیں۔

یہ آرٹیکلز آئین کی اساس ہوتے ہیں اور ان کے ذریعے مختلف حقوق، طریقہ کار، اور اصولوں کو نافذ کیا جاتا ہے۔ ہر آرٹیکل ایک خاص قانون یا اصول کو وضاحت سے بیان کرتا ہے جو کہ ہندوستان کے آئینی نظام کی بنیاد کو مضبوط کرتا ہے۔

(3) شیڈولز (schedules)

شیڈولز آئین کے ان حصوں کو کہتے ہیں جو مخصوص تفصیلات، قوانین، یا ضوابط فراہم کرتے ہیں۔ یہ آئین کا حصہ ہوتے ہیں اور آئین کے مختلف اصولوں اور دفعات کی وضاحت کے لیے شامل کیے گئے ہیں۔ ہر شیڈول کسی خاص موضوع یا معاملے کی تفصیل دیتا ہے اور اس کے ذریعے آئین میں درج اہم نکات کی عملی تفصیل فراہم کی جاتی ہے۔

ہندوستان کے آئین کے 12 شیڈولز:

Schedule 1: The States and the Union Territories

بھارت کی تمام ریاستوں اور یونین ٹیریٹریز (مرکزی زیر انتظام علاقوں) کے ناموں اور ان کی حدود کا تعین کرتا ہے۔ اگر کسی ریاست یا یونین ٹیریٹری کے نام یا سرحد میں تبدیلی کرنی ہو تو اسی شیڈول میں ترمیم کی جاتی ہے۔

Schedule 2: Emoluments, Allowances and Privileges of the President, Governors, .Speaker, Judges etc

صدر، ریاستوں کے گورنرز، لوک سبھا اور اسمبلیوں کے اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر، راجیہ سبھا اور قانون ساز کونسلوں کے چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین، سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے ججز، اور کامپٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل (CAG) کی تنخواہیں اور مراعات متعین کرتا ہے۔ (نوٹ: اس میں نائب صدر کا ذکر بطور نائب صدر نہیں ہوتا، بلکہ انہیں راجیہ سبھا کے چیئرمین کے طور پر تنخواہ ملتی ہے)۔

Schedule 3: Forms of Oaths or Affirmations

مرکزی وزراء، پارلیمنٹ کے انتخابات کے امیدواروں، پارلیمنٹ کے ارکان (MPs)، سپریم کورٹ کے ججز، کامپٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل (CAG)، ریاستی وزراء، ریاستی اسمبلی انتخابات کے امیدواروں، اور ہائی کورٹ کے ججز کے حلف ناموں کی شکلیں فراہم کرتا ہے۔ (نوٹ: صدر، نائب صدر، اور گورنرز کے حلف اس شیڈول میں نہیں ہیں، ان کے حلف بالترتیب آئین کے آرٹیکل 60، 69، اور 159 میں درج ہیں)۔

Schedule 4: Allocation of Seats in the Council of States (Rajya Sabha)

راجیہ سبھا (Upper House of Parliament) میں مختلف ریاستوں اور یونین ٹیریٹریز کو سیٹوں کی تقسیم بتاتا ہے۔ یہ تقسیم آبادی کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

Schedule 5: Provisions as to the Administration and Control of Scheduled Areas and Scheduled Tribes

وہ علاقے جو Scheduled Areas کہلاتے ہیں (جن میں قبائلی آبادی زیادہ ہے) ان کے انتظام، ترقی، اور قبائلیوں کے حقوق کے تحفظ سے متعلق اصول طے کرتا ہے۔ گورنر کو خصوصی اختیارات دیے جاتے ہیں۔

Schedule 6: Provisions as to the Administration of Tribal Areas in the States of Assam, Meghalaya, Tripura and Mizoram

خاص طور پر آسام، میگھالیہ، تریپورہ، اور میزورم میں واقع قبائلی علاقوں کے لیے خود مختار ضلعی کونسلز (Autonomous District Councils) کے قیام اور ان کے اختیارات کو بیان کرتا ہے۔ یہ کونسلز قانون سازی، عدلیہ، اور محصولات کے متعلق محدود اختیارات رکھتی ہیں۔

Schedule 7: Division of Powers Between the Union and the States

مرکزی، ریاستی، اور مشترکہ اختیارات کو تین فہرستوں میں تقسیم کرتا ہے:

Union List: صرف پارلیمنٹ قانون بنا سکتی ہے۔

State List: صرف ریاستیں قانون بنا سکتی ہیں۔

Concurrent List: دونوں قانون بنا سکتے ہیں، لیکن ٹکراؤ کی صورت میں مرکزی قانون غالب ہوگا۔

Schedule 8: The Official Languages

بھارت کی سرکاری سطح پر تسلیم شدہ 22 زبانوں کی فہرست دیتا ہے۔ ابتدا میں 14 زبانیں تھیں، لیکن بعد میں ترمیمات کے ذریعے 22 ہو گئیں۔ یہ زبانیں بنیادی طور پر ریاستوں کی سرکاری زبانوں کے انتخاب اور ملک کی ثقافتی و ادبی ترقی کے لیے ہیں (مرکزی حکومت کے اپنے دفتری کاموں کے لیے ہندی اور انگریزی کا استعمال ہوتا ہے)۔

Schedule 9: Validation of Certain Acts and Regulations

ایسے قوانین کی فہرست فراہم کرتا ہے جو بنیادی حقوق سے متصادم ہو سکتے ہیں، لیکن پھر بھی انہیں عدالتی چیلنج سے محفوظ رکھنے کے لیے شامل کیا گیا تھا۔ زمین اصلاحات اور سوشلسٹ نوعیت کے قوانین کو اس میں شامل کیا گیا تھا اور اسے پہلی بار 1951 میں شامل کیا گیا تھا۔ (اہم تصحیح: سپریم کورٹ کے 2007 کے فیصلے کے بعد اب اس شیڈول کے قوانین کا بھی عدالتی جائزہ ہو سکتا ہے، اگر وہ آئین کے بنیادی ڈھانچے کو نقصان پہنچائیں)۔

Schedule 10: Provisions as to Disqualification on Ground of Defection

پارٹی بدلنے (Defection) یا پارٹی کے خلاف کام کرنے والے ارکان پارلیمنٹ یا اسمبلی کو نااہل قرار دینے کے اصول فراہم کرتا ہے۔ 52ویں آئینی ترمیم (1985) کے تحت شامل کیا گیا۔

Schedule 11: The Panchayats

دیہی علاقوں میں مقامی حکومتوں یعنی پنچایتوں کے اختیارات، کام، اور ڈھانچے کی وضاحت کرتا ہے۔ 73ویں آئینی ترمیم (1992) کے ذریعے شامل کیا گیا۔ اس میں 29 موضوعات کی فہرست دی گئی ہے جن پر پنچایتیں کام کر سکتی ہیں۔

Schedule 12: The Municipalities

شہری علاقوں کی مقامی حکومتوں یعنی میونسپلٹیوں کے قیام، ساخت، اختیارات، اور ذمہ داریوں کی تفصیل فراہم کرتا ہے۔ 74ویں آئینی ترمیم (1992) کے ذریعے شامل کیا گیا۔ اس میں 18 موضوعات کی فہرست دی گئی ہے، جیسے شہری منصوبہ بندی، پانی کی فراہمی، صفائی، ٹرانسپورٹ، تعلیم وغیرہ۔

یہ تمام شیڈولز آئین کا حصہ ہیں اور ان کا مقصد ہندوستان کے آئینی نظام کو بہتر اور موثر بنانا ہے۔ ہر شیڈول اپنے خاص موضوع کے تحت آئین کی مختلف دفعات کی وضاحت اور عملداری کو یقینی بناتا ہے۔

2. اہم آئینی اصطلاحات کی لغت

1. **آئین (Constitution)**: یہ ایک قانونی دستاویز ہے جو ملک کے حکومتی ڈھانچے، شہریوں کے حقوق، اور حکومت کے کاموں کے اصولوں کو مرتب کرتی ہے۔ آئین ایک ملک کی سیاسی زندگی کی بنیاد ہے۔

2. **پریامبل (Preamble)**: آئین کا ابتدائی حصہ جس میں اس کے مقاصد اور اہمیت کا بیان کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کے آئین کی پریامبل میں انصاف (سماجی، معاشی اور سیاسی)، آزادی، مساوات، اور بھائی چارے جیسے اہم اقدار کی عکاسی کی گئی ہے۔

3. **بنیادی حقوق (Fundamental Rights)**: آئین میں شہریوں کے حق میں درج حقوق جو انہیں ریاستی اداروں کے غیر آئینی عمل سے تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ ہندوستان میں یہ حقوق آرٹیکلز 12 سے 35 تک شامل ہیں۔

4. **ریاستی پالیسی کے ہدایت کار اصول (Directive Principles of State Policy)**: یہ اصول آئین میں بیان کیے گئے ہیں جن کا مقصد حکومت کو سماجی، معاشی، اور ثقافتی انصاف فراہم کرنے کی رہنمائی کرنا ہے۔ یہ ہدایات قانونی طور پر لازمی نہیں ہیں لیکن یہ حکومت کے پالیسی فیصلوں کو متاثر کرتی ہیں۔

5. **رٹ (Writ)**: رٹ ایک قانونی حکم ہے جو عدالت کسی فرد یا ادارے کو کسی خاص عمل یا حکم کی پابندی کرنے یا کسی عمل کو روکنے کے لیے جاری کرتی ہے۔ ہندوستان میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹس کو رٹ جاری کرنے کا اختیار ہے۔ رٹس کی مختلف اقسام ہیں:

1) ہبیس کارپس (Habeas Corpus): یہ رٹ کسی شخص کو غیر قانونی طور پر قید کرنے کے خلاف جاری کی جاتی ہے۔

2) منڈمس (Mandamus): یہ رٹ کسی حکومتی ادارے یا افسر کو ان کے قانونی فرائض کو پورا کرنے کے لیے جاری کی جاتی ہے۔

3) پروہبیشن (Prohibition): یہ رٹ کسی عدالت یا حکومتی ادارے کو کسی غیر آئینی عمل سے روکنے کے لیے جاری کی جاتی ہے۔

4) سرشیورَیری (Certiorari): یہ رٹ کسی نیچے کی عدالت یا ادارے سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنا فیصلہ واپس لے یا اس پر نظرثانی کرے۔

5) کویو وارانٹو (Quo Warranto): یہ رٹ کسی فرد کے اختیارات یا عہدے کی قانونی حیثیت پر سوال اٹھانے کے لیے جاری کی جاتی ہے۔

6. **جمہوریت (Democracy)**: ایک حکومتی نظام جہاں عوام اپنے نمائندوں کو منتخب کر کے حکومت کو چلانے کا اختیار دیتے ہیں۔ ہندوستان میں جمہوریت کا اصول آئین کے تحت مضبوط کیا گیا ہے۔

7. **سیکولرازم (Secularism)**:ایک اصول جس کے تحت ریاست کا اپنا کوئی سرکاری مذہب نہیں ہوتا اور وہ تمام مذاہب کے ساتھ یکساں سلوک کرتی ہے۔ ہندوستان کے آئین کی تمہید (Preamble)میں اسے 42ویں ترمیم (1976) کے ذریعے واضح طور پر شامل کیا گیا ہے۔

8. **آرٹیکل (Article)**: آئین میں موجود مخصوص دفعات یا مواد کو آرٹیکل کہا جاتا ہے۔ ہندوستان کے آئین میں مختلف آرٹیکلز ہیں جو مختلف حقوق، فرائض، اور حکومت کے اختیارات کا تعین کرتے ہیں۔

9. **آئینی علاج (Constitutional Remedies)**: یہ وہ حقوق اور اقدامات ہیں جو شہری آئین کی خلاف ورزی کی صورت میں اپنے حقوق کی حفاظت کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ آرٹیکل 32 اور 226 میں آئینی علاج کے طریقے درج ہیں۔

10. **عدلیہ (Judiciary)**: وہ ادارہ جو آئین کی تشریح کرتا ہے اور قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں انصاف فراہم کرتا ہے۔ ہندوستان میں عدلیہ کی آزادی کو آئین کے ذریعے محفوظ کیا گیا ہے۔

11. **انتخابی عمل (Electoral Process)**: یہ وہ طریقہ کار ہے جس کے ذریعے عوام اپنے نمائندوں کو منتخب کرتے ہیں۔ انتخابی عمل میں ووٹنگ، انتخابی حلقے، اور امیدواروں کا انتخاب شامل ہے۔

12. **مساوات (Equality)**: آئین میں درج اصول کے مطابق، تمام شہریوں کو قانون کے سامنے مساوی سلوک ملنا چاہیے۔ ہندوستان میں مساوات کے حق کی ضمانت آرٹیکل 14 میں دی گئی ہے۔

13. **قومی پرچم (National Flag)**: ہندوستان کا قومی پرچم اس ملک کی شناخت کا نمائندہ ہے اور اس کا احترام آئین میں لازمی قرار دیا گیا ہے۔

14. **آئین کا تحفظ (Protection of the Constitution)**: یہ اصول آئین کی حفاظت اور اس کی خلاف ورزی کو روکنے کے لیے حکومتی اداروں اور شہریوں کی ذمہ داریوں کو بیان کرتا ہے۔

3. مزید مطالعہ کے لیے کتابیں اور وسائل

ہندی کتابیں:

1. "हमारा संविधान"

مصنف: سبھاش کشیپ

سبھاش کشیپ ہندوستانی آئین کے ایک معروف محقق اور تجزیہ کار ہیں۔ انہوں نے ہندوستانی آئین کی تفصیل کو عام فہم انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ ہر شخص اسے سمجھ سکے۔ ان کی یہ کتاب ہندوستان کے آئین کی تمام اہم شقوں، آئین کی اہمیت، اور اس کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کرتی ہے۔

یہ کتاب آئین کے ابتدائی فہم کے لیے انتہائی مفید ہے اور اس میں آئین کے مختلف حقوق، عدلیہ کے کردار، اور آئینی ڈھانچے پر تفصیل سے بات کی گئی ہے۔

کتاب میں آئین کے بنیادی اصول، اس کی تاریخ اور اس کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے، جو خاص طور پر مقابلہ جاتی امتحانات کے طلباء کے لیے ایک اہم ذریعہ ہے۔

سبھاش کشیپ کی یہ کتاب ہندی زبان میں لکھی گئی ہے، جس میں آئین کی بنیادی شقوں اور اس کے تصوراتی پس منظر کو آسان زبان میں بیان کیا گیا ہے۔

2. भारत का संविधान - एक परिचय

مصنف: ڈی ڈی باسو

ڈی ڈی باسو ہندوستانی آئین کے ایک ممتاز ماہر ہیں اور ان کا شمار ہندوستان کے آئینی قوانین کے اہم محققین میں کیا جاتا ہے۔ ان کی یہ کتاب ہندوستان کے آئین کی ایک جامع اور تفصیلی تشریح فراہم کرتی ہے۔

اس کتاب میں آئین کی تمام اہم شقوں، ترامیم اور آئینی افعال پر گہرائی سے بحث کی گئی ہے۔ ڈی ڈی باسو نے آئین کی عملی اور قانونی اہمیت کو سمجھانے کے لیے اس میں آئین کی تاریخ، تشکیل، اور آئینی اداروں کے کردار کو واضح کیا ہے۔

اس کتاب میں آئین کی مختلف شقوں کی تشریح کی گئی ہے، جیسے کہ بنیادی حقوق، ریاستی اختیارات، آئینی عدالتوں کا کردار، اور آئین میں کی جانے والی ترامیم۔

ڈی ڈی باسو کی کتاب خاص طور پر قانونی طلباء اور محققین کے لیے ایک اہم وسیلہ ہے اور آئینی قانون کے پیچیدہ تصورات کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔

انگریزی کتابیں:

1. **"Introduction to the Constitution of India"**

مصنف: ڈی ڈی بسو

یہ کتاب ہندوستان کے آئین کا جامع تعارف فراہم کرتی ہے، جس میں آئین کی تشکیل، اس کی خصوصیات اور بنیادی اصول شامل ہیں۔

2. **"The Constitution of India"**

مصنف: پی ایم بکشی

یہ کتاب ہندوستان کے آئین کی ایک تفصیلی اور جامع تشریح فراہم کرتی ہے، جس میں اس کی تاریخ، تشکیل، اور مختلف دفعات کی وضاحت کی گئی ہے۔

3. **"Indian Polity"**

مصنف: ایم لکشمی کانت

ایک مشہور کتاب جو آئین کے تمام اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے، خاص طور پر ہندوستانی حکومت کے ساختی پہلو پر۔

4. **"Constitutional Law of India"**

مصنف: ڈاکٹر جے این پانڈے

آئین کی قانونی تشریح اور اس کے مختلف اجزاء پر ایک تفصیلی کتاب جو آئین کو سمجھنے کے لیے اہم ہے۔

آن لائن وسائل:

1. **"Constitution of India – CLPR Archive"**

یہ ایک نجی لیکن انتہائی معتبر اور مستند ڈیجیٹل پورٹل ہے۔ یہاں آئین ساز اسمبلی کے مباحثوں (Constituent Assembly Debates)، آئین کی تاریخ، اور ہر آرٹیکل کے ارتقاء (Evolution) کی مکمل اور گہری معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ یہ آئینی تحقیق کے لیے ایک بہترین علمی ذریعہ ہے۔

ویب سائٹ: https://www.constitutionofindia.net

2. "Legislative Department – Government of India Website"

یہ حکومتِ ہند کی اصل سرکاری ویب سائٹ ہے جہاں سے آئین کی اصل اور تازہ ترین دستاویزی فائلیں ڈاؤن لوڈ کی جا سکتی ہیں اور ہر آرٹیکل کی مکمل سرکاری تفصیل موجود ہے۔

ویب سائٹ: legislative.gov.in

3. "National Portal of India – Constitutional Framework"

حکومت کی ویب سائٹ پر آئین کی بنیادی خصوصیات اور دفعات کے بارے میں معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔

دیگر وسائل:

1. **یوٹیوب پر ویڈیوز:** بہت سے یوٹیوب چینلز ہندوستانی آئین کے بارے میں ویڈیوز فراہم کرتے ہیں، جیسے "Unacademy" اور "Study IQ" جو آئین کی مختلف شقوں اور ان کے عملی اطلاق کی وضاحت کرتے ہیں۔

2. **MOOC کورسز:** بہت سے آن لائن کورسز ہندوستان کے آئین پر دستیاب ہیں، جنہیں "SWAYAM" اور "Coursera" جیسے پلیٹ فارمز پر فری یا سبسکرپشن کی بنیاد پر مکمل کیا جا سکتا ہے۔

4. آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

پس منظر اور قیام

بھارت میں یکساں سول کوڈ کے نفاذ کی کوششوں کے نتیجے میں 1972ء میں ایک قانونی بحران پیدا ہوا۔ اس وقت کے وزیر قانون ایچ آر گوکھلے نے ایک بل پارلیمنٹ میں پیش کیا، جس کی رو سے لے پالک (منہ بولے بیٹے) کو سگے بیٹے کے تمام حقوق حاصل ہو جاتے تھے۔ چونکہ یہ بل تمام مذاہب کے لیے یکساں تھا، اس لیے مسلمانوں کے مختلف حلقوں میں بے چینی پیدا ہوئی کیونکہ یہ اسلامی قانون وراثت کے خلاف تھا۔

اس مسئلے کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم، قاری محمد طیب قاسمی نے 13-14 مارچ 1972ء کو دیوبند میں اہلِ فکر کا ایک اجلاس طلب کیا، جس میں ملک بھر کے علما اور دانشور شریک ہوئے۔ اجلاس میں طے پایا کہ چونکہ مسلم عائلی قوانین کے تحفظ کی سب سے مضبوط آواز ممبئی سے اٹھ رہی ہے، اس لیے وہاں ایک نمائندہ اجلاس منعقد کیا جائے۔

چنانچہ 27-28 دسمبر 1972ء کو ممبئی میں ایک عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا، جس میں لاکھوں عوام کے ساتھ ساتھ مختلف مکاتبِ فکر کے نمائندے، بشمول دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، شیعہ، داؤدی بوہرہ، سلیمانی بوہرہ، جماعت اسلامی ہند اور جمعیت علمائے ہند کے رہنما شریک ہوئے۔ متفقہ طور پر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے قیام کا فیصلہ ہوا اور 7 اپریل 1973ء کو حیدرآباد، دکن میں اس کا باضابطہ قیام عمل میں آیا۔

ابتدائی قیادت

بورڈ کے پہلے صدر قاری محمد طیب قاسمی اور پہلے معتمد عمومی (جنرل سیکریٹری) سید منت اللہ رحمانی منتخب ہوئے۔ بعد میں بورڈ کی قیادت درج ذیل شخصیات کے سپرد رہی:

1. مولانا قاری محمد طیبؒ (1972-1983)

بورڈ کے پہلے صدر، جو دارالعلوم دیوبند کے مہتمم بھی تھے۔

2. مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (1983-1999)

معروف اسلامی مفکر، ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم، اور کئی اہم کتابوں کے مصنف۔

3. قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ (1999-2002)

معروف فقیہ اور ماہر قانون، جنہوں نے جدید قانونی مسائل پر گہری تحقیق کی۔

4. مولانا سید رابع حسنی ندویؒ (2002-2023)

ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم، طویل عرصے تک بورڈ کی قیادت کی۔

5. مولانا خالد سیف اللہ رحمانی (2023-تاحال)

موجودہ صدر، جو فقہ اسلامی، تعلیم، اور عصری مسائل پر گہری بصیرت رکھتے ہیں۔

آئینی حیثیت

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی بنیاد بھارتی آئین میں دی گئی مذہبی آزادی اور اقلیتوں کے حقوق کے اصولوں پر ہے۔ آئینِ ہند کے درج ذیل دفعات بورڈ کے قیام اور اس کے مقاصد کو تحفظ فراہم کرتے ہیں:

1. **آرٹیکل 25:** ہر شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے، اس کی تبلیغ کرنے اور اس پر عمل کرنے کا مکمل حق دیتا ہے۔
2. **آرٹیکل 26:** ہر مذہبی گروہ کو اپنے مذہبی معاملات کو خود مختاری کے ساتھ چلانے کا حق دیتا ہے۔
3. **آرٹیکل 29:** اقلیتوں کو اپنے مذہب، رسم و رواج، ثقافت، اور اداروں کو برقرار رکھنے کا مکمل اختیار دیتا ہے۔
4. **آرٹیکل 30:** مذہبی اور لسانی اقلیتوں کو اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کا انتظام چلانے کا حق فراہم کرتا ہے۔
5. **شریعت ایکٹ 1937:** شریعت ایکٹ 1937 برطانوی دور میں مسلمانوں کے عائلی قوانین کو اسلامی شریعت کے مطابق نافذ کرنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ اس کا مقصد نکاح، طلاق، وراثت، نفقہ اور دیگر ذاتی معاملات میں غیر اسلامی رسم و رواج کی مداخلت ختم کرنا تھا۔ اس قانون کے تحت عدالتوں کو پابند کیا گیا کہ وہ مسلمانوں کے ذاتی معاملات میں فیصلے اسلامی اصولوں کے مطابق کریں۔

یہ قانون آج بھی بھارت میں مسلم پرسنل لا کا بنیادی حصہ ہے، اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اس کے تحفظ کے لیے سرگرم عمل ہے۔ کئی بار اسے تبدیل کرنے کی کوششیں ہوئیں، خاص طور پر یونیفارم سول کوڈ (UCC) کے تناظر میں، مگر مسلمانوں کی مزاحمت کے باعث یہ برقرار ہے۔

ان آئینی دفعات کے مطابق، بھارت میں مسلمانوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہبی اور عائلی قوانین کی حفاظت کے لیے ایک تنظیم تشکیل دیں، جو کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی صورت میں موجود ہے۔ یہ بورڈ حکومت کے کسی بھی ایسے اقدام کی نگرانی کرتا ہے جو مسلم پرسنل لا کے خلاف ہو اور عدالتوں میں اس کی وکالت کرتا ہے۔

مقاصد اور اہداف

مسلم پرسنل لا بورڈ کا بنیادی مقصد بھارت میں مسلم عائلی قوانین کا تحفظ اور شریعت ایکٹ (1937ء) کے نفاذ کو یقینی بنانا تھا۔ اس کے لیے درج ذیل اقدامات پر توجہ دی گئی:

1. مسلم پرسنل لا کے خلاف ہونے والی ہر قسم کی قانون سازی یا عدالتی فیصلوں کو ختم کرانے یا مسلمانوں کو ان سے مستثنیٰ قرار دینے کی جدوجہد کرنا۔

2. مسلمانوں میں عائلی قوانین کے بارے میں شعور بیدار کرنا اور اس سلسلے میں ضروری لٹریچر شائع کرنا۔

3. مسلم عائلی قوانین کے عملی نفاذ کے لیے جامع منصوبہ بندی تیار کرنا۔

4. مرکزی یا ریاستی حکومتوں کے نافذ کردہ قوانین اور گشتی احکامات کا تجزیہ کرنا کہ وہ مسلم پرسنل لا پر کس طرح اثر انداز ہو رہے ہیں۔

5. مسلمانوں کے مختلف فقہی مسلکوں اور فرقوں کے درمیان خیرسگالی، اخوت اور اتحاد و اتفاق کو فروغ دینا۔

6. جدید مسائل کے پیشِ نظر مسلمانوں کے مختلف فقہی مسالک کے تحقیقی مطالعے کا اہتمام کرنا اور اسلامی اصولوں پر مبنی قابلِ عمل حل تلاش کرنا۔

7. وفود کی تشکیل، سیمینار، اجتماعات اور کانفرنسوں کا انعقاد کرنا۔

8. ضرورت کے مطابق اخبارات، رسائل اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے شعور اجاگر کرنا۔

اہم خدمات اور کامیابیاں

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپنے قیام کے بعد کئی اہم مواقع پر مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کیا اور شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے مختلف اقدامات کیے۔ اس بورڈ کی خدمات اور کامیابیاں درج ذیل اہم ترین پہلوؤں میں سرفہرست ہیں:

1. لے پالک بل کی واپسی (1978ء) اور مسلمانوں کو استثنیٰ (1980ء)

1978 میں حکومت نے لے پالک بل پیش کیا جس میں منہ بولے بیٹے کو سگے بیٹے کے تمام حقوق دینے کی تجویز تھی۔ یہ بل مسلمانوں کے عائلی قوانین کے خلاف تھا۔ مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس کے خلاف تحریک چلائی، جس کے نتیجے میں 1978ء میں یہ بل واپس لے لیا گیا اور 1980ء میں مسلمانوں کو اس سے استثنیٰ دے دیا گیا۔

2. ایمرجنسی (1975ء) اور جبری نس بندی کے خلاف فتویٰ

1975 میں ایمرجنسی کے دوران جبری نس بندی کی مہم شروع کی گئی تھی۔ مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس کے خلاف فتویٰ دیا اور مسلمانوں کو اس عمل سے بچنے کی ترغیب دی۔ یہ فتویٰ ملک بھر میں اہمیت اختیار کر گیا۔

3. مذہبی مقامات کی زمین پر حکومتی قبضے کے خلاف کامیابی (1978ء)

1978 میں الہ آباد ہائی کورٹ نے حکومت کو مذہبی مقامات کی زمین قبضے میں لینے کی اجازت دی تھی۔ مسلم پرسنل لا بورڈ کی تحریک کے نتیجے میں یہ فیصلہ واپس لے لیا گیا اور مسلمان اپنے مذہبی مقامات کی حفاظت میں کامیاب ہوئے۔

4. شاہ بانو کیس (1986ء) اور مسلم مطلقہ بل

شاہ بانو کیس میں سپریم کورٹ کے 1985 کے فیصلے کے بعد آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس معاملے میں بھرپور کردار ادا کیا تھا۔ بورڈ نے اس فیصلے کی شدید مخالفت کی، کیونکہ ان کے نزدیک یہ مسلم پرسنل لا میں مداخلت تھی۔ ملک بھر میں مسلم قیادت نے احتجاج کیے، جلسے منعقد کیے، اور حکومت پر دباؤ ڈالا کہ وہ اس فیصلے کو واپس لے۔

ان ہی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ 1986 میں مسلم خواتین (تحفظ حقوقِ طلاق) ایکٹ پاس کیا گیا، جس نے شاہ بانو کیس کے فیصلے کو غیر مؤثر کر دیا۔ اس قانون کے ذریعے یہ طے کیا گیا کہ مطلقہ مسلم عورت کو عدت کے بعد شوہر کی طرف سے نفقہ نہیں ملے گا، بلکہ وہ اپنے خاندان یا وقف بورڈ سے مدد لے گی۔ اس طرح مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس وقت کامیابی حاصل کر لی تھی اور مسلم پرسنل لا کے تحت طلاق اور نان و نفقہ کا روایتی نظام برقرار رہا۔

لیکن اب، 2024 میں سپریم کورٹ نے دوبارہ وہی اصول بحال کر دیا ہے، جو شاہ بانو کیس میں طے کیا گیا تھا۔ یعنی، دفعہ 125 اب تمام خواتین پر لاگو ہوگی، بشمول مطلقہ مسلم خواتین کے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مسلم پرسنل لا بورڈ اس معاملے میں کیا قدم اٹھاتا ہے؟ آیا وہ اس فیصلے کے خلاف کوئی قانونی چارہ جوئی کرتا ہے یا کوئی نئی حکمت عملی اپناتا ہے؟ وقت ہی بتائے گا کہ بورڈ اس فیصلے پر کیا ردِ عمل دیتا ہے اور کس طرح مسلم خواتین کے حقوق اور اسلامی قوانین کے درمیان توازن قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

5. مجموعہ قوانین اسلامی کی ترتیب

مسلم پرسنل لا بورڈ نے "مجموعہ قوانین اسلامی" تیار کرایا، جس میں اسلامی عائلی قوانین کا جامع مجموعہ مرتب کیا گیا۔ یہ مجموعہ برصغیر میں فتاویٰ عالمگیری کے بعد عائلی قوانین کا ایک بڑا دستاویز ہے۔

6. ماڈل نکاح نامہ (2003ء)

2003 میں یو پی میں ایک ماڈل نکاح نامہ متعارف کرایا گیا، جس میں درج ذیل نکات شامل تھے:

1) شادی میں اسراف اور جہیز کے مطالبات کی ممانعت۔
2) مہر کی بروقت ادائیگی۔
3) زوجین کو شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد۔
4) شرعی پنچایت یا دارالقضا کے ذریعے تنازعات کے حل کی ترغیب۔
5) تین طلاق کو ایک مجلس میں دینے کی ممانعت۔

7. بابری مسجد کیس میں قانونی جدوجہد

بابری مسجد کی متنازعہ اراضی کے مسئلے میں مسلم پرسنل لا بورڈ نے مستقل فریق کی حیثیت سے عدالتوں میں مقدمہ لڑا۔ اس جدوجہد میں بورڈ نے مسلمانانِ ہند کے حقوق کا دفاع کیا اور مختلف قانونی کارروائیوں کے ذریعے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی۔

8. تعلیمی و فلاحی خدمات

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے مسلمانوں میں اپنے عائلی قوانین کے حوالے سے آگاہی پیدا کرنے کے لیے مختلف سیمینارز اور ورکشاپس کا انعقاد کیا۔

بورڈ نے مسلمانوں کے بچوں کے لیے دینی اور دنیاوی تعلیم کے حوالے سے اقدامات کیے، تاکہ نوجوان نسل کو اسلامی عائلی قوانین کے بارے میں صحیح معلومات حاصل ہو سکیں۔

9. مسلمانوں کی فقہی یکجہتی

مسلم پرسنل لا بورڈ نے مسلمانوں کے مختلف فقہی مسالک اور فرقوں کے درمیان یکجہتی کو فروغ دینے کے لیے کئی اقدامات کیے ہیں۔ اس نے مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا تاکہ وہ مسلمانوں کے مسائل کو مل کر حل کر سکیں۔

10. مختلف بلز اور قوانین پر مؤثر رائے

بورڈ نے حکومت کی طرف سے پیش کردہ مختلف بلز اور قوانین پر اپنے مؤثر رائے پیش کی۔ اس نے عدالتوں میں اور عوامی سطح پر ان بلز کے خلاف تحریکیں چلائیں اور مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کیا۔

11. شریعت کے تحفظ کے لیے مؤثر آواز

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے مسلمانوں کے عائلی قوانین، جیسے نکاح، طلاق، وراثت، اور دیگر مسائل پر ہونے والے مختلف چیلنجز کا مقابلہ کیا اور ان قوانین کے تحفظ کے لیے مختلف قانونی اقدامات کیے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپنے قیام کے بعد مسلمانوں کے حقوق کی مؤثر وکالت کی ہے اور شریعت کے تحفظ کے لیے مختلف میدانوں میں کامیاب جدوجہد کی ہے۔ یہ بورڈ آج بھی مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے کام کر رہا ہے اور اس کی خدمات بھارت میں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔

5. وقف بورڈ

تعارف، اہمیت اور قیام کی ضرورت

وقف اسلامی تہذیب اور معاشرت کا ایک نہایت اہم فلاحی ادارہ ہے، جس کا مقصد اللہ کی رضا کے لیے اپنی جائیداد یا املاک کو دائمی طور پر دینی، سماجی اور فلاحی مقاصد کے لیے مخصوص کرنا ہے۔ لفظ "وقف" کے لغوی معنی "روک دینا" یا "ٹھہرا دینا" ہیں، جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد ایسی جائیداد ہے جس کی اصل کو محفوظ رکھتے ہوئے اس کے منافع کو عوامی فلاح اور خیر کے کاموں کے لیے وقف کر دیا جائے۔ وقف کی خصوصیت یہ ہے کہ اسے فروخت نہیں کیا جا سکتا، نہ وراثت میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ذاتی مفاد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

اسلام میں وقف کو صدقۂ جاریہ کی حیثیت حاصل ہے اور اس کی بنیاد قرآن و سنت کی تعلیمات پر قائم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے وقف کی ترغیب دی اور صحابۂ کرامؓ نے اس سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی بہت سی جائیدادیں وقف کیں۔ حضرت عمرؓ نے خیبر کی زمین کو رسول اکرم ﷺ کے مشورے سے وقف کیا، جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: "اصل کو روکو اور اس کا نفع صدقہ کر دو"۔ یہی اصول اسلامی نظامِ وقف کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔

ہندوستان میں وقف کو قانونی تحفظ بھی حاصل ہے۔ برطانوی دور میں وقف ویلیڈیٹنگ ایکٹ 1913 کے ذریعے اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا گیا، جبکہ آزادی کے بعد وقف ایکٹ 1954 اور بعد ازاں وقف ایکٹ 1995 نافذ کیا گیا۔ ہندوستانی آئین کا آرٹیکل 26 بھی مذہبی اداروں کو اپنے معاملات خود چلانے کا حق فراہم کرتا ہے، جس کے تحت وقف ادارے بھی آتے ہیں۔

ہندوستان میں وقف جائیدادوں کی اہمیت نہایت وسیع ہے۔ بے شمار مساجد، مدارس، خانقاہیں، درگاہیں، تعلیمی ادارے، یتیم خانے، اسپتال اور رفاہی مراکز وقف املاک پر قائم ہیں۔ ان جائیدادوں سے حاصل ہونے والی آمدنی دینی، تعلیمی اور سماجی خدمات پر خرچ کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کئی تجارتی اور زرعی وقف املاک معاشی سرگرمیوں کو فروغ دیتی ہیں اور ہزاروں افراد کے لیے روزگار کے مواقع پیدا کرتی ہیں۔ تاریخی اور ثقافتی اعتبار سے بھی وقف املاک کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ ملک کی متعدد تاریخی مساجد اور مذہبی یادگاریں وقف جائیدادوں میں شامل ہیں۔

وقف املاک کی وسیع تعداد، ان کی اہمیت اور ان کو درپیش مسائل کے پیش نظر ایک ایسے منظم ادارے کی ضرورت محسوس کی گئی جو ان املاک کی حفاظت، نگرانی اور بہتر انتظام کو یقینی بنا سکے۔ اسی مقصد کے لیے ہندوستان میں وقف بورڈز قائم کیے گئے۔ وقف بورڈ کا بنیادی

فریضہ وقف املاک کا ریکارڈ محفوظ کرنا، ان پر غیر قانونی قبضوں کو روکنا، ان سے حاصل ہونے والی آمدنی کو درست مقاصد پر خرچ کرنا اور وقف قوانین پر عمل درآمد کو یقینی بنانا ہے۔

ریاستی وقف بورڈز اور سینٹرل وقف کونسل وقف جائیدادوں کے تحفظ اور ان کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر وقف املاک کا مؤثر اور شفاف انتظام کیا جائے تو یہ نہ صرف مسلم معاشرے کی تعلیمی، سماجی اور اقتصادی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں بلکہ ملک کی مجموعی فلاح و بہبود میں بھی نمایاں حصہ ڈال سکتی ہیں۔

وقف بورڈ کی آئینی حیثیت اور مسلمانوں کے مذہبی و فلاحی اداروں کے تحفظ میں اس کا کردار

ہندوستان میں وقف کا نظام صدیوں پرانی اسلامی روایت کا حصہ ہے۔ مسلمان اپنی جائیدادوں کو اللہ کی راہ میں وقف کرکے ان کے منافع کو دینی، تعلیمی اور فلاحی مقاصد کے لیے مخصوص کرتے رہے ہیں۔ تاہم برطانوی دور میں وقف املاک کے انتظام کے لیے کوئی مؤثر قانونی نظام موجود نہیں تھا، جس کے نتیجے میں متعدد وقف جائیدادیں بدانتظامی، ناجائز قبضوں اور حکومتی مداخلت کا شکار ہو گئیں۔

مغل دور اور اس سے قبل وقف املاک کا انتظام عموماً علماء، قاضیوں اور متولیوں کے ذریعے انجام پاتا تھا۔ ان املاک کی آمدنی مساجد، مدارس، خانقاہوں اور رفاہی اداروں پر خرچ کی جاتی تھی۔ برطانوی دور میں وقف املاک کے تحفظ کا کوئی مضبوط نظام قائم نہ ہو سکا اور کئی جائیدادیں سرکاری تحویل میں چلی گئیں۔ اس صورتحال کے پیش نظر مسلمانوں نے وقف املاک کے قانونی تحفظ کے لیے مسلسل جدوجہد کی، جس کے نتیجے میں 1913 کا وقف ایکٹ نافذ کیا گیا۔ اس قانون نے مسلمانوں کے حقِ وقف کو تسلیم کیا، لیکن انتظامی نگرانی اور مؤثر نفاذ کا نظام فراہم نہ کر سکا۔

آزادی کے بعد وقف املاک کی بڑھتی ہوئی تعداد اور ان کے غیر مؤثر انتظام کے پیش نظر حکومت ہند نے 1954 میں پہلا جامع وقف ایکٹ نافذ کیا۔ اس ایکٹ کے ذریعے ریاستی وقف بورڈز کا قیام عمل میں آیا، وقف جائیدادوں کی رجسٹریشن کا نظام متعارف ہوا اور غیر قانونی قبضوں کے خلاف قانونی کارروائی کا اختیار دیا گیا۔ تاہم اس قانون میں بعض خامیاں موجود رہیں، جنہیں دور کرنے کے لیے 1995 میں نیا وقف ایکٹ نافذ کیا گیا۔

وقف ایکٹ 1995 نے وقف کے قانونی نظام کو مزید مضبوط بنایا۔ اس کے تحت سینٹرل وقف کونسل کے کردار کو مؤثر بنایا گیا، وقف ٹریبونلز قائم کیے گئے، وقف املاک کے ریکارڈ کو جدید خطوط پر مرتب کرنے کی کوشش کی گئی اور ناجائز قبضوں کے خلاف سخت قانونی اقدامات متعارف کرائے گئے۔ اس قانون نے ریاستی وقف بورڈز کو زیادہ اختیارات اور خودمختاری فراہم کی تاکہ وہ وقف املاک کی نگرانی اور ان کے تحفظ کا کام بہتر انداز میں انجام دے سکیں۔

ہندوستانی آئین بھی وقف اداروں کو اہم قانونی اور آئینی تحفظ فراہم کرتا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 25 کے تحت ہر فرد کو اپنے مذہب پر عمل کرنے، اس کی تبلیغ کرنے اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔ چونکہ وقف ایک مذہبی اور فلاحی ادارہ ہے، اس لیے اس کے قیام اور اس کی سرگرمیوں کو آئینی تحفظ حاصل ہے۔ اسی طرح آرٹیکل 26 ہر مذہبی گروہ کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے، ان کا انتظام کرنے اور اپنی جائیدادوں کے نظم و نسق کا حق دیتا ہے، جس کے تحت وقف بورڈ اور وقف املاک بھی شامل ہیں۔

آرٹیکل 27 حکومت کو کسی خاص مذہب کے فروغ کے لیے ٹیکس عائد کرنے سے روکتا ہے، جبکہ آرٹیکل 29 اور 30 مذہبی اور لسانی اقلیتوں کو اپنی ثقافت، مذہبی وراثت اور تعلیمی اداروں کے تحفظ کا حق فراہم کرتے ہیں۔ چونکہ بہت سے تعلیمی اور فلاحی ادارے وقف املاک کے ذریعے چلائے جاتے ہیں، اس لیے یہ آئینی دفعات وقف کے ادارے کی قانونی حیثیت اور خودمختاری کو مزید مضبوط بناتی ہیں۔

وقف بورڈ مسلمانوں کے مذہبی اور فلاحی اداروں کے تحفظ میں بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ مساجد، مدارس، درگاہیں اور قبرستان بڑی حد تک وقف املاک پر قائم ہیں، اور ان کی دیکھ بھال، انتظام اور قانونی تحفظ وقف بورڈ کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح وقف املاک کی آمدنی سے تعلیمی ادارے، اسپتال، یتیم خانے اور دیگر رفاہی منصوبے چلائے جاتے ہیں، جو مسلم معاشرے کی سماجی اور اقتصادی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

وقف بورڈ کا ایک اہم فریضہ وقف جائیدادوں کو ناجائز قبضوں سے بچانا اور ان کے قانونی حقوق کا تحفظ کرنا بھی ہے۔ اس مقصد کے لیے وہ عدالتوں میں مقدمات کی پیروی کرتا ہے، ریاستی حکومتوں سے رابطہ رکھتا ہے اور وقف قوانین کے مؤثر نفاذ کے لیے اقدامات کرتا ہے۔ مزید برآں، وقف بورڈ حکومت کی جانب سے مجوزہ وقف قوانین اور اصلاحات پر اپنی رائے پیش کرتا ہے اور مسلم کمیونٹی کے مذہبی اور فلاحی مفادات کے تحفظ کے لیے پالیسی سازی میں بھی حصہ لیتا ہے۔

اس طرح وقف بورڈ نہ صرف ایک قانونی اور انتظامی ادارہ ہے بلکہ مسلمانوں کے مذہبی تشخص، تعلیمی ترقی اور فلاحی سرگرمیوں کے تحفظ اور فروغ کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔

وقف بورڈ کا انتظامی ڈھانچہ

ہندوستان میں وقف املاک کے مؤثر انتظام، تحفظ اور نگرانی کے لیے ایک منظم انتظامی ڈھانچہ قائم کیا گیا ہے، جس کی بنیاد دو اہم اداروں پر مشتمل ہے: سینٹرل وقف کونسل اور ریاستی وقف بورڈز۔ یہ دونوں ادارے باہمی تعاون کے ذریعے وقف جائیدادوں کے تحفظ، ان کے بہتر استعمال اور ان سے حاصل ہونے والی آمدنی کو دینی، تعلیمی اور فلاحی مقاصد کے لیے صرف کرنے کو یقینی بناتے ہیں۔

سینٹرل وقف کونسل

سینٹرل وقف کونسل ہندوستان میں وقف املاک کے تحفظ اور بہتر انتظام کے لیے ایک اعلیٰ مشاورتی ادارہ ہے، جو وزارتِ اقلیتی امور، حکومتِ ہند کے تحت کام کرتا ہے۔ اس کونسل کا قیام وقف ایکٹ 1954 کے تحت عمل میں آیا، جبکہ بعد کی قانونی ترامیم، خصوصاً وقف ایکٹ 1995 کے بعد، اس کے اختیارات اور ذمہ داریوں میں مزید وسعت پیدا کی گئی۔

سینٹرل وقف کونسل کا بنیادی مقصد ملک بھر کے ریاستی وقف بورڈز کو رہنمائی فراہم کرنا، ان کی کارکردگی کا جائزہ لینا اور وقف املاک کے مؤثر انتظام کے لیے پالیسی سازی میں حکومت کی معاونت کرنا ہے۔ یہ کونسل وقف جائیدادوں کے تحفظ، ان کی ترقی اور ان کے شفاف انتظام کے لیے مختلف تجاویز اور منصوبے مرتب کرتی ہے۔

کونسل وقتاً فوقتاً ریاستی وقف بورڈز کی کارکردگی کا جائزہ لیتی ہے اور ضرورت پڑنے پر انہیں انتظامی، مالی اور قانونی معاونت فراہم کرتی ہے۔ اگر کسی ریاستی وقف بورڈ کی کارکردگی غیر تسلی بخش ہو یا وہ وقف املاک کے تحفظ میں ناکام ہو تو کونسل حکومت کو مناسب سفارشات بھی پیش کر سکتی ہے۔

وقف جائیدادوں پر ناجائز قبضے ہندوستان میں ایک سنگین مسئلہ ہیں، اس لیے سینٹرل وقف کونسل ریاستی بورڈز کو قانونی رہنمائی اور تکنیکی معاونت فراہم کرتی ہے تاکہ ان املاک کو غیر قانونی تجاوزات سے محفوظ رکھا جاسکے۔ اس کے علاوہ کونسل وقف قوانین میں ضروری اصلاحات اور ترامیم کے لیے بھی سفارشات مرتب کرتی ہے اور وقف املاک کے ڈیجیٹل ریکارڈ کی تیاری اور جدید انتظامی نظام کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

ریاستی وقف بورڈز

ریاستی وقف بورڈز وقف املاک کے انتظام و انصرام کے بنیادی ادارے ہیں، جو ہر ریاست میں موجود وقف جائیدادوں کی نگرانی اور دیکھ بھال کے لیے قائم کیے گئے ہیں۔ یہ بورڈز ریاستی حکومتوں کے ماتحت کام کرتے ہیں، تاہم ان کی پالیسی سازی اور مجموعی نگرانی میں سینٹرل وقف کونسل بھی معاون کردار ادا کرتی ہے۔

ہر ریاستی وقف بورڈ میں ایک چیئرمین، متعدد اراکین اور ایک چیف ایگزیکٹو آفیسر (CEO) شامل ہوتا ہے، جو وقف املاک کے انتظام، قانونی تحفظ اور مالیاتی معاملات کی نگرانی کرتے ہیں۔ ان بورڈز کی بنیادی ذمہ داری وقف جائیدادوں کا اندراج، ان کے ریکارڈ کی حفاظت، ان کی آمدنی کا انتظام اور فلاحی مقاصد کے لیے ان کے مؤثر استعمال کو یقینی بنانا ہے۔

ریاستی وقف بورڈز وقف املاک کی باقاعدہ رجسٹریشن اور سروے کا اہتمام کرتے ہیں تاکہ تمام جائیدادوں کا درست ریکارڈ محفوظ رکھا جاسکے۔ یہ بورڈز وقف جائیدادوں کے کرایہ داری کے معاملات، ترقیاتی منصوبوں اور قانونی تنازعات کو بھی حل کرتے ہیں۔ اگر کسی وقف جائیداد پر غیر قانونی قبضہ ہو جائے تو بورڈ اس کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

مالیاتی شفافیت کو یقینی بنانے کے لیے ریاستی وقف بورڈز وقف جائیدادوں کی آمدنی اور اخراجات کا حساب رکھتے ہیں، باقاعدہ آڈٹ کراتے ہیں اور اپنی سالانہ رپورٹس متعلقہ حکومتوں کو پیش کرتے ہیں۔ بعض ریاستی وقف بورڈز اپنی جائیدادوں کو ترقی دے کر تعلیمی ادارے، اسپتال اور رفاہی مراکز قائم کرنے میں بھی نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔

ہندوستان میں ریاستی وقف بورڈز کا دائرۂ کار

ہندوستان میں اس وقت تیس سے زائد ریاستی وقف بورڈز کام کر رہے ہیں، جو اپنی اپنی ریاستوں میں وقف املاک کی نگرانی کرتے ہیں۔ بعض ریاستوں، خصوصاً اتر پردیش، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، کرناٹک، تلنگانہ، بہار، راجستھان، مغربی بنگال اور گجرات میں وقف املاک کی تعداد بہت زیادہ ہے، اس لیے ان ریاستوں کے وقف بورڈز کا دائرۂ کار بھی وسیع اور پیچیدہ ہے۔

اس کے برعکس بعض چھوٹی ریاستوں، جیسے سکم، اروناچل پردیش اور منی پور میں وقف املاک کی تعداد نسبتاً کم ہے، اس لیے وہاں وقف بورڈز کا انتظامی دائرہ محدود ہوتا ہے۔ تاہم ان تمام بورڈز کا بنیادی مقصد ایک ہی ہے، یعنی وقف املاک کا تحفظ، ان کا شفاف انتظام اور ان سے حاصل ہونے والے وسائل کو مسلمانوں کی دینی، تعلیمی اور فلاحی ترقی کے لیے استعمال کرنا۔

اس طرح سینٹرل وقف کونسل اور ریاستی وقف بورڈز مل کر ہندوستان میں وقف کے ادارے کے انتظامی ڈھانچے کو تشکیل دیتے ہیں اور وقف املاک کے تحفظ اور مؤثر استعمال کو یقینی بنانے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

وقف بورڈ کا کردار اور اس کی سماجی و فلاحی خدمات

وقف بورڈ کا بنیادی مقصد وقف املاک کا تحفظ، ان کا مؤثر انتظام اور ان سے حاصل ہونے والی آمدنی کو دینی، تعلیمی اور رفاہی مقاصد کے لیے استعمال کرنا ہے۔ چونکہ وقف املاک مسلمانوں کی اجتماعی امانت اور فلاحِ عامہ کا ایک اہم ذریعہ ہیں، اس لیے ان کے تحفظ اور درست استعمال کی ذمہ داری وقف بورڈ پر عائد ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں وقف بورڈ متعدد انتظامی، قانونی اور فلاحی اقدامات انجام دیتا ہے۔

- **وقف املاک کا تحفظ:** وقف املاک کا تحفظ وقف بورڈ کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ ہندوستان میں وقف جائیدادیں غیر قانونی قبضوں، بدانتظامی اور مالی بے ضابطگیوں جیسے مسائل کا سامنا کرتی رہی ہیں۔ ان مسائل کے حل کے لیے وقف بورڈ باقاعدہ سروے کراتا ہے، وقف املاک کا ریکارڈ مرتب کرتا ہے اور جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے ان کا ڈیجیٹل اندراج یقینی بنانے کی کوشش کرتا ہے، تاکہ کسی بھی قسم کی جعل سازی یا غیر قانونی قبضے کو روکا جا سکے۔

بعض ریاستی وقف بورڈز نے انسدادِ قبضہ سیل بھی قائم کیے ہیں، جو وقف املاک پر ناجائز قبضوں کے خلاف فوری کارروائی کرتے ہیں۔ اگر کسی وقف جائیداد پر غیر قانونی قبضہ ہو جائے تو وقف بورڈ عدالت سے رجوع کرتا ہے اور قانونی چارہ جوئی کے ذریعے اس جائیداد کو واپس حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

- **وقف املاک کی رجسٹریشن اور قانونی تحفظ:** وقف املاک کے تحفظ کے لیے ان کا باضابطہ اندراج نہایت ضروری ہے۔ وقف ایکٹ 1995 کے مطابق ہر وقف جائیداد کا ریاستی وقف بورڈ میں رجسٹر ہونا لازمی ہے۔ وقف بورڈ زمینوں، عمارتوں، دکانوں اور دیگر جائیدادوں کی مکمل فہرست مرتب کرتا ہے اور وقتاً فوقتاً اسے جدید تقاضوں کے مطابق اپ ڈیٹ بھی کرتا ہے۔

وقف جائیدادوں سے متعلق تنازعات کے حل کے لیے وقف ٹریبونلز قائم کیے گئے ہیں، جو وقف املاک کے مقدمات کی سماعت کرتے ہیں۔ وقف ایکٹ کے تحت وقف جائیدادوں کو فروخت، تبادلے یا غیر وقف مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اگر کوئی فرد یا ادارہ ایسا کرنے کی کوشش کرے تو وقف بورڈ قانونی کارروائی کا اختیار رکھتا ہے۔

- **انتظام و انصرام اور مالیاتی امور:** وقف املاک کا بہتر انتظام و انصرام بھی وقف بورڈ کی اہم ذمہ داری ہے۔ وقف جائیدادوں کی ایک بڑی تعداد کرایہ پر دی جاتی ہے یا لیز پر منتقل کی جاتی ہے، تاکہ ان سے آمدنی حاصل کی جا سکے اور فلاحی منصوبوں کو فروغ دیا جا سکے۔

وقف بورڈ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ کرایہ داری اور لیز کے تمام معاملات وقف ایکٹ اور شرعی اصولوں کے مطابق ہوں۔ اس کے علاوہ بورڈ کم کرایوں، غیر قانونی قابضین اور غیر شفاف معاہدوں جیسے مسائل کو حل کرنے کے لیے کرایوں میں نظرثانی، معاہدوں کی تجدید اور قانونی کارروائی جیسے اقدامات بھی کرتا ہے۔

- **وقف کی آمدنی کا استعمال:** وقف جائیدادوں سے حاصل ہونے والی آمدنی کا بنیادی مقصد مسلمانوں کی دینی، تعلیمی اور سماجی فلاح و بہبود ہے۔ اس آمدنی کا ایک بڑا حصہ مساجد، مدارس، یتیم خانوں، تعلیمی اداروں اور دیگر رفاہی سرگرمیوں پر خرچ کیا جاتا ہے۔

وقف فنڈز کے ذریعے غریب اور مستحق طلبہ کو وظائف فراہم کیے جاتے ہیں، تعلیمی اداروں کو مالی امداد دی جاتی ہے اور ضرورت مند افراد کی کفالت کی جاتی ہے۔ اسی طرح اسپتالوں، طبی مراکز، رہائشی منصوبوں اور فلاحی اداروں کے قیام اور ان کے انتظام میں بھی وقف کی آمدنی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اگرچہ بعض اوقات وقف بورڈز میں مالی بے ضابطگیوں اور بدعنوانی کے واقعات سامنے آتے ہیں، تاہم شفاف آڈٹ، سخت نگرانی اور مؤثر احتساب کے ذریعے ان مسائل پر قابو پانے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ وقف کی آمدنی صرف انہی مقاصد پر خرچ ہو جن کے لیے اسے وقف کیا گیا ہے۔

- **شرعی اصولوں کے مطابق انتظام:** وقف ایک خالص اسلامی ادارہ ہے، اس لیے اس کا نظم و نسق شرعی اصولوں کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ اسلامی فقہ کے مطابق وقف کی جائیداد کسی فرد کی ذاتی ملکیت نہیں رہتی بلکہ اسے اللہ کی راہ میں دائمی طور پر مخصوص کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے وقف کی املاک کو فروخت کرنا، ذاتی مفاد کے لیے استعمال کرنا یا ان میں خیانت کرنا شرعاً ناجائز ہے۔

وقف کے انتظام کے لیے متولی یا نگران کی دیانت داری اور امانت نہایت اہم ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ وقف کی شرائط اور مقاصد کے مطابق املاک کا انتظام کرے اور ان کے استعمال میں کسی قسم کی بے ضابطگی یا ذاتی مفاد کو دخل نہ دے۔

- **سماجی اور فلاحی خدمات:** وقف بورڈ کا کردار صرف جائیدادوں کے تحفظ تک محدود نہیں بلکہ اس کی سماجی اور فلاحی خدمات بھی نہایت اہم ہیں۔ وقف املاک سے حاصل ہونے والی آمدنی کے ذریعے تعلیمی اداروں، اسپتالوں، یتیم خانوں اور دیگر رفاہی اداروں کی سرپرستی کی جاتی ہے۔

وقف بورڈ مختلف اسکولوں، کالجوں اور جامعات کو مالی معاونت فراہم کرتا ہے اور مستحق طلبہ کو تعلیمی وظائف دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اسپتالوں، ڈسپنسریوں اور طبی مراکز کی معاونت کے ذریعے غریب اور ضرورت مند افراد کو علاج معالجے کی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

- **مساجد، مدارس اور یتیم خانوں کی سرپرستی:** وقف بورڈ کے زیر انتظام متعدد مساجد، مدارس اور یتیم خانے کام کر رہے ہیں۔ بورڈ ان اداروں کی تعمیر، مرمت، دیکھ بھال اور مالی معاونت کا انتظام کرتا ہے۔ مساجد کے ائمہ، مؤذنین اور دیگر عملے کے اخراجات بھی کئی مقامات پر وقف فنڈز سے پورے کیے جاتے ہیں۔

اسی طرح دینی مدارس کو مالی امداد، تعلیمی وسائل اور بنیادی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں، جبکہ یتیم خانوں میں مقیم بچوں کی تعلیم، رہائش، خوراک اور دیگر ضروریات کے لیے بھی وقف فنڈز استعمال کیے جاتے ہیں۔

اس طرح وقف بورڈ ایک ہمہ جہت ادارے کی حیثیت رکھتا ہے جو نہ صرف وقف املاک کے تحفظ اور انتظام کا ذمہ دار ہے بلکہ مسلمانوں کی مذہبی، تعلیمی اور سماجی ترقی کے لیے بھی ایک مؤثر اور فعال کردار ادا کرتا ہے۔

وقف بورڈ کو درپیش چیلنجز اور ان کے ممکنہ حل

اگرچہ وقف بورڈ ایک مضبوط قانونی اور انتظامی نظام کے تحت کام کرتا ہے، لیکن اس کے مؤثر کردار کی راہ میں متعدد چیلنجز حائل ہیں۔ ان میں غیر قانونی قبضے، انتظامی بدعنوانی، مالی وسائل کی کمی، قانونی پیچیدگیاں اور انتظامی کمزوریاں نمایاں ہیں۔ یہ مسائل نہ صرف وقف املاک کے تحفظ کو متاثر کرتے ہیں بلکہ ان سے حاصل ہونے والے سماجی، تعلیمی اور فلاحی فوائد کو بھی محدود کر دیتے ہیں۔

- **غیر قانونی قبضے کا مسئلہ:** وقف املاک پر غیر قانونی قبضہ ہندوستان میں وقف نظام کے لیے سب سے بڑا چیلنج سمجھا جاتا ہے۔ متعدد وقف جائیدادیں سرکاری و نجی اداروں، باأثر افراد اور لینڈ مافیا کے ناجائز قبضوں کا شکار ہیں۔ بعض اوقات قانونی پیچیدگیوں اور طویل عدالتی کارروائیوں کی وجہ سے ان جائیدادوں کو واپس حاصل کرنا ایک مشکل اور وقت طلب عمل بن جاتا ہے۔ مزید برآں، بعض ریاستی وقف بورڈز کے پاس مؤثر قانونی کارروائی اور نگرانی کے لیے مطلوبہ وسائل اور اختیارات بھی محدود ہیں۔

اس مسئلے کے حل کے لیے ضروری ہے کہ تمام وقف املاک کی مکمل اور شفاف ڈیجیٹل رجسٹریشن کی جائے، تاکہ ان کی ملکیت کا واضح اور مستند ریکارڈ محفوظ ہو۔ اسی طرح وقف سے متعلق مقدمات کے فوری تصفیے کے لیے خصوصی ٹریبونلز کو مزید فعال بنایا جائے اور حکومت اور وقف بورڈ کے درمیان مؤثر تعاون کے ذریعے غیر قانونی قبضوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

- **بدانتظامی اور کرپشن:** وقف بورڈ کو درپیش ایک اور اہم مسئلہ انتظامی کمزوریاں اور بدعنوانی ہے۔ بعض مواقع پر وقف املاک کی لیز، کرایہ داری اور مالی معاملات میں شفافیت کے فقدان کی شکایات سامنے آتی رہی ہیں۔ بعض افسران اور اہلکاروں پر جائیدادوں کے غلط استعمال، غیر قانونی فروخت یا مالی بے ضابطگیوں کے الزامات بھی عائد کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض ریاستی وقف بورڈز میں انتظامی ڈھانچے کی کمزوری اور فیصلہ سازی میں تاخیر بھی ان کی کارکردگی کو متاثر کرتی ہے۔

ان مسائل کے حل کے لیے ایک مضبوط نگرانی اور احتسابی نظام قائم کرنا ناگزیر ہے۔ وقف بورڈ کے مالیاتی معاملات کا باقاعدہ آڈٹ ہونا چاہیے، تمام مالی لین دین کو ڈیجیٹل اور شفاف بنایا جانا چاہیے اور بدعنوانی میں ملوث افراد کے خلاف سخت قانونی کارروائی عمل میں لائی جانی چاہیے۔ جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے نہ صرف شفافیت میں اضافہ ہوگا بلکہ عوامی اعتماد بھی بحال ہو سکے گا۔

- **مالی وسائل کی کمی:** بیشتر ریاستی وقف بورڈز کو اپنی جائیدادوں کے تحفظ، ان کی ترقی اور فلاحی منصوبوں کے نفاذ کے لیے مالی وسائل کی کمی کا سامنا رہتا ہے۔ کئی وقف املاک غیر قانونی قبضوں، ناقص انتظام یا کم کرایہ داری کے باعث خاطر خواہ آمدنی پیدا نہیں کر پاتیں۔ مزید یہ

کہ بعض اوقات حاصل ہونے والی آمدنی کا بڑا حصہ انتظامی اخراجات میں صرف ہو جاتا ہے، جس کے نتیجے میں تعلیمی، سماجی اور فلاحی سرگرمیوں کے لیے مطلوبہ وسائل دستیاب نہیں رہتے۔

اس چیلنج سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے کہ وقف املاک کو جدید معاشی تقاضوں کے مطابق ترقی دی جائے اور ان کے مؤثر استعمال کے لیے پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ جیسے ماڈلز اختیار کیے جائیں۔ غیر فعال اور غیر استعمال شدہ وقف جائیدادوں کو بحال کر کے آمدنی کے نئے ذرائع پیدا کیے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح کرایہ داری کے نظام کو جدید خطوط پر استوار کرنا اور حکومت کی جانب سے خصوصی مالی معاونت اور ترقیاتی اسکیموں کا اجرا بھی وقف بورڈ کی مالی حالت کو مستحکم بنانے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

- **قانونی اور انتظامی پیچیدگیاں:** وقف املاک سے متعلق مقدمات اکثر طویل عدالتی کارروائیوں اور پیچیدہ قانونی مراحل کا شکار ہو جاتے ہیں، جس سے وقف بورڈ کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔ بعض اوقات وقف قوانین کی تشریح، ریکارڈ کی عدم دستیابی یا مختلف سرکاری اداروں کے درمیان اختیارات کے تعین میں بھی مشکلات پیش آتی ہیں۔

ان مسائل کے حل کے لیے ضروری ہے کہ وقف قوانین کو مزید واضح اور مؤثر بنایا جائے، وقف ٹریبونلز کی تعداد اور استعداد میں اضافہ کیا جائے اور ریاستی حکومتوں، عدلیہ اور وقف بورڈز کے درمیان بہتر ہم آہنگی پیدا کی جائے۔

وقف بورڈ کے سامنے موجود چیلنجز اگرچہ سنگین نوعیت کے ہیں، لیکن مؤثر قانون سازی، شفاف انتظام، جدید ٹیکنالوجی کے استعمال، مالی اصلاحات اور مضبوط احتسابی نظام کے ذریعے ان مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اگر وقف املاک کا تحفظ اور ان کا مؤثر انتظام یقینی بنایا جائے تو یہ ادارہ مسلمانوں کی مذہبی، تعلیمی اور سماجی ترقی میں مزید اہم کردار ادا کر سکتا ہے اور وقف کے حقیقی فلاحی مقاصد کو بہتر انداز میں پورا کیا جا سکتا ہے۔

وقف ترمیمی بل 2025 اور آئینی تحفظات

وقف ترمیمی بل 2025 ہندوستان میں وقف نظام سے متعلق حالیہ قانونی مباحث کا ایک اہم موضوع ہے۔ اس بل کے بعض مجوزہ نکات پر مختلف ملی، دینی اور قانونی تنظیموں، خصوصاً آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور دیگر مسلم اداروں کی جانب سے آئینی اور شرعی تحفظات کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان تنظیموں کے مطابق بل کی بعض دفعات ہندوستانی آئین میں دی گئی مذہبی آزادی، اقلیتی حقوق اور مذہبی اداروں کی خودمختاری سے متصادم ہیں۔ اگرچہ اس موضوع پر تفصیلی کتابچے اور قانونی تجزیے شائع ہو چکے ہیں، تاہم یہاں اختصار کے ساتھ چند اہم آئینی تحفظات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

- **وقف بورڈ میں غیر مسلم اراکین کی شمولیت:** بل میں وقف بورڈ کے اندر غیر مسلم اراکین کی شمولیت کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ اس تجویز پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ہندوستانی آئین کے آرٹیکل 26(b) کے مطابق ہر مذہبی گروہ کو اپنے مذہبی امور خود منظم کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس نقطۂ نظر کے مطابق مسلمانوں کے مذہبی ادارے میں غیر مسلم اراکین کی شمولیت مذہبی خودمختاری اور مذہبی آزادی کے اصول سے متصادم سمجھی جا سکتی ہے۔
- **وقف املاک کے انتظام میں حکومتی مداخلت:** بل کی بعض دفعات کے تحت حکومت کو وقف املاک کے انتظام اور ان سے متعلق فیصلوں میں زیادہ اختیارات دیے جانے کی بات کی گئی ہے۔ ناقدین کے مطابق آرٹیکل 26(d) ہر مذہبی گروہ کو اپنی مذہبی جائیدادوں کے انتظام اور انصرام کا حق دیتا ہے، اس لیے حکومتی کنٹرول میں غیر معمولی اضافہ مذہبی اداروں کی خودمختاری کو متاثر کر سکتا ہے۔
- **وقف املاک کی ازسرِ نو رجسٹریشن:** بل میں بعض وقف املاک کی دوبارہ رجسٹریشن اور ریکارڈ کی تجدید کی شرط شامل کیے جانے پر بھی تحفظات کا اظہار کیا گیا ہے۔ ناقدین کے مطابق اگر رجسٹریشن کی عدم تکمیل کی بنیاد پر کسی وقف جائیداد کی حیثیت کو مشتبہ قرار دیا جائے تو یہ آرٹیکل 300-A میں دیے گئے حقِ ملکیت اور آرٹیکل 25 میں دی گئی مذہبی آزادی سے متعلق سوالات کو جنم دے سکتا ہے۔ اس موقف کے مطابق صدیوں سے قائم شرعی وقف کو صرف انتظامی یا کاغذی بنیادوں پر چیلنج کرنا مناسب نہیں سمجھا جاتا۔
- **وقف کے مذہبی تشخص پر سوال:** بعض حلقوں کا یہ بھی موقف ہے کہ اگر وقف کی مذہبی نوعیت، اس کے وجود یا ضرورت کو حکومتی سطح پر چیلنج کیا جائے تو یہ آرٹیکل 25 اور 26 میں دی گئی مذہبی آزادی کے دائرے میں مداخلت کے مترادف ہو سکتا ہے، کیونکہ وقف اسلامی روایت میں ایک مذہبی اور فلاحی ادارے کی حیثیت رکھتا ہے۔

- **وقف املاک کا عوامی مقاصد کے لیے استعمال:** بل کے بعض نکات کے حوالے سے یہ اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وقف املاک کو عوامی مفاد یا دیگر مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی گنجائش پیدا ہو سکتی ہے۔ ناقدین کے مطابق وقف کی جائیداد ایک مخصوص دینی یا فلاحی مقصد کے لیے وقف کی جاتی ہے، اس لیے اس کے اصل مقصد کو تبدیل کرنا شرعی اور آئینی دونوں اعتبار سے قابلِ اعتراض سمجھا جا سکتا ہے، خصوصاً جب اس سے مذہبی آزادی کے حق پر اثر پڑنے کا خدشہ ہو۔
- **اقلیتی اداروں کے ساتھ امتیازی سلوک کا سوال:** بعض قانونی ماہرین اور مسلم تنظیموں کا موقف ہے کہ اگر دیگر مذہبی اداروں کو زیادہ خودمختاری حاصل ہو اور صرف وقف اداروں پر اضافی پابندیاں عائد کی جائیں تو یہ آرٹیکل 14 میں دیے گئے برابری کے حق اور آرٹیکل 15 میں مذہب کی بنیاد پر امتیاز کی ممانعت کے اصولوں کے تناظر میں قابلِ بحث مسئلہ بن سکتا ہے۔
- **شرعی اصولوں سے مطابقت:** وقف ایک خالص اسلامی ادارہ ہے اور اس کے بنیادی اصول اسلامی شریعت سے ماخوذ ہیں۔ اس لیے اگر کسی قانون کی بعض دفعات وقف کے شرعی تصورات اور روایتی اصولوں سے متصادم ہوں تو بعض حلقوں کے نزدیک یہ آرٹیکل 29 اور 30 کے تحت اقلیتوں کو حاصل مذہبی اور ثقافتی حقوق سے متعلق سوالات پیدا کر سکتا ہے، کیونکہ یہ دفعات اقلیتوں کو اپنے مذہبی اور تعلیمی اداروں کے تحفظ کا حق فراہم کرتی ہیں۔

وقف ترمیمی بل 2025 کے حوالے سے اٹھائے گئے آئینی تحفظات بنیادی طور پر مذہبی آزادی، مذہبی اداروں کی خودمختاری، اقلیتی حقوق، برابری کے اصول اور وقف کے شرعی تشخص کے گرد گھومتے ہیں۔ تاہم ان تمام نکات کی حتمی آئینی حیثیت کا تعین عدالتی تشریح، قانونی مباحث اور آئینی اداروں کی آراء کی روشنی میں ہی ممکن ہوگا۔ اس لیے یہ موضوع نہ صرف قانونی بلکہ مذہبی، سماجی اور آئینی اعتبار سے بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور اس پر سنجیدہ اور متوازن بحث کی ضرورت ہے۔

(نوٹ: یہ کتاب بنیادی طور پر سال ۲۰۲۵ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچی تھی، اور وقف ترمیمی بل سے متعلق اوپر درج تمام تفصیلات اور آئینی بحث اسی وقت تک کے حالات کے مطابق قلمبند کی گئی تھیں۔ چونکہ یہ ایک مسلسل بدلتا ہوا قانونی اور سیاسی موضوع تھا، اس لیے یہاں تک کی تفصیلات کو برقرار رکھنا اس مقصد کے لیے نہایت ضروری تھا تاکہ قانون اور شریعت کے طلبہ کو یہ بخوبی اندازہ ہو سکے کہ ہندوستانی آئین کے تناظر میں اقلیتوں کے حقوق، مذہبی آزادی اور اداروں کی خودمختاری کو لے کر کیا کیا علمی و قانونی چیلنجز سامنے آتے ہیں، اور ہم اپنے دستوری

حقوق کا دفاع کس طرح کر سکتے ہیں۔گزشتہ سال کے ان تمام اہم ترین مباحث اور مسلم تنظیموں (خصوصاً آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) کے شدید تحفظات کے بعد، یہ بل پارلیمنٹ سے منظور ہو کر باضابطہ قانون تو بن گیا، لیکن اس کے بعد ملک کی مسلم قیادت نے ان ہی آئینی دفعات کو بنیاد بنا کر اسے معزز سپریم کورٹ میں چیلنج کیا۔ عدالتِ عظمیٰ نے اس معاملے پر گہری قانونی اور دستوری بحث کے بعد، مروجہ آئینی اصولوں کے تحت پورے قانون پر تو مکمل طور پر روک (Stay) نہیں لگائی، لیکن مسلمانوں کے حقوق اور اوقاف کے شرعی تشخص کے تحفظ کے لیے بل کی چند انتہائی متنازع ترین دفعات پر عبوری روک (Interim Stay) لگا دی ہے۔ عدالت نے خاص طور پر بیوروکریسی (کلکٹر) کے غیر معمولی اختیارات اور رجسٹریشن سے جڑے ان سخت ترین قوانین پر فل اسٹاپ لگایا ہے جس سے قدیم مساجد، مدارس اور قبرستانوں کی شرعی حیثیت خطرے میں پڑ سکتی تھی۔ یہ مقدمہ اب بھی عدالت کے زیر سماعت ہے۔یہ پورا سفر اس بات کی زندہ مثال ہے کہ آئین میں دیے گئے حقوق محض کاغذی نہیں ہیں، بلکہ اگر ایک طالب علم اور شہری کو ان کا صحیح ادراک ہو، تو وہ قانون کے دائرے میں رہ کر اپنے مذہبی و فلاحی اداروں کا تحفظ کر سکتا ہے۔ امید ہے کہ یہ تجزیہ شریعت اور آئینِ ہند کے باہمی تعلق کو سمجھنے میں آپ کے لیے مددگار ثابت ہوگا۔)

ثناء اللہ کاظمی

محض اللہ تبارک و تعالی کے فضل و کرم سے یہ معرکہ سر ہوا۔

تمت بالخير